مناظرِ عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی میں ندرتِ فن

ڈاکٹر زہرہ شمائل

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی
میں ندرتِ فن

61688
104/71
24920

ڈاکٹر زہرہ شمائل

دار الاشاعت مصطفائی، دہلی ۱۱۰۰۰۶

© جملہ حقوق بحقِ مقالہ نگار محفوظ

MANAZIR ASHIQ HARGANVI KI NAT GOI MEIN NUDRAT-E-FUN

by: *Dr. Zohra Shamail*
Urdu Adabi Circle, Gungwara
Sara Mohanpur,
Darbhanga - 846007 (Bihar)

Year of Edition 2017
ISBN 81-88891-62-2
₹ 250/-

نام کتاب : مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی میں ندرتِ فن
مصنف : ڈاکٹر زہرہ شمائل
سن اشاعت : ۲۰۱۷ء
قیمت : ۲۵۰ روپے
مطبع : روشان پرنٹرس، دہلی۔۶

P. 192

ملنے کے پتے

☆ امرین بک ایجنسی، احمد آباد۔M.08401010786
☆ ہمالیہ بک ورلڈ، حیدرآباد۔ Ph. 040-66822350
☆ حسامی بک ڈپو، حیدرآباد۔Ph. 040-66806285
☆ انجمن ترقی اُردو، حیدرآباد۔ M. 09247841254
☆ ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، حیدرآباد۔Ph.040-24411637
☆ دکن ٹریڈرس، حیدرآباد۔Ph.040-24521777
☆ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ممبئی۔Ph.022-23774857
☆ کتاب دار، بک سیلر، پبلشر، ممبئی Ph.09869321477
☆ بک امپوریم، پٹنہ۔ M.09304888739
☆ عثمانیہ بک ڈپو، کلکتہ۔M.09433050634
☆ دانش محل، لکھنؤ۔Ph.0522-2626724
☆ رائی بک ڈپو، الہ آباد۔M.09889742811
☆ مرزا ورلڈ بک ہاؤس، اورنگ آباد۔M.09325203227
☆ ایجوکیشنل بک ہاؤس، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ
☆ کشمیر بک ڈپو، سری نگر، M.09419761773
☆ مکتبہ علم وادب، سری نگر M. 094419407522
☆ گلوبل بکس، سرینگر، M. 09070340905
☆ وطن پبلیکیشنز، سری نگر، M. 09419003490
☆ قاسمی کتب خانہ، جموں M.09797352280
☆ نعیم بک سیلرز، مئوناتھ بھنجن، M.09450755820

Published by

DARUL ESHAAT-E-MUSTAFAI

3191,Gali Vakil, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)
Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephindia@gmail.com
website: www.ephbooks.com

اردو ادب کے کہکشاں

- مظہر امام
- منظر شہاب
- حسن امام درد
- سید منظر امام

کے نام

ترتیب

پہلی بات.........ڈاکٹر زہرہ شمائل.........		6
• جمیلہ عرشی	: مناظر عاشق ہرگانوی اور ثنائے خداوندی	29
• فاروق احمد صدیقی	: مناظر عاشق ہرگانوی: مداحِ خدا اور سول	33
• نذیر فتح پوری	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں نئے احساس کا ظہور	39
• فراز حامدی	: مناظر عاشقِ ہرگانوی کے حجلۂ درویشی میں	61
• سعید رحمانی	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری میں معنوی گہرائی	65
• علیم صبانویدی	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں نورانگیزی	70
• مظفر مہدی	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں صالح عناصر	76
• سراج احمد قادری	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی کی جہتیں	87
• ابواللیث جاوید	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری میں عقیدت کی خوشبو	98
• محمد محفوظ الحسن	: مناظر عاشق ہرگانوی کی وسیلۂ نجات نعتیں	104
• امام اعظم	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں میں جاگتے احساس کی چبھن	106
• محمد متین ندوی	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں عشق نبیؐ	111
• شارق عدیل	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں جذبے کی صداقت	115
• انوارالحسن وسطوی	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں میں جذبات محبت رسولؐ	122
• ایم نصر اللہ نصر	: مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری: ایک تجزیہ	128
• ایم صلاح الدین	: مناظر عاشق نے مدحت کو بھی نور رنگ سے باندھا	133

- مجیر احمد آزاد : مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی میں صدائے رحمتؐ 138
- امتیاز احمد راشد : مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں سوچ آگیں طہارت 142
- احسان عالم : مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں عقیدت کا اظہار 148
- ترنم : مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں عجز و انکسار 155
- شاہد اقبال : مناظر عاشق ہرگانوی اور اردو میں نعت گوئی کی روایت 160
- ہمدم نعمانی : مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی: توشۂ آخرت 169
- Eulogium of M.A.Harganvi : Mahmood Ahmad Karimi 173
- صفی الرحمٰن راعین : مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں روحانیت کی ترجمانی 175
- تبسم فرحانہ : مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی میں زندگی کی تابانی 180

نقد پارے

- جمال اویسی 183
- سہیل ارشد 183

منظوم تاثرات

- عبدالاحد ساز 184
- ارشد مینانگری 185
- حیدر وارثی 187
- فرحت جہاں ملی 188
- اسماء پروین 189
- شاہد حسن قاسمی تابش 190

پہلی بات

نعت کے لغوی معنی جو بھی ہوں لیکن خاتم النبیین سید الانبیاء حضرت محمد مصطفٰےؐ کی مدح وستائش کا نام نعت ہے۔ اس کے لئے شاعری اور نثر کی قید نہیں ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالٰی نے حضور کی تعریف کی ہے۔ نبی کو قرآن میں آپؐ کے اوصاف سے یاد کیا گیا ہے۔ کہیں پر یاایھا المدثر، کہیں پر یاایھا المزمل اور کہیں پر یاایھا الرسول کے لقب سے پکارا ہے۔ سورۂ اسریٰ میں ''سبحان الذی اسریٰ بعدہ' سورۂ جن میں ''قاسم عبداللہ'' سورۂ کہف میں ''الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ' سورۂ فرقان میں ''تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ، سورہ نجم میں ''فاوحی الی عبدہ مالوحی، سورۂ اقرا میں ''اریک الذی ینہی عبدا اذا صلیٰ'' سے مرتبہ وعظمت وفخامت عطا کیا ہے۔ آپؐ کے اسم گرامی سے مخاطب کرنے کے مقامات میں سورہ آل عمران، وما محمد الا رسول، سورۂ احزاب میں ''ما کان محمد ابا اور من رجالکم، سورہ محمد میں ''امنو بما نزل علی محمد'' اور سورۂ فتح میں ''محمد رسول اللہ'' وغیرہ ہیں۔

اس کا احساس خود محمد ﷺ کو تھا کہ وہ رفیع وجلیل ہیں۔ انہوں نے ایک موقع پر کہا تھا۔ ''انشدک باللہ الذی انزل التوراۃ علیٰ موسیٰ بل تجد فی التوراۃ نعتی وصفتی ومخرجی۔'' یعنی میں تجھ کو اس خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل فرمائی کہ کیا تورات میں تو میری نعت، میری صفت اور میرے مخرج (بعثت، ہجرت، مدفن) کا ذکر پاتا ہے۔

اردو میں عام طور پر نعت شاعری میں ہوتی رہی ہے جس کا تعلق جذبات سے ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ شاعری میں تخیل کو راہ ضرور دی جاتی ہے لیکن نعت کہتے وقت دلیل کو بیان بنانا پڑتا ہے۔ سچائی کو سامنے رکھنا ہوتا ہے تا کہ شاعر بے ادبی کا مرتکب نہ ہو جائے۔ نعت گو کا یہ ایمان ہوتا ہے کہ صفات

حسنہ میں آپؐ جیسا کوئی نہیں ہے۔

نعت کہتے وقت زبان کا عمل دخل بھی ضروری ہے۔ زور، حسن اور اثر پر توجہ دینی پڑتی ہے۔ لیکن اس کا خیال رکھنا ہوتا ہے کہ شاعر بے ادبی کی حد تک نہ گذر جائے۔ فارسی کے مشہور شاعر عرفی نے اس سلسلے میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ایک ہی آہنگ سے نعت شہہ کونین اور دنیا کے بادشاہوں کی مدح نہیں لکھنا چاہئے :

ہشدار کہ نتواں بیک آہنگ سرودن

نعتِ شہہِ کونین و مدیحِ کے و جم را

عرفی معافی کا خواستگار ہوتے ہوئے رسول اکرمؐ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے :

ہر گاہ کہ وز مدح بلغترم تو بہ بخشائے

کز مدح ندانم من حیران شدہ ذم را

نعت کہتے وقت مدح اور ذم کے پہلو پر غور کرنا ضروری ہے۔ کسی دوسرے موضوع پر تعارض نہیں ہو سکتا تھا لیکن نعت میں یہ غلطی مانی جائے گی۔ اردو میں ابتدا سے نعت کے اسالیب میں بتدریج ترقی یافتہ صورتیں نظر آتی ہیں۔ اور آپ کے کمالات، عادات و اطوار اور خصائل و شمائل کا ذکر اس طرح ہوتا رہا ہے کہ عالمی نتائج و عواقب پر روشنی پڑتی ہے۔ اخوت، بھائی چارگی، میل ملاپ، امن و آشتی کے پیغام اور فلسفہ و سائنس کے اضافے پر توجہ دی جاتی رہی ہے۔ اردو کے شاعروں نے نعت میں مسائل تصوف تو بیان کیا ہی ہے منظر نگاری، جذبات نگاری اور مرقع نگاری کے عمدہ نمونے پیش کئے ہیں۔

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں۔ انہوں نے اردو کی بیشتر اصناف میں تجربے کئے ہیں اور الگ الگ موضوعات پر کتابیں اردو کو دی ہیں۔ ان کی کتابوں کی تعداد دو سو سے زیادہ ہے۔ ان میں 97 کتابیں تنقید کی ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا ناقدانہ ذہن سوچ کے کس خوش آئند عمل سے گزرتا رہتا ہے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے نعت میں بھی تجربے کئے ہیں۔ ان کی کتاب 2015ء میں

اس وقت شائع ہوئی جب وہ اپنی اہلیہ فرزانہ پروین کے ساتھ حج پر جا رہے تھے۔ ان کی نعتوں کی خوبیوں میں حضور کی سیرت، عظمت اور بزرگی بھی کچھ شامل ہے۔ انہوں نے قرآن، حدیث اور دیگر مذہبی کتابوں کو پیش نظر رکھ کر والشمس، والضحیٰ، والنجم اور واللیل کی مثال کو شاہد بنایا ہے۔ جو شایان شان ہے اور تقدیسی انداز میں ہے:

والضحیٰ، والشمس وطٰہٰ، رحمت اللعالمین ☆ آپ کو حق نے پکارا یا محمد مصطفیٰ

حضورؐ سے مناظر عاشق ہرگانوی کی یہ وابستگی ہی ہے کہ وہ نفس کا محاسبہ کرتے ہیں اور انہیں ہر مرض کی دوا سمجھتے ہیں:

جب بھی کبھی پڑھا ہے صلے علیٰ محمدؐ
ہر درد مٹ گیا ہے صلے علیٰ محمدؐ
اپنا تو تجربہ ہے ابتک کا یہ مناظر
اک نسخہ کیمیا ہے صلے علیٰ محمدؐ

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت کی یہ بڑی خوبی ہے کہ اظہار میں غلو اور لفاظی سے کام نہیں لیتے ہیں۔ وہ نعت کے لئے غزلیہ انداز ضرور اپناتے ہیں۔ لیکن رکیک تشبیہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلکہ نبی اکرمؐ پر، ان کی رفعت پر، ان کی بزرگی و برتری پر اور عظمت و شفاعت پر نعت کہتے وقت شریعت کی پاسداری کرتے ہیں۔ الفاظ پر انہیں قدرت حاصل ہے اسی لئے وارفتگی و شیفتگی کے ساتھ اخلاص اور دل آویزی پر توجہ دیتے ہیں اور جذب و خیال کے حرف سے نقش ابھارنے کے ہنر سے واقف ہیں:

محمدؐ سرِ لفظ کن، محمدؐ راز یزدانی
بنائے بزم دو عالم، بقائے نظم حقانی
محمدؐ شوکتِ صبر و شکیب و عزم و دانائی
محمدؐ پیکرِ نوری، شکوہ روحِ عرفانی
محمد رحمتِ عالم، شفیع عرصۂ محشر
محمدؐ ذوق فقرانہ، محمدؐ شوق سلطانی

محمدؐ کی یکتائی و مسیحائی کو مناظر عاشق ہرگانوی نے دنیاوی سروکار سے بھی جوڑ کر دیکھا ہے اور رحمت کے نور سے منور کیا ہے :

جہانِ فکر پر چھائی ہوئی ہیں ظلمتیں ہر سو
محمدؐ عالمِ افکار میں قندیل نورانی

یہ نور دراصل تکوین عالم ہے، وسیلہ ہے، استمداد ہے اور شفاعت ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے رحمۃ اللعالمین اور سید المرسلین محمد مصطفیٰؐ کی صفات پر کئی زاویے سے نظر ڈالی ہے :

وسیلہ شفاعت کا ہیں وہ مناظر
گنہ گار بندوں کا وہ آسرا ہیں

....

ہیں محتاج و نادار و بیکس کی دولت
وہ بابِ کرم بھی تو بحرِ عطا ہیں

....

ہم مقصدِ حیات سے بھی باخبر ہوئے
انسانیت پہ جس کا ہے احساں رسولؐ ہیں

....

حل ساری مشکلوں کا محمدؐ کا نام ہے
خاتم مصیبتوں کا محمدؐ کا نام ہے

....

روزِ جزا یقیں ہے مناظر نجات کا
عاصی کی جو کریں گے شفاعت حضورؐ ہیں

شفاعت کی طلب کے ساتھ مناظر عاشق ہرگانوی نے نبی مکرمؐ سے عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے درود و سلام بھی لکھے ہیں۔ ایک سلام کے چند اشعار اس طرح ہیں :

محمد نام ہے جس کا، درود اس پر سلام اس پر
پیام حق جو لایا تھا، درود اس پر سلام اس پر
عرب سے تا عجم انسانیت پر جس کا احساں ہے
جو مثل مہر حق چھایا، درود اس پر سلام اس پر
ابو بکر و عمر، عثمان و حیدر جاں نثار اس کے
گہر تھا جس سے ہر ذرہ درود اس پر سلام اس پر
ہم انسانوں پہ احساں بھی بڑا جس کا مناظر ہے
خدا کو جس نے پہچانا، درود اس پر سلام اس پر

....

پورا اسلام صفت لزدم میں ہے اور مصرع ذوقافتین کی مثال ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو بزرگی، برتری اور رفعت کو مناظر عاشق ہرگانوی نے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس میں شاعری کا جوہر، تجر علمی، شعری حرکیت، تخلیقی استعداد اور زور بیان سبھی کچھ ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی نے نعت کے ذریعہ کئی انداز کو اپنایا ہے۔ ان کے یہاں صوفیانہ اور فلسفیانہ طرز ملتا ہے۔ ذاتی و شخصی جذبات ملتے ہیں۔ اور انہوں نے مجبوری، مشتاقی، آرزومندی، حاضری کی تمنا، حاضری اور مراجعت کی کیفیات کو بھی مسائل واحوال کے ذکر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دو ایک مثال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

امام الانبیا فخر رسل ہے ذات ان کی
کہ ان کے جیسا محبوب خدا کوئی کہاں ہے

....

اسے آباد کر دے اے خدا حب نبیؐ سے
کہ اب تک دیدہ و دل کا مرے خالی مکاں ہے

....

روضے پہ حاضری ہو، کروں پیش میں سلام
دل میں یہی ہے آرزو، ارمان مصطفیٰ

....

اب اس پہ فضل خاص تو فرمادے اے خدا
آشفتہ حال آج ہے امت رسولؐ کی

....

61688
104/71
24920

وہ خضرِ راہ ہے وہ رہنما ہے انساں کا
خدا نہیں ہے مگر ناخدا ہے انساں کا

....

چشم کرم بھی روزِ قیامت اپنے مناظر پر ہو آقا
آپ ہی اس کے ایک سہارا صلی اللہ علیہ وسلم

مضمون آفرینی شاہد ہے کہ مناظر عاشق ہرگانوی جسارت آزمائی کے نئے مضامین سے سیاق وسباق کی تفہیم کرتے ہیں اور عقل وبصیرت سے کام لے کر غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں ساتھ ہی ادراک کو چشم بینا عطا کرتے ہیں۔ فطانت اور شعور کو بالیدگی بخشنے والی ان کی نعتوں کے پیش نظر مشاہیر ادب نے ان کی نعت گوئی پر، تخلیقیت افروزی پر اور غنائیت ودلکشی پر اپنے اپنے انداز میں مضامین لکھے ہیں، تنقیدی نظر ڈالی ہے اور نقوش وتاثر کو قبولیت بخشی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی کا کینوس لامحدود ہے۔ نعت میں معنویت انگیز دل کشی پیدا کرنا وہ جانتے ہیں۔ ان کے موضوعات کا محور ایک ہے۔ لیکن فضا کھلی ہوئی ہے۔ جہتیں الگ الگ ہیں اور مقدس سوچ کا دائرہ وسیع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے وژن خلق کرتے ہیں جن میں سرشاری ہے، دل گرفتگی ہے اور احترام کی کیفیت ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی پر لکھنے والوں نے عمق اور گہرائی میں اتر کر گوہر آب دار تلاش کئے ہیں اور اجتماعی فکر اور فن کو نئے دھارے اور رجحانات عطا کئے ہیں۔ یہ حضورؐ کی ذات مبارکہ ہی ہے کہ جس کا ذکر انہوں نے کیا ہے اور ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' جیسی کتاب اردو کو دی ہے۔ اس طرح رسولؐ

سے قرب خاص منور و معطر ہے۔

پروفیسر فاروق احمد صدیقی نے مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی کو حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت قرار دیا ہے اور ان کی مدح پاک کے سلیقے کی تعریف کی ہے :

''اردو کی نعتیہ شاعری کا ایک اہم موضوع حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات وتصرفات کا بیان ہے۔ ڈاکٹر مناظر عاشق نے بھی اپنے کئی اشعار میں ان موضوعات کو بڑے سلیقے سے پیش کیا ہے۔ وہ اشعار جن میں وہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سائلِ دیدار نظر آتے ہیں ان کی فنی دل آویزیوں کا کیا کہنا! وہ سراپا عجز وانکسار بن کر حضور پاک کی بارگاہ میں یوں استغاثہ کرتے ہیں :

بڑھی جاتی ہے میرے دل کی دھڑکن یا رسول اللہ
دکھا جاؤ خدا را روئے روشن یارسول اللہ
بہار زندگی بن کر شگوفوں کو کھلا جاؤ
ہے سونا سونا میرے، دل کا گلشن یا رسول اللہ
خدائی پر تصرف ہے، شہنشاہی ہے قدموں میں
حقیقت شش جہت ہے جلوہ افگن یا رسول اللہ

نعت گوئی میں مناظر عاشق ہرگانوی کی ایک بڑی کامیابی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کلام کو فکری وفنی دونوں جہتوں سے بہت ہی ترفع وتوسع عطا کیا ہے۔ چنانچہ ان کی یہاں مضامین کا بہت ہی تنوع نظر آتا ہے اور ان کو برتنے کا انداز بھی بڑا دلکش ہے۔''!

ڈاکٹر نذیر فتح پوری رسالہ ''اسباق'' نکالتے ہیں۔ ادب میں ان کی کئی حیثیتیں ہیں۔ وہ شاعر، ادیب، صحافی اور تنقید نگار ہیں۔ انہوں نے مناظر عاشق ہرگانوی پر چھ کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی نعت گوئی کو بھی اپنے انداز میں جانچا پرکھا ہے اور نورانی شعاعوں کو اپنے زیر قلم کیا ہے۔ ان کے طویل مضمون سے دو ایک اقتباس اس طرح ہے :

''جب دل جھکتے ہیں تو ''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' کا تحفہ لے کر عشق رسول میں غلطاں ایک

عاشق زار گنبد خضریٰ کے روبرو حاضر ہوتا ہے تب اس کی ذات آئینہ بن جاتی ہے اور اِس پر پوشیدہ راز اور اسرار رسالت کے در وا ہونے لگتے ہیں۔

نعتیہ شاعری کو نغمۂ سرمدی بھی کہا گیا ہے۔ ایک ایسا نغمہ جو روح سنے اور روح سنائے۔ اور اگر آقا کے روضے کے روبرو یہ سروری نغمہ پیش کرنے کی سعادت مل جائے تو زائر کے دل کی کیفیت کیا ہو سکتی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی تو نعت مبارکہ کی پوری کتاب شائع کر کے لے گئے تھے۔

قلم کی کرامت اور فکر کی متانت اپنا کام کرتی ہے۔ جذبۂ ایمانی اپنا اثر دکھاتا ہے۔ تخلیقی توانائی اپنے جوہر اجاگر کرتی ہے۔ تب تاریخ شعر بنتی ہے یا شعر تاریخ میں ڈھلتا ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے حقیقت کی جن بلندیوں کو چھوا ہے اس میں ان کے مطالعے کو دخل ہے۔ محسوسات و تجربات کو دخل ہے۔ اور تجربے فکر سے تشکیل پاتے ہیں اور تعبیر کی وجودی جدلیات کو روشن کرتے ہیں۔ معنیات کے جن سیاق کو انہوں نے تخلیقیت سے گزارا ہے اس سے تحمیلیت دوبالا ہو جاتی ہے۔''!

ڈاکٹر فراز حامدی اردو دوہا کے حوالے سے اردو میں اپنی الگ پہچان رکھتے ہیں۔ اختراعی ذہن سے کام لے کر انہوں نے کئی نئی اصناف پر خصوصی توجہ دی ہے۔ جاپانی صنف سخن ''رینگا'' پر بھی انہوں نے کام کیا ہے۔ کئی تنقیدی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کو وہ اپنا پیش رو مانتے ہیں۔ ان کی نعت گوئی پر فراز صاحب نے بھی لکھا ہے۔ ان کی یہ رائے اہم ہے :

''مناظر عاشق ہرگانوی نے فی الحقیقت اپنے عقیدت و احترام بھرے جذبات و احساسات کو مقدس الفاظ کے قالب میں ڈھال کر جو سرمایۂ سخن لٹایا ہے وہ لائق تحسین و تبریک ہی نہیں بلکہ باعث توقیر و تعظیم بھی ہے۔ انہوں نے توفیق خداوندی سے یہ سعادت حاصل کی ہے۔ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' جیسی کتاب واقعی ایک کیف آگیں اور روح پرور کتاب ہے جس میں مناظر عاشق ہرگانوی نے بارگاہ رحمت و رسالت میں نذرانۂ عقیدت و محبت کے طور پر گلہائے سخن پیش کئے ہیں اور یقیناً :

مناظر نے کہیں دو چار نعتیں اس غرض سے ہی
کہ آڑے وقت میں اس کو یہ دولت کام آئے گی

خدا کرے کہ دربار رسالت میں اس مجموعے کا ایک ہی شعر قبول ہو جائے تو وہ مناظر کے حق میں

وسیلۂ نجات بن جائے گا۔"!

سعید رحمانی بزرگ اور استاد شاعر ہیں، صحافی ہیں اور ٹیم ورک کے ساتھ اڑیسہ میں اردو کو پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کر رہے ہیں۔ رسالہ "ادبی محاذ" پابندی سے نکالتے ہیں۔ قبل بھی کئی اخبار نکالتے رہے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری میں انہوں نے معنوی گہرائی تلاش کی ہے۔ ان کی رائے ہے کہ :

"آج کل جو نعتیں کہی جارہی ہیں ان میں شعری محاسن بلاشبہ لائق تحسین ہیں۔ پھر جدید لب و لہجہ نے آج کی نعتیہ شاعری کو نیا لباس فاخرہ بھی عطا کیا ہے۔ زیر نظر مجموعہ میں شامل نعتوں کے مطالعہ سے یہ بات ابھر کر سامنے آتی ہے کہ مناظر صاحب ایک سچے اور پکے مسلمان ہیں۔ اپنے دل میں اللہ کے تئیں جذبۂ بندگی اور اللہ کے رسول حضرت محمدؐ سے دلی وابستگی رکھتے ہیں۔ اور جب محبت اور عقیدت کی خوشبوؤں سے معطر لفظوں کے ذریعہ معنی کے گل بوٹے کھلاتے ہیں تو ان کے نعتیہ اشعار قاری کے مشام جاں کو مہکانے لگتے ہیں۔ سرکار دو عالمؐ کے مقام و مرتبہ کی شوکت و عظمت، اوصاف حسنہ، خوش خلقی، عضو و درگزر اور پر کشش شخصیت پر مبنی ان کے مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیں :

- ہر شئے میں ان کا نام ہے اس کائنات کی
  خلق خدا سے رشتہ ہے کیسا حضور کا
- امام الانبیاء فخر رسل ہے ذات ان کی
  کہ ان کے جیسا محبوب خدا کوئی نہیں
- وہ جس کے دور نے دور جہاں بدل ڈالا
  زمیں کا ذکر ہی کیا آسماں بدل ڈالا
- مثال ایسی نہیں تاریخ میں کوئی ہے اب تک
  کہ بخشی دشمنوں کو آپ نے جیسی اماں ہے
- قاتل سے کوئی پوچھے بسمل وہ بنا کیسے
  شمشیر بدست آیا اور شاہ پہ قرباں ہے

یوں تو یہ بھی اشعار شانِ محمد کی واضح تصویر پیش کرتے ہیں مگر آخری شعر میں بلا کی تہہ داری ہے اور معنوی گہرائی بھی جو حضرت عمر فاروقؓ کی تالیف قلب کا اشارا یہ ہے۔''!

علیم صبا نویدی اردو کے بسیار نویس قلمکار ہیں۔ تمل ناڈو کے حوالے سے جتنا کام اکیلے انہوں نے کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ کھوجی طبیعت کے مالک ہیں اور تنقیدی بصیرت بھی رکھتے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی سے انہیں خصوصی لگاؤ ہے اور مناظر عاشق ہرگانوی بھی ان سے محبت کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے علیم صبا نویدی پر پوری کتاب لکھی ہے۔ علیم صبا نویدی نے مناظر صاحب کی نعت گوئی پر بھی لکھا ہے اور بھرپور انداز میں لکھا ہے۔ ان کی تحریر سے درج ذیل اقتباس ملاحظہ کریں :

''فی الحال میرے پیش نظر عالمی شہرت یافتہ شاعر، نقاد، ادیب اور افسانہ نگار پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کا نعتیہ مجموعہ ''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' ہے جو اپنی منور سانسوں سے میری ذہنی فضا کو نور انگیز کر رہا ہے۔ مناظر کا کمال فن یہ ہے کہ موصوف نے تمام اصناف سخن میں فنی نکات اور پابندیٔ فکر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کامیاب شعری اثاثہ دنیائے ادب کو دیا ہے۔

محمد شناسی سے خدا شناسی کی منزل تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ایک طویل عمر کے ساتھ ساتھ مقامات محمدی کو سمجھنے کا درک لازمی ہے۔

مناظر کے بعض نعتیہ اشعار کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ مناظر نے روضۂ اقدس کے ایک گوشے میں بیٹھ کر یہ اشعار تحریر کئے ہیں جن میں حضور اکرمؐ کی بے پناہ محبت اور بیکراں عقیدت کی خوشبو ہر لفظ سے عکس ریز ہے۔ مناظر کی غیر معمولی صلاحیتوں کا ماخذ و منبع یہ ہے کہ موصوف نے نئی نئی زمینوں میں نئے نئے قافیہ، نئی نئی ردیفیں نعتیہ شعری ادب کو دی ہیں۔ ان کی فکری تراش خراش ان کی تمام تر نعتوں میں جلوہ افروز ہے۔''!

پروفیسر مظفر مہدی امریکہ میں رہتے ہیں۔ وہ تنقید اور افسانچہ لکھتے ہیں۔ انہوں نے مناظر عاشق ہرگانوی پر کتاب ''مناظر عاشق ہرگانوی کی شاعرانہ جہتیں'' لکھی تھی جس میں مختلف اور متنوع شاعری پر ان کی تنقیدی رائے تھی۔ یہ کتاب مناظر عاشق ہرگانوی کی شاعری کی تمام جہتوں کو سامنے

لاتی ہے۔ ان کی نعت گوئی پر بھی مظفر مہدی نے لکھا ہے اور انفرادیت بیان کرنے سے پیچھے نہیں رہے ہیں۔ ان کی تنقید کا اندازہ جداگانہ ہے :

''مناظر عاشق ہرگانوی مومن کا دل رکھتے ہیں اور ان کا ذہن اسلام کی حقانیت و نورانیت سے منور ہے۔ ان کی نعت گوئی میں اشارات و کنایات ہیں۔ ندرتِ فن اور اسلوب کی انفرادیت ہے۔ ساتھ ہی خلوص اور عقیدت ہے۔ دل سوزی اور دردمندی مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں شدت سے محسوس ہوتی ہے۔

حضورؐ کے نام کی یہ برکت ہے کہ زندگی کے نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے انسانی ذہن کو سکون مل جاتا ہے اور معرکۂ زیست میں استقامت آجاتی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے کئی طرح سے اس نام کی خوبیوں کو اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے الفاظ کے دروبست، ترکیب بندش اور فکر و خیال کے باہمی تعلق سے اردو نعت کو نیا عرفان بخشا ہے۔

حقیقی جذبے کی آمیزش کے ساتھ مناظر عاشق ہرگانوی نے محمدؐ کی محبت کی عظمت کا احساس کرایا ہے اور انسانیت کے مثبت کردار کے مفہوم کو واضح کیا ہے۔''!

ڈاکٹر سراج احمد قادری تنقید لکھتے ہیں اور ''دبستان نعت'' کے نام سے رسالہ نکالتے ہیں۔ نعتیہ ادب سے انہیں خاص شغف ہے۔ ان کے مضامین کا تعلق رسولؐ کی چمک سے منور ہے۔ انہوں نے مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری میں جہتیں تلاش کی ہیں۔ وہ بتلاتے ہیں :

''مناظر عاشق ہرگانوی ایسے باشعور شاعر ہیں جن کی فکر میں بلا کی جولانیت اور وجدان میں نور کا ایک دریا موجیں مار رہا ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی نے تو درج ذیل شعر میں شدت احساس کو ایک ایسا انوکھا روپ دیا ہے کہ جس کی پذیرائی کے بغیر کوئی رہ ہی نہیں سکتا۔ انہوں نے ایک تلخ حقیقت کو سچ کر دکھایا ہے وہ فرماتے ہیں :

نظر عاشق کی ہو اور روضۂ اقدس کی جالی ہو
تمنا مضمحل سی ہے مگر گفتار طولانی

مناظر عاشق ہرگانوی کے پورے مجموعۂ کلام کے مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان کی نعت گوئی نہایت ہی سادہ، سہل، سلیس، دلکش و دل فریبیوں کا مجموعہ ہے۔ پورے مجموعہ کلام میں ایک بھی نعت پاک ایسی نہیں ہے کہ جس کے کسی شعر میں گنجلک پن یا الجھاؤ ہو اور نہ ہی کہیں کوئی شرعی گرفت ہی نظر آتی ہے جو حبط عمل کی علامت ہو۔ ان کی کسی بھی نعت پاک کے کسی بھی شعر کو سمجھنے میں کسی طرح کی کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ مجھے تو محسوس ہو رہا ہے کہ انہوں نے اس میدان میں بہت ہی پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے اور قلم میں حزم و احتیاط کی روشنائی استعمال کی ہے۔''!

ابواللیث جاوید بنیادی طور پر افسانہ نگار ہیں لیکن انہوں نے تنقیدی مضامین بھی لکھے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری پر لکھتے وقت منبع نعت سے والہانہ عقیدت اور خلوصِ عشق کو سامنے رکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

''اس مجموعہ (ہر سانس محمد پڑھتی ہے) کا آغاز حمد سے ہوا ہے۔ اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ ذکر رسولؐ ذکر خدا کے بغیر نامکمل ہے اور ذکر خدا ذکر رسولؐ سے الگ نہیں ہو سکتا۔ یہی تو کلمۂ طیبہ کا ماحصل ہے۔ حمد رب کائنات کے بعد نعت پاک کا سلسلہ کچھ اس والہانہ انداز سے شروع ہوتا ہے کہ ایسا احساس ہونے لگتا ہے کہ نعتیہ اشعار نہیں بلکہ شاعر کے دل کی کیفیت ہے جس میں عشق رسولؐ شدت سے موجزن ہے۔ ایسے ایسے پاکیزہ جذبات ایسی ایسی عقیدتیں نبی کریمؐ کے لئے اس دل میں موجود ہیں جس کے بغیر ایک مومن مکمل مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی جذبات مومن کا سرمایۂ حیات ہوتے ہیں۔ ان جذبوں میں کبھی کبھی اس قدر شدت نمایاں ہونے لگتی ہے کہ مسلکی شاخسانہ سے تعبیر کیا جانے لگتا ہے اور یہی کیفیت غلو کی ہو جاتی ہے۔ جس سے ہر مسلمان کو پہلو تہی کرنی چاہئے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے اپنے ان جذبوں کے اظہار میں حد درجہ احتیاط برتا ہے اور حد ادب کا ہمیشہ خیال بھی رکھا ہے۔ یہ ان کی دینی سوجھ بوجھ کی عکاسی سمجھی جانی چاہئے۔''!

ڈاکٹر امام اعظم شاعر، ناقد اور صحافی ہیں۔ ان کی درجنوں کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ ''تمثیل نو'' وہ نکالتے ہیں۔ اور زندگی جینے کا ہنر جانتے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں میں انہوں نے جاگتے احساس کی چبھن محسوس کی ہے :

''ان کی ندرت فکر وفن کا مظہر ان کی نعتوں کا تازہ مجموعہ ہے جس کا نام بھی اچھوتا ہے۔ یعنی ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے۔'' ان کی نعتوں میں تازگی ہے، دل دوزی ہے اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ہے۔ ایسی چبھن کہ قاری کا دل بھر آتا ہے۔ کبھی آنکھیں چھلک پڑتی ہیں۔ کبھی دیدہ ودل سرشار ہوا ٹھتے ہیں اور ایمان کی حرارت بڑھتی ہے۔

عرفان ذات عشق اور عرفان تعلیقات معاشرہ پر مبنی احساسات کی دلکش و دلدوز تنویریں اور تصویریں مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں میں بکھری پڑی ہیں۔ ان میں احساسات بظاہر شاعر کے ہیں مگر ہمارے احساسات بن کر دیدہ ودل میں ہلچل مچادیتے ہیں۔ یوں ان کی نعتوں میں تازگی فکر، فنکارانہ حسن اور اسلوبیاتی تنوع دیدنی ہے جن میں عشق رسول کی سوچ آگیں طہارت شاعر کے دل کی آواز بنتی صاف نظر آتی ہے۔''!

پروفیسر محمد محفوظ الحسن صرف تنقید لکھتے ہیں۔ تنقید کی ان کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں یک موضوعی بھی ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی پر بھی ان کی ایک کتاب طبع ہو چکی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی پر بھی انہوں نے لکھا ہے اور اسے وسیلۂ نجات قرار دیا ہے :

''مناظر کی ان نعتوں میں جذبات کی تپش ہے، احساسات کا مرتعش سمندر ہے اور اخلاص کا بیکراں دریا ہے۔ ان میں عقیدت کی شیرینی ہے اور محبت کی مٹھاس ہے۔ یہ نعتیں مناظر عاشق کے لئے اور قاری کے لئے بھی وسیلۂ نجات ہیں۔ ان نعتوں کی ادبی حیثیت کے بارے میں گفتگو کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔''!

محمد متین ندوی تنقید نگار ہیں۔ ان کی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ ان کی رائے اس لئے اہمیت رکھتی ہے کہ وہ سوچتے بہت ہیں اور لکھتے وقت احتیاط کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں وہ عشق نبی کو دیکھتے ہیں اور ان کی نظر کی گہرائی تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں :

''مناظر عاشق ہرگانوی نے عشق نبیؐ میں ڈوب کر نعتیں کہی ہیں۔ نعتوں میں تازگی فکر اور شدت احساس بھی ہے جس پر ان کی نعتیں شاہد ہیں۔ اسی لئے نبی کی سیرت سے آگہی اور واقفیت بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ دیکھئے ایک شعر جس میں معراج کے واقعہ کا ذکر بڑے ہی اچھے انداز میں کیا گیا ہے :

معراج مصطفیٰ سے صداقت ہے یہ عیاں

کی جس نے انبیاء کی امامت حضورؐ ہیں

اس ایک شعر کے ذریعہ انہوں نے ایک تاریخی حقیقت کو شعری پیکر میں بیان کیا ہے۔جس پر تاریخ اور سیرت کی کتابیں بھی شاہد ہیں۔''!

شارق عدیل شاعر اور تنقید نگار ہیں۔ان کی کئی کتابیں قارئین تک پہنچ چکی ہیں۔مناظر عاشق ہرگانوی کی اختراعی صلاحیتوں کے معترف ہیں۔ان کی نعت گوئی پر بھی انہوں نے لکھا ہے اور جذبے کی صداقت کو محسوس کیا ہے :

''رب دو عالم تو خود ہی فرماتا ہے جو رسول کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔اور ممکن ہے کہ شعرا مذکورہ احساس کے زیر اثر ہی نعت کی تخلیق میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔اور یہ سچائی بھی قابل اعتراف ہے کہ حمد کی کاشت سے بھی غافل نہیں رہتے۔ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے حمد و نعت کی تخلیق میں غزل کی ہیئت سے بہترین کام لیا ہے۔چونکہ غزل کی ہیئت میں قوافی اور ردائف کی صدائیں جب آپس میں ہم آہنگ ہوتی ہیں تو روانی اور موسیقی کی لہریں سارے ماحول کو دلآویز بنا دیتی ہیں۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے اپنی کتاب ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' میں پابند اور آزاد منظومات کے ساتھ دو بیتی کو بھی شامل کیا ہے اور رسول اکرم کی آمد سے قبل عربوں کی جہالتوں کو بھی شعری زبان عطا کی ہے۔اور آپ کی آمد کے باب میں جو سیرت و انسانیت کی لافانی مثالیں درج کی ہیں اگر ان کی ہلکی سی جھلک بھی اس دور کے لوگوں کی زندگی میں در آئے تو یہ دنیا پھر سے حق و انصاف کا گہوارہ بن سکتی ہے۔اس کے لئے رسول اکرم کی تعلیمات کو پوری طرح زندگی میں داخل کرنا ہوگا۔ چونکہ محشر میں سوائے آپ کے کوئی اور سہارا نہیں ہوگا۔اس کا اعتراف ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے آزاد نظم کی صورت میں جس یقین و اعتماد کے ساتھ کیا ہے اس نے ان کے ایمان کی پختگی کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔''!

انوار الحسن وسطوی صرف تنقید لکھتے ہیں۔اردو کو انہوں نے کئی کتابیں دی ہیں۔مناظر عاشق ہرگانوی پر قبل بھی وہ مضامین لکھ چکے ہیں۔ان کی نعتیہ شاعری میں انہیں رسول کی محبت کے جذبات

ملتے ہیں جس کا برملا اظہار کرتے ہیں :

''ہرگانوی صاحب کی نعتیں بھی ان کے عشق رسولؐ اوران کی مذہب پسندی کی آئینہ دار ہیں۔ انہوں نے نہایت ادب واحترام سے رسول کریمؐ کے حسن اخلاق اور آپؐ کے فضل وکمال کا ذکر اپنی نعتوں میں کیا ہے۔ ہرگانوی صاحب کی یہ خصوصیت ہے کہ غزل کی جانی پہچانی ہیئت اور سانچے میں وہ بڑی سہولت سے اپنے جذبات، عقیدت اور محبت رسولؐ کا اظہار کر لیتے ہیں۔ سلاست، سادگی اور روانی ان کے اشعار کو دل پذیر اور قابل مطالعہ بناتی ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیں دقیق الفاظ اور پیچیدہ انداز بیان سے بالکل پاک ہیں۔ چنانچہ ان کے بہت سے اشعار قاری کی زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتے ہیں اور اس کے حافظہ میں محفوظ بھی ہو جاتے ہیں۔''!

ایم نصر اللہ نصر تنقید نگار ہیں۔ ان کی کئی کتابیں ناقدانہ سوچ اور مثبت رویے کو سامنے لاتی ہیں۔ ان کے یہاں بصارت اور بصیرت دونوں ہے۔ انہوں نے مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں میں وارفتگی کو سنجیدگی سے اپنی تنقید کا پیمانہ عطا کیا ہے :

''ان کی نعت گوئی ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے۔ انہوں نے جس انداز سے حضور اکرمؐ کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے نیز رسول پاکؐ سے اپنی محبت، انسیت اور قلبی لگاؤ کا ذکر بصورت اشعار کیا ہے وہ بے شک قابل ستائش ہے۔ بقول شاعر موصوف ''شاعری اسلوب، طہارت اور جذبے کی بنیادی ہمکاری سے اور مختلف تخلیقاتی مراحل سے گذر کر ایک ایسے نقطۂ ارتکاز تک پہنچاتی ہے جہاں حسن اور وجدان کی آمیزش سے صوتی ڈھانچے ماورائی معانی سے ارتباط پیدا کر کے نغمات سروری بن جاتے ہیں اور انسانی حیات کے مختلف مراحل کو اپنے اندر اس طور پر سمیٹے رہتے ہیں کہ مادی محرکات کی جھنکاریں روحانی و وجدانی جھنکاروں سے مل کر بغیر اپنی واقفیت کھوئے ہوئے آفاقی نغمہ بن جاتی ہے۔''

مذکورہ دلیل و بیان سے سرِ مو بھی انحراف ممکن نہیں۔ یہ شاعر کے دل کی آواز اور عمر بھر کے مطالعے، محاسبے اور تجربے کا نچوڑ ہے۔ ایک تو یہ ان کی نعتیہ شاعری اور دوسرے ان کا شعری تجربہ اور تخلیقی شعور نیز ان کے وجدانی عشق رسول نے اس کتاب کو تقدس کا شرف عطا کر دیا ہے۔ اپنے

شعری اوصاف کمال کو اس طرح برتا ہے اور اپنے ہنرِ سخن کا مظاہرہ کیا ہے جس کی تعریف کرتے جی نہیں تھکتا۔''!

ڈاکٹر ایم صلاح الدین تنقید لکھتے ہیں۔ تلاش و تجسس کی راہوں کو وسعت عطا کرتے ہیں اور قدر و قیمت کی اہمیت کو پرکھتے ہیں۔ انہوں نے مناظر عاشق ہرگانوی پر کئی مضامین لکھے ہیں۔ ان کی نعت گوئی پر لکھتے ہوئے اظہار خیال کرتے ہیں :

''ظاہر ہے تضرع آمیز مدحت ہی گنہ دھونے والی ہوگی اور تضرع وزاری، جذب و سوز عشق کے بغیر نہیں اڈتے ۔ پھر یہ کہ ایسی کیفیتیں گاہے گاہے ہی طاری ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے مناظر عاشق کی شعری کائنات میں نعتوں کی کہکشاں محدود نظر آتی ہے ۔ پھر بھی ان میں جو اسلوبیاتی و موضوعاتی تنوع ہے، جذب وکیف کی فراوانی ہے اور فکر وفن کی تازگی ہے وہ دیدنی ہے اور مناظر کو دیکھ کر ان کی بابت جو تصور قائم ہوتا ہے وہ نکھرتا ہے کہ جذبہ تو شاعری کا لازمہ ہے۔

مناظر کے اسوۂ حسنہ کو فنی پیکر دینے کی منشا بھی یہی ہے کہ لوگوں کے دل میں اتر سکیں تا کہ ہماری زبوں حالی کا مداوا ہو سکے۔ اس لئے مرکز نور ایماں سے حقیقی ناوابستگی کے سبب ملتِ اسلامیہ پر چھائی زبوں حالی پر دل سوزی و دردمندی نعتِ مناظر میں خوب ملتی ہیں۔''!

ڈاکٹر مجیر احمد آزاد افسانے میں اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ لیکن وہ تنقید نگار بھی ہیں۔ اور تخلیق میں روشن پہلو تلاش کرتے ہیں۔ ساتھ ہی افادیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی مختلف الجہتی پر وہ قبل بھی لکھ چکے ہیں۔ ان کی نعت گوئی میں صدائے رحمت تلاش کرنے کی انہوں نے کامیاب کوشش کی ہے:

''نعت کی تخلیق بڑی احتیاط کی متقاضی ہوتی ہے ۔ فکر میں ذرا سی لغزش ثواب کے بجائے ایمان اور مذہب پر سوال کھڑے کر دیتی ہے۔ جذبات میں ذرا سی بد احتیاطی شرک و کفر کی سرحد کے قریب پہنچا دیتی ہے۔ رسول کا مرتبہ ان کے شایان شان بیان نہ ہونے سے سبکی ہو جاتی ہے اور حق رسول ادا نہیں ہو پاتا ہے۔ صرف الفاظ کی بندش سے محبت رسول کا عظیم و معتبر جذبہ پورا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں طہارت خیال، دل کی پاکیزگی اور سب سے بڑھ کر سیرت پاک کا مطالعہ اور ایمانی جذبہ

درکار ہے۔نعتیہ شاعری کرنے والوں میں مذکورہ خیالات کی پاسداری کرنے والے شاعر نہ صرف پسند کئے جاتے ہیں بلکہ ان کا دل ان نغموں سے مسرت حاصل کر لیتا ہے اور قرب الٰہی کے ساتھ حب رسول کا شیدائی کہلانے کا حق دار بن جاتا ہے۔شاعر مناظر عاشق ہرگانوی نے ان تمام باتوں کا خیال رکھا ہے جن میں عظمتِ رسول اور سیرت پاک سے انس کا جذبہ موجود ہے۔“!

امتیاز احمد راشد خود بھی نعت کہتے ہیں اس لئے نعت لکھنے کے سلیقہ سے واقف ہیں۔زبان وقلم کی قدرت سے آگاہ ہیں اور ہستی کی خاکِ پا کو مومن کی آنکھ کا سرمہ بنانے کے آرزومند ہیں۔مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں سوچ آگیں طہارت سے شدت احساس کو اجاگر کرتے ہیں اور واقعاتی حقائق کو استناد عطا کرتے ہیں :

”اس وقت میرے سامنے موصوف کے علم وعرفان کا مظہر، محبت رسول کی خوشبوؤں سے لبریز، معطر وملکوتی الفاظ سے مزین نعتیہ شعری مجموعہ ”ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے“ زیر مطالعہ ہے۔الحاج ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کی کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث سے براہ راست استفادہ کیا ہے۔انہیں قرآن وحدیث پر درک بھی حاصل ہے۔ میری نظر میں ان کا یہ شعری مجموعہ غلو اور سقم سے پاک ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری میں اسوۂ محمدی کی خوشبو سے معطر، ان کی طائرِ فکر کی پرواز نہایت بلند نظر آتی ہے۔“!

ڈاکٹر احسان عالم کی تنقیدی کتابیں اس لئے قابلِ غور ہیں کہ وہ مصنف کی عظمت کو ان کی تخلیق کی روشنی میں جانچتے پرکھتے ہیں۔اور بصیرت کو نہال اور بصارت کی روشنی عطا کرتے ہیں۔مناظر عاشق ہرگانوی پر وہ پوری کتاب لکھ رہے ہیں۔ان کی نعتیہ شاعری پر بھی انہوں نے لکھا ہے اور ”ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے“ اور محمود احمد کریمی کے ذریعہ اس کے انگریزی ترجمہ Encomium to Holy Prophet کو پیش نگاہ رکھا ہے :

”حضرت مصطفیٰؐ کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں اللہ کے بتائے راستہ پر چلنا سکھایا۔ آپ کے ذریعہ قرآن نازل ہوا جو تا قیامت انسانوں کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ایک گمراہ قوم کو آپ نے عزت ووقار بخشا۔ان سارے خیالات کی ترجمانی پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی نے اپنے

نعتیہ اشعار کے ذریعہ نہایت خوبصورتی سے کیا ہے۔ پھر اسے انگریزی زبان کا جامہ سید محمود احمد کریمی نے پہنایا ہے۔ پیش ہیں دو اشعار، انگریزی ترجمہ کے ساتھ :

ہے دو جہاں پہ آپ کا احسان مصطفیٰ
لائے ہیں دین آپ ہی قرآن مصطفیٰ

The two worlds stand obliged to the sublime Mustafa
The religion and the holy Quran has been brought by sublime Mustafa

حق آشنا بھی ہو گئی گمراہ تھی جو قوم
بخشا خدا کا آپ نے عرفان مصطفیٰ

The miguided nation could turn to right eousness
Intimate knowledge of God was conveyed to them by sublime Mustafa!"

ڈاکٹر ترنم تنقید لکھتی ہیں۔ ان کی ایک کتاب نذیر فتح پوری بر منظر عام پر آچکی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری پر انہوں نے بھی لکھا ہے اور مختصراً کئی جہتوں کو نمایاں کیا ہے :

''ڈاکٹر مناظر، عاشق رسول ہیں اور اسی عشق میں سرشار ہو کر پیارے نبیؐ کی صفات کو بیان کرتے ہیں۔

ڈاکٹر مناظر نے اپنی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں الفاظ کی تکرار سے نغمگی پیدا کی ہے۔

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مجموعہ کا ہر شعر پیارے رسول کی محبت میں سرشار ہو کر تحریر کیا گیا ہے۔

اس تصنیف کے ہر لفظ سے اللہ اور اس کے رسول سے محبت عیاں ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی نے نعت میں منظر، کیفیت، تمنا، عقیدہ، عقیدت، وابستگی، پیوستگی اور عجز و انکسار سے اعتراف و اظہار کیا ہے۔!

شاہد اقبال شاعری کم کرتے ہیں البتہ تنقید زیادہ لکھتے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی پر لکھتے ہوئے ایمانی جذبات و محسوسات کا جامع مرقع پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ مناظر صاحب کی نعت فنی چابک دستی، نکتہ سنجی، معنی آفرینی، بلندی خیال و مضامین، شگفتگی زبان و بیان اور شاعرانہ

محاسن سے مرصع ہے :

''عام طور پر اردو شعرا نبی کریمؐ کی ثنا خوانی دو طرح سے کرتے ہیں۔ ایک وہ کلام جس میں رسول پاکؐ کے پیکر سراپا اور دیگر جسمانی خدو خال کا بیان ہوتا ہے۔ ان کی عادات و خصائل کو قلم بند کیا جاتا ہے۔ دوسری وہ نعت گوئی جس میں نبی کریم کو بحیثیت محسن انسانیت پیش کیا جاتا ہے۔ بلکتی، سسکتی اور تڑپتی انسانیت کے زخموں پر ان کی مرہم پاشی کا ذکر ہوتا ہے۔ ان کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ہوتا ہے۔ مناظر صاحب نے اپنی نعتوں میں ان دونوں طرح کے اشعار پیش کئے ہیں۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے اپنی نعتوں کے اشعار میں بنی نوع انسانیت پر احسانات نبیؐ اور سراپائے نبی کا بیان نہایت روانی اور موزونی طبع کے ساتھ کیا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ اللہ نے انہیں توفیق بخشی کہ مداحی جزالانام کا شرف حاصل کر سکیں اور اپنی عاقبت سنوار سکیں ورنہ ہر کس و ناکس کو یہ سعادت کہاں نصیب۔''!

ہمدم نعمانی بھی مناظر عاشق ہرگانوی کے مداحوں میں ہیں۔ بنیادی طور پر وہ شاعر ہیں لیکن انہوں نے تنقید بھی لکھی ہے۔ مناظر صاحب کی نعتوں کی خوبیوں کو وہ بھی بیان کرتے ہیں :

''یوں تو نعت پاک کا ہر شعر جان نعت ہوتا ہے جس میں رحمت عالم کے اسوۂ حسنہ، ارشادات و نوازشات کے علاوہ سیرت طیبہ کے ہزاروں موضوعات کو احاطہ تحریر میں لایا جاتا ہے۔ مگر جو جذبہ نعت کو معراج عطا کرتا ہے اور اسے اعلیٰ وارفع بناتا ہے وہ سرشاری عشق اور عقیدت و محبت اور انکساری کا فلسفہ ہے جس کے ذریعہ ممدوح کا حق ادا ہوتا ہے۔ اس عمل سے مناظر عاشق ایک عاشق صادق کی طرح کشاں کشاں گزرتے ہیں۔

مسدس کی ہیئت والی نظم خواجہ الطاف حسین حالی کے مدو جزر اسلام کی توسیع سے محمول کیا جاسکتا ہے۔ توسیع اس لئے کہ اس مسدس کی بحر بھی وہی ہے۔ جس میں موصوف نے اس نظم میں بعثت نبیؐ کے قبل اور آمد سرور کونین کے احوال و کوائف کے اجمال پیش کئے ہیں۔

''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کی آخری نعت کے ایک شعر میں ریاضی کے فارمولے سے ہر شعر میں محمدؐ کے نام کی موجودگی کی وضاحت کبیر کی ایک چوپائی سے کی گئی ہے۔ گویا انہوں نے کبیر کی از

سرنو دریافت کی ہے۔

''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کا تعلق ایک ایسی کتاب سے ہے جس کا لکھنا، پڑھنا اور سننا کار ثواب اور عبادت میں داخل ہے اور یہ توشۂ آخرت بھی ہے۔''!

محمود احمد کریمی انگریزی ادب کے آدمی ہیں۔ کبر سنی کے باوجود انہوں نے پہلے مناظر عاشق ہرگانوی کی کتاب ''عضویاتی غزلیں'' کا ترجمہ Organwise Ghazlen کے نام سے کیا۔ پھر ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کا ترجمہ Encomium to Holy Prophet کے نام سے کیا ہے۔ اور اب وہ ان کے افسانوں کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ ان کی ترجمہ شدہ کتاب ''انکومیم ٹو ہولی پروفٹ'' کافی مقبول ہوئی۔ کئی مضامین لکھے گئے ہیں۔!

ایڈوکیٹ صفی الرحمٰن راعین بھی انگریزی کے آدمی ہیں۔ وہ سول سرویسز نئی دہلی میں سینئر انالسٹ رہے اور چالیس سالہ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد مناظر عاشق ہرگانوی پر مضامین لکھ رہے ہیں۔ ان کے اکیس مضامین کا مجموعہ ''مناظر عاشق ہرگانوی کی ادبی آبیاری'' شائع ہو چکا ہے، دوسری کتاب ''مناظر عاشق ہرگانوی کی ادبی فن کاری'' کمپوزنگ میں ہے۔ انہوں نے مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں پر بھی لکھا ہے اور اپنے انداز میں لکھا ہے۔ انہوں نے ذکر محمدؐ، مقام محمدؐ، محمد قندیل نورانی، تاریخی واقعات، محمدؐ کی آمد سے آئی تبدیلی، ہرگانوی کے سفر مدینہ کی کیفیت، مرکزی پیغام اور عشق نبیؐ کے افکار کا عکس ان نعتوں میں تلاش کیا ہے اور مثال کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ منجملہ وہ رقم طراز ہیں :

''پروفیسر ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی مقبول اور پسندیدہ تخلیق ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' نعتیہ مجموعہ ہے۔ اس میں شاعر کے روحانی احساسات اور نورانی نظریات کا عکس نمایاں طور سے دیکھنے کو ملتا ہے۔ اقرار، اطاعت اور افکار کے بعد روحانیت کی ایک ایسی منزل آتی ہے کہ ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے۔ روحانیت کی اس منزل کا مقام بہت بلند ہے۔ لیکن تصوف کا یہ پہلا انعام ہے جو ذاکر کو ملتا ہے اور جس کے بعد ذاکر فنا فی اللہ کے لئے عبادت و ریاضت میں ہر وقت مشغول ہو جاتا ہے۔ اسی روحانی احساسات اور نورانی نظریات کی وجہ سے یہ نعتیہ مجموعہ مقبول اور پسندیدہ تخلیق بن سکا۔

اہل علم، اہل تصوف، دانشورانِ دین اور اہل ذوق کے درمیان یہ بہت جلد مشہور و مقبول ہوا۔"!

ڈاکٹر تبسم فرحانہ نو واردانِ ادب ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی پر انہوں نے بھی لکھا ہے اور حسن کلام کی داد دی ہے۔ اس میں مقصود و مطلوب اور تخلیقی جوہر کی آرزو مندی بھی کچھ شامل ہے۔ لہجہ و آہنگ کی متانت اور گہرائی پر بھی انہوں نے نظر ڈالی ہے :

"مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کی نعت گوئی پر اتنا ضرور کہنا چاہوں گی کہ انہوں نے اپنے اندر کا سچا فنکار جو ذہن کے کسی گوشے میں چھپ کر بیٹھا تھا اسے قاری کے روبرو کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ میں نے ان کا اور بھی کلام پڑھا ہے۔ ان کے یہاں ترسیل کا المیہ نہیں ہے۔ سادہ لفظوں میں زبان و بیان کی قدروں کو اسلوب کی وسعت میں ڈھالنا ان کا اپنا الگ ہی مزاج ہے۔ انہوں نے اپنے نعتیہ مجموعہ کلام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اور صلاحیتوں کو اپنے اشعار کے گلدان میں اس طرح سجایا ہے کہ اس کی منظر کشی میں قاری جھومے بغیر نہ رہ جائے۔ ان کے افکار کی خوشبو نعت کے ہر شعر میں ملتی ہے۔"!

میری اس کتاب میں ڈاکٹر جمیلہ عرشی کا مضمون مناظر عاشق ہرگانوی کی حمد نگاری پر ہے۔ ان کے مجموعۂ نعت "ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے" میں چند حمد بھی شامل ہیں۔ اس کی مناسبت سے حمد نگاری پر مضمون ضروری تھا۔

چند شعراء حضرات نے بھی مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی پر لکھا ہے اور عقیدت و احترام کے ساتھ لکھا ہے۔ چند اشعار بطور نمونہ میں یہاں پیش کر رہی ہوں۔ معروف شاعر عبدالاحد ساز کی ایک رباعی ملاحظہ کریں :

اصناف ادب میں ان کا درجہ فائق
ہیں پیش نظر لغوت کے وہ خالق
انگریزی میں ترجمہ کریمی کا کمال
مشکور ہوئی سعی مناظر عاشق

بزرگ شاعر ارشد مینا نگری کی نظم کا ایک بند دیکھئے :

جلوہ ہر جلوہ جھوم اٹھا

غنچہ ہر غنچہ جھوم اٹھا

بھنورا ہر بھنورا جھوم اٹھا

نغمہ ہر نغمہ جھوم اٹھا

بلبل کی نغمہ باری ہے

''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے''

حیدر وارثی نے اصل اور ترجمہ دونوں کو سامنے رکھ کر نظم کہی ہے۔ دو اشعار اس طرح ہیں :

''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے مجموعہ کئی نعتوں کا

''انکومیم ٹو ہولی پروفیٹ'' ترجمہ کئی نعتوں کا

لکھی عاشق نے جب مدحت رسولؐ کی

سمائی قلب کریمی میں تب عفت رسولؐ کی

ڈاکٹر فرحت جہاں ملی نے عقیدت بھری نظم مناظر عاشق ہرگانوی پر لکھی ہے۔ تین چار مصرع سے وضاحت ہو جاتی ہے :

ہاں مگر، نعت کا جو خزینہ

جذبہ احساس روح اور دل میں

سمائے ہوئے موجزن ہیں بنے

چمکتی دمکتی یہ رعنائی تخلیق کی

آہٹیں، دستکیں اور سماعت بھری

ہیں سبھی کے لئے ....!

اسماء پروین نے بھی مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ خوبیوں کو نظم کے ذریعہ اجاگر کیا ہے۔ تین مصرعے دیکھئے :

روح لطافت منظر منظر

نکہت ہے اور زیست کا حاصل

سب مصرعوں میں رنگ صداقت

حکیم شاہد حسن قاسمی تابش نے بھی مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی کو اپنے زیر قلم لیا ہے اور مرصع نظم کہی ہے۔ایک شعر درج کر رہی ہوں :

''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' ارواح میں تابش ہوتی ہے

انوار کے بادل اٹھتے ہیں، عرفان کی بارش ہوتی ہے

حضورؐ کی سیرت پاک، ان کے اسوۂ حسنہ، فضائل و خصائل کی معلومات کے لئے قرآن و حدیث کا مطالعہ ناگزیر ہے۔مناظر عاشق ہرگانوی نے نعت کے فن میں حضور رحمتِ عالمؐ کے عادات واطوار اور فضائل وخصائل کا ذکر مطالعہ کے بعد کیا ہے اور جذبۂ عشق کے ساتھ کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ معانی ومطالب کو مفہوم عطا کرنے والے دانشوروں نے ان کی نیک نیتی کو مقدم سمجھ کر مضامین لکھے ہیں اور شاعری کی ہے۔

نعتیہ ادب کی تنقید میں مناظر عاشق ہرگانوی کے حوالہ سے میری یہ کتاب اہمیت کی حامل ہوگی۔ اس کا یقین ہے۔

آپ کی رائے کا انتظار ہے۔

ڈاکٹر زہرہ شمائل

مدیرہ، تمثیل نو، سہ ماہی

گنگوارہ، سارا موہن پور،

دربھنگہ۔۸۴۶۰۰۷ (بہار)

ڈاکٹر جمیلہ عرشی

مناظر عاشق ہرگانوی اور ثنائے خداوندی

حمد کے لغوی معنی تعریف کرنا ہے اور اصطلاحِ خاص میں بیانِ جلال و عظمتِ حق تعالیٰ ہے۔ خدائے تعالیٰ ربّ العالمین اور احکم الحاکمین ہے۔ وہ بے نیاز ہے اور ہر ثنا و صفت سے مستغنی ہے۔ کسی بندۂ عاجز کی کیا مجال کہ لب کشائی کر کے حقِ حمد و ثنا ادا کر سکے۔ اور کسی شاعر کی کیا اوقات کہ پاک پروردگار کی تعریف و توصیف میں خامہ فرسائی کر سکے۔ مگر شکر و سپاس کرنا بھی بندوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے احسان مند رہیں اور اس کی عظمت و جلالت کے گیت گائیں۔

شعرا نے بھی ہر دَور اور ہر زمانے میں اپنے خالقِ حقیقی کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں مگر پھر بھی کما حقہ عہدہ برآ نہ ہو سکے ہیں کہ اُس کی ذات تو بالائے صفات ہے۔

ویسے حمد کوئی مستقل صنف سخن نہیں ہے اور نہ اس کے لئے کوئی ہیئت و فارم مقرر ہے۔ وہ مثنوی ہو کہ مرثیہ، رباعی ہو کہ قصیدہ تمام اصناف سخن میں شعرا نے حمدیہ شاعری کی ہے۔ یہاں تک کہ غزلیہ اشعار میں بھی حمدیہ کلام کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ جا بجا شعرا کے کلام میں یہ بازگشت سنائی دے گی کہ :

تعریف اُس خدا کی جس نے ہمیں بنایا

اور دیکھا جائے تو بقول دیا شنکر نسیم :

ہر شاخ پر ہے شگوفہ کاری ☆ ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور جہاں وہ عبادت و تلاوت سے اپنے معبودِ حقیقی کے احسانات و انعامات کا شکریہ ادا کرتے ہیں وہیں شاعری کے ذریعے بھی اپنے

جذبات واحساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ انھوں نے حمد یہ شاعری میں حقائق سے کام لیا ہے اور مروّجہ اصنافِ سخن میں خدا کی تعریف کی بھر پور جسارت کی ہے۔ چند مثالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوسکے گی کہ بہت سے میدانوں کا فاتح میدانِ حمد میں بھی علم اُٹھاتے ہوئے بڑے یقین واعتماد کے ساتھ گامزن ہے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ایک سچے مسلمان ہیں اور اپنے مسلک کے اعتبار سے وہ یہ بتا رہے ہیں کہ میرا خدا کون ہے اور وہ کس طرح کا خدا ہے، اس کی لامحدودیت، اس کی وجودیت اور اس کی کلّیت کے بارے میں وہ قطعیت سے کہہ رہے ہیں کہ :

جو ذرّہ ذرّہ کا معبود وہ خدا ہے مرا   ہر ایک شئے میں ہے موجود وہ خدا ہے مرا

کسی طرح نہیں محدود وہ خدا ہے مرا   جو آپ حامد و محمود وہ خدا ہے مرا

خدا کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے اس لئے شعرا اسے ''تو'' سے مخاطب کرتے ہیں۔ انگریزی میں بھی آل مائٹی گاڈ (Almighty God) کے لئے داؤ (Thou) کی ضمیر مستعمل ہے مگر ہرگانوی جدت طراز شاعر ہیں اور :

آئینِ نو سے ڈرنا طرزِ کہن پہ اُڑنا

اُن کی شان نہیں ہے۔ اسی لئے ایک ''حمد'' میں انھوں نے خدا کو ''تم'' سے مخاطب کیا ہے اور ''ہمہ از اوست'' کو بخوبی واضح کیا ہے۔ چند اشعار بطور نمونہ پیش ہیں :

سارے مکاں سے اونچا ہے لامکاں تمہارا   یہ سرزمیں تمہاری یہ آسماں تمہارا

دھرتی پہ ضو تمہاری پھولوں میں بو تمہاری   ہر سو تمہارا جلوہ یہ گلستاں تمہارا

ہر چیز اس جہاں کی گاتی ہے گن تمہارے   تم مالکِ جہاں ہو سارا جہاں تمہارا

حمد وثنا تمہاری عاشق کی ہے زباں پر   ہر شئے میں دیکھتا ہے جلوہ عیاں تمہارا

''سب کچھ خدا سے ہے یا سب کچھ خدا کا ہے'' شاعر کو اس کی چنداں فکر نہیں ہوتی۔ وہ تو اس کے جو ذہن و دل میں ہوتا ہے قلم و قرطاس کے حوالے کردیتا ہے۔ چند حمد یہ اشعار اور ملاحظہ فرمائیں مگر اس حمد میں ہرگانوی صاحب نے خدا کو ''تو'' ہی سے مخاطب کیا ہے :

یہ کائنات یہ رنگ بہار تیرا ہے☆فلک کا رُوپ زمیں کا نکھار تیرا ہے

سرودِ ہستی دوراں میں تیری شیرینی☆ندی کا گیت، رم جوئبار تیرا ہے

میری غزل مرا نغمہ مری نوا تو ہے☆میرے وجود کا یہ لالہ زار تیرا ہے

شاعر جب بولتا ہے تو یہ اس کے اندر کی آواز ہوتی ہے اور اندر کی آواز برحق ہوتی ہے۔ خدا تو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ اس لئے عاشق، عاشق حقیقی کی طرح مقطع میں سخنورانہ بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک معصوم سی تمنا کا اظہار کر رہے ہیں کہ دل کو مثالِ آئینہ صاف وشفاف کردے :

مرے خدا دلِ عاشق کو آئینہ کردے☆یہ فکر، یہ سخن شعلہ بار تیرا ہے

مناظر عاشق ہرگانوی اردو شعر وادب میں ایک مجتہد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اپنے ''کوہسار جرنل'' کے توسط سے موصوف جہاں قدیم اصنافِ سخن کو از سرِ نو زندہ کر رہے ہیں وہیں اُردو میں در آمد دیگر زبانوں کی اصنافِ سخن کو بھی فروغ دے رہے ہیں۔ وہ بذاتِ خود بھی ان تجربات میں پیش پیش ہیں۔ ماہیا نگاری کی عالمی تحریک میں تو وہ سرخیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی ہشت پہلو شخصیت نے ہی یہ رنگ دِکھایا ہے کہ انھوں نے دوہا، ماہیا، ہائیکو، ثلاثی وغیرہ میں حمد یہ رنگ کی قوسِ قزح سجائی ہے۔ ایک حمدیہ ''ہائیکو'' میں جہاں وہ یہ کہتے ہیں :

فضا سے آگے/ بہار کتنی ہوگی/ خدا ہی جانے

وہیں حمدیہ ''ماہیے'' میں جواز پیش کرتے ہیں :

ہیں شاخ وشجر روشن/ نور کا عالم ہے/ پتھر کا جگر روشن

ایک حمدیہ قطعہ بھی ملاحظہ ہو جس میں وہ خدا کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر دعا مانگ رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خدا عظمتِ دیرینہ لوٹا دے :

لٹ رہی ہے میرے اسلاف کی دولت یارب☆سر سے ٹل جائے میرے بارِ مصیبت یارب

مجھ کو اپنوں نے ستایا تو عدو نے لوٹا ☆ کر عطا پھر سے مجھے ماضی کی عظمت یارب

یہی نہیں اُنھیں تو ایک عالم حمدِ ربانی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ملائکہ تسبیح وتہلیل کرتے ہوں گے۔ جن وانس مصروفِ حمد وثنا رہتے ہیں۔ مگر انھیں کائنات کی ہر شئے چرند پرند، شجر حجر خدا کی عظموں کے

گیت گاتی معلوم ہوتی ہے۔ وہ کیا محسوس کرتے ہیں اُنھیں کی زبانی حمد ربانی کا یہ رنگ بھی ملاحظہ کریں:

غنچہ غنچہ، ڈالی ڈالی، حمد ربانی کرے ☆ گل، گلستاں، پھول، مالی حمدِ ربانی کرے
صبح دَم کوئل، پپیہے، عندلیب دل فگار ☆ اپنی آوازوں میں خالی حمدِ ربانی کرے
میکشانِ جام وحدت جھومتے پیتے رہے ☆ میکدے میں پیالی پیالی حمدِ ربانی کرے
جس طرف جس کو بھی دیکھا ہم نے عاقش دہر میں ☆ ہر شگفتہ خستہ حالی حمدِ ربانی کرے

اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ مظاہر فطرت میں مناظر عاشق نے حمد ربانی کا جو عکس دیکھا ہے وہ خالی از علت نہیں۔ موصوف نے دوسری اصنافِ سخن میں جو بہتر کاوشیں کی ہیں انھیں کے زیر اثر ''حمد'' کو بھی وزن ووقار بخشا ہے۔ واقعی وہ ہر فن مولیٰ ہیں:

تعریف اُس خدا کی جس نے ''انھیں'' بنایا

◆◆◆

Urdu & Persian Deptt. Rajasthan University,
Jaipur - 302016 (Rajasthan)

ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی

مناظر عاشق ہرگانوی: مدّاحِ خدا اور سول

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی اُردو دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، ان کی شہرت برصغیر کی حدوں کو پھلانگ چکی ہے۔ان کے کارنامے متنوع اور بوقلموں ہیں۔وہ اردو شعر و ادب کی تقریباً ہر صنف کے محرم اسرار ہیں۔لیکن ایک شاعر اور تنقید نگار کی حیثیت سے انھوں نے زیادہ شہرت کمائی ہے۔لیکن یہاں میں ان کی شاعری کے جس پہلو پر روشنی ڈالنے جارہا ہوں وہ یقیناً شہرت و تعارف کی محتاج ہے۔یعنی وہ ایک اچھے حمد و نعت نگار بھی ہیں، یہ کم لوگ جانتے ہیں۔اور اس کے ذمے دار وہ خود ہیں۔کیونکہ پتہ نہیں کس مصلحت کی بناء پر اپنی مذہبی شاعری کو انھوں نے پکی روشنائی سے زیادہ روشناس نہیں ہونے دیا ہے۔کہیں ایسا تو نہیں کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں، کے طعنے سے وہ بچنا چاہتے ہوں۔خدا کرے ایسا نہیں ہو۔

بہر کیف مناظر صاحب اپنے حمدیہ کلام کی روشنی میں ایک سچے اور پکے مسلمان ہیں۔توحید و رسالت اور تصور آخرت پر ان کا غیر متزلزل ایمان ہے۔یعنی وہ تمام ضروریات دین کے قائل ہیں۔ان کا دل ہی مومن نہیں، دماغ بھی اسلام کی حقانیت و نورانیت سے منوّر ہے اور یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔جہاں تک ان کے حمدیہ کلام کا تعلق ہے وہ مقدار و تعداد کے لحاظ سے کم ہے۔لیکن معیار و اقدار کے اعتبار سے بہت ہی بلند و گراں مایہ ہے۔حمدیہ شاعری ہمارے ادب میں عام طور پر محض تبرکا کی گئی ہے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ جن جن شاعروں نے حمد ربانی سے اپنے دواوین و کلّیات کو آراستہ کیا ہے ان کے یہاں اس کی تعداد ایک دو سے زائد نہیں اور اس میں بھی ادبی و فنی خوبیوں کا تقریباً فقدان نظر آتا ہے۔یعنی ان حمد نگاروں کی پوری توجہ صرف افکار و خیالات پر ہی ہے۔شعری محاسن پر

نہیں، مستثنیات کی بات اور ہے۔

اس تناظر میں جب ہم ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کے حمدیہ کلام کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ہے کہ انھوں نے اپنی حمدیہ شاعری کو بالعموم شاعرانہ آب و رنگ اور تب و تاب سے مزین کیا ہے اور اس طرح انھوں نے یہ تاثر دیا ہے کہ شاعر اگر تھوڑی توجہ دے تو حمدیہ شاعری میں بھی ادبی دل کشی و شگفتگی پیدا کی جا سکتی ہے۔ یعنی 'تلوار کاٹتی ہے مگر ہاتھ چاہیے'، ملاحظہ ہوں ان کی ایک حمد کے یہ اشعار :

صبا کا رقص گلوں میں خمار تیرا ہے ☆ چمن چمن شجرِ نغمہ بار تیرا ہے

جگر میں سبزہ و شبنم کے ہے لہو تیرا ☆ سکوتِ آتش و گل میں شرار تیرا ہے

سرودِ ہستی دوراں میں تیری شیرینی ☆ ندی کا گیت، رم جوئبار تیرا ہے

اسی طرح ایک حمد میں انھوں نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ کائنات کی ہر شئے، کاہ سے لے کر کہکشاں تک اور ذرّہ سے مہرِ درخشاں تک حمدِ الٰہی میں مصروف و نغمہ بار ہے۔ مضمون نیا نہیں لیکن پیرایۂ اظہار کس قدر شگفتہ و شاداب ہے۔ ملاحظہ ہو :

غنچہ غنچہ ڈالی ڈالی حمد ربانی کرے ☆ گل، گلستاں، پھول، مالی حمد ربانی کرے

صبح دم کوئل، پپیہے، عندلیب دلفگار ☆ اپنی آوازوں میں خالی حمد ربانی کرے

رات کی تاریکیوں نے جاتے جاتے دی صدا ☆ ہر شفق کی شوخ لالی حمد ربانی کرے

ڈاکٹر مناظر عاشق کے حمدیہ کلام میں ایک خاص بات یہ ملتی ہے کہ انھوں نے ان ملحدین کے اس خیالِ باطل کو مدلل رد کیا ہے جن کا کہنا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق و مالک نہیں، بس ایک نظامِ فطرت ہے جس کے تحت یہ کارخانۂ عالم چل رہا ہے۔ حیات و ممات، عروج و زوال، انقلابات و تغیرات کا سلسلہ جو ازل سے جاری ہے یونہی قوانین فطرت کے زیر اثر ہمیشہ جاری رہے گا۔ مناظر عاشق کی ایمانی قوت و حرارت بڑی دانش ورانہ سنجیدگی کے ساتھ ان مشککین و منکرین کو اس طرح لاجواب کرتی ہے :

یہ مانتا ہوں کہ سب کچھ نظام فطرت ہے ☆ یہی فسانہ عالم، یہی حکایت ہے
کشش کے زور سے دنیا فضا میں قائم ہے ☆ اسی اصول کا عالم ہوا میں قائم ہے
مگر یہ راز سمجھ میں مجھے نہیں آتا ☆ دلیل دے کے بھی کوئی نہیں یہ سمجھاتا
نہیں ہے ناظم فطرت کوئی تو پھر کیا ہے؟ ☆ نہیں ہے صانع قدرت کوئی تو پھر کیا ہے؟
جو ذرّہ ذرّہ کا معبود، وہ خدا ہے مرا ☆ ہر ایک شئے میں ہے موجود وہ خدا ہے مرا
کسی طرح نہیں محدود وہ خدا ہے مرا ☆ جو آپ حامد و محمود وہ خدا ہے مرا

اس کے بعد جذب و مستی کے عالم میں، سراپا عجز و نیاز بن کر بارگاہ الٰہی میں یوں خراجِ عبودیت پیش کرتے ہیں:

سارے مکاں سے اونچا ہے لامکاں تمہارا ☆ یہ سرزمیں تمہاری، یہ آسماں تمہارا
دھرتی پہ ضو تمہاری، پھولوں میں بو تمہاری ☆ ہر سو تمہارا جلوہ، یہ گلستاں تمہارا

ڈاکٹر مناظر عاشق کے جدّت طراز قلم نے حمد نگاری میں بھی ہیئت کے تجربے کئے ہیں۔ یعنی ان کے یہاں آزاد حمد بھی ملتی ہے۔ آزاد غزل اور نظم کا رسیا شاعر بھلا آزاد حمد کیسے نہ کہتا۔ ان کی آزاد حمد بھی بہت ہی پُر کیف، مترنم اور دلآویز ہے۔ لیکن میں اس کے حوالے نہیں دوں گا کہ مضمون کی طوالت کا خوف عنان گیر ہے۔ اب ان کی نعتوں پر ہم اظہار خیال کرتے ہیں۔

اصناف سخن میں نعت گوئی سب سے دُشوار فن ہے۔ اس پر دورِ قدیم سے لے کر دورِ جدید تک کے تمام شاعروں، ادیبوں اور ناقدوں کا اتفاق ہے۔ عرفی شیرازی کا یہ شعر تقریباً ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے:

عرفی شتاب ایں رہِ نعت است نہ صحراست
آہستہ کہ رہ بردمِ تیغ است قدم را

یعنی نعت کہنا تیز تلوار کی دھار پر قدم رکھنے کے مترادف ہے۔ کسی خیال کو فنی پیکر عطا کرنے سے پہلے سو بار اس کو احتیاط کی چھلنی میں چھان لینا پڑتا ہے کیونکہ یہاں افراط و تفریط دونوں خطرے سے خالی نہیں۔ اُلوہیت اور رسالت کے درمیان جو نازک رشتہ ہے اسے نبھانا ہر شخص کے

حوصلے اور مقدر کی بات نہیں ۔ اگر حد سے تجاوز کرتا ہے تو الوہیت کی تجلی اس کے خرمنِ ایمان کو خاکستر کردے گی اور اگر شانِ رسالت میں ادنیٰ سی بھی تنقیص ہوتی ہے تو شریعتِ اسلامیہ اس کی گردن ناپ دے گی ۔ اس لئے خدا کا خاص کرم جب تک شامل حال نہیں ہو، اس وادیٔ پُرخار کو طے نہیں کیا جاسکتا۔

ڈاکٹر مناظر عاشق اپنی خوش بختی پر جس قدر فخر کریں کم ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت بھی عطا فرمائی ہے اور ان کی مدح پاک کا سلیقہ بھی بخشا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ خداداد کا ایک اچھوتا پہلو یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے پورے قرآن میں کہیں آپ کا نام لے کر مخاطب نہیں کیا ہے۔ مثلاً یا آدمؑ یا نوحؑ ، یا موسیٰ کی طرح یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں نہیں آیا ہے بلکہ اس کے بجائے پیارے پیارے القاب سے یاد فرمایا گیا ہے۔ جیسے یٰسین ، طٰہٰ ، مزمل، مدثر وغیرہ جیسا کہ ایک عاشقِ رسول نے کہا ہے :

نام تک لے کے پکارا نہیں قرآں میں کہیں
کس قدر حق کو ہے منظور وقارِ محبوب

اب اس تناظر میں دیکھئے ڈاکٹر مناظر عاشق نے کتنی عمدہ اور ایمان افروز بات کہی ہے :

والضحیٰ، والشمس وطٰہٰ ، رحمت اللعالمین
آپ کو حق نے پکارا یا محمد مصطفیٰ

اُردو کی نعتیہ شاعری کا ایک اہم موضوع حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات وتصرّفات کا بیان ہے ۔ ڈاکٹر مناظر عاشق نے بھی اپنے کئی اشعار میں ان موضوعات کو بڑے سلیقے سے پیش کیا ہے۔ وہ اشعار جن میں وہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سائلِ دیدار نظر آتے ہیں، ان کی فنی دل آویزیوں کا کیا کہنا! وہ سراپا عجز وانکسار بن کر حضور پاک کی بارگاہ میں یوں استغاثہ کرتے ہیں :

بڑھی جاتی ہے میرے دل کی دھڑکن یارسول اللہ
دکھا جاؤ خدا را روئے روشن یا رسول اللہ

بہارِ زندگی بن کر شگوفوں کو کھلا جاؤ
ہے سونا سونا میرے دل کا گلشن یا رسول اللہ
خدائی پر تصرف ہے، شہنشاہی ہے قدموں میں
حقیقت شش جہت ہے جلوہ افگن یا رسول اللہ

ایک سچے عاشق رسول کی دلی تمنا یہ ہوتی ہے کہ خاک مدینہ اس کی آخری آرام گاہ بنے، کیونکہ وہاں کی موت میں بھی زندگی معلوم ہوتی ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے عاشق و فدائی اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلویؒ نے مدینہ طیبہ کو ''شہرِ شفاعت نگر'' قرار دیا ہے۔ ان کا ایک شعر ہے :

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

ڈاکٹر مناظر عاشق بھی اسی مقدس سرزمین میں موت کے متمنی ہیں۔ ملاحظہ ہو :

یہ عاشق کی تمنا ہے کہ نکلے روح طیبہ میں
مدینے کی زمیں ہو میرا مدفن یا رسول اللہ

نعت گوئی میں ڈاکٹر مناظر عاشق کی ایک بڑی کامیابی یہ ہے کہ انھوں نے اپنے کلام کو فکری و فنی دونوں جہتوں سے بہت ہی ترفع و توسع عطا کیا ہے۔ چنانچہ ان کے یہاں مضامین کا بہت ہی تنوع نظر آتا ہے اور ان کو برتنے کا انداز بھی بڑا دلکش ہے۔ جتنی توجہ انھوں نے غزل و نظم کی شاعری پر کی ہے، کاش وہ اخلاص وانہماک نعتیہ شاعری کو بھی ملا ہوتا تو آج بحیثیت نعت نگار بھی وہ اُردو کے ممتاز شاعروں کی صف میں نظر آتے۔ مگر ابھی وقت گیا نہیں ہے۔ تلافی مافات ہوسکتی ہے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق کے نعتیہ کلام کے مطالعہ سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے سینے میں اک دل دردمند رکھتے ہیں۔ چنانچہ پورے عالم اسلام کی ترقی وخوش حالی کے لئے وہ مضطرب اور بے چین نظر آتے ہیں۔ اور ان کے آلام وآفات کا مداوا وہ مدینہ کے دارالشفا میں ڈھونڈتے ہیں۔ دیکھیے وہ کس دل سوزی و دردمندی کے ساتھ رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ میں فریاد کناں ہیں :

● ہیں مسلماں بے سہارا یا محمد مصطفیٰ
آپ ہی کا ہے سہارا یا محمد مصطفیٰ
بیکس و لاچار ایسا ہوں کہ میری راہ کا
ذرہ ذرہ ہے شرارا یا محمد مصطفیٰ
کشتیِ ایماں کدھر لے جاؤں کہ ہے تیز تر
بحر ظلمت کا یہ دھارا یا محمد مصطفیٰ

● کشتی اُمت کی نہ ڈوبے کہیں طغیانی میں
یا نبی رکھیے اسے اپنی نگہبانی میں
کیجئے اس پہ عنایت کی نظر شاہ اُمم
آج اُمت نظر آتی ہے پریشانی میں

مختصر یہ کہ ڈاکٹر مناظر کی نعتوں میں خلوص کی خوشبو بھی ہے اور عقیدت کی روشنی بھی، ایمانی لذت و حلاوت بھی ہے اور زبان و بیان کی نفاست و پاکیزگی بھی۔ یعنی ایک حیات آفریں اور روح پرور فضا نے ان کی نعتوں کو دل کشی و رعنائی کا مرقع بنا دیا ہے۔

◆◆◆

Amrood Bagan, Chandwara, Muzaffarpur-842001 (Bihar)

ڈاکٹر نذیر فتح پوری

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں نئے احساس کا ظہور

آج ماہ ستمبر ۲۰۱۵ء کی ۱۵ ر تاریخ ہے اور جمعرات کا دن ہے۔ اس وقت مناظر صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی بابرکت اور نورانی شاہ راہوں پر گشت کر رہے ہوں گے یا خانہ کعبہ کے طواف میں مصروف ہوں گے۔ یا اپنی عارضی قیام گاہ میں اطمینان سے بیٹھے اپنے سفرنامے کی قسطیں لکھ رہے ہونگے۔ یا پھر اپنے کسی ہمسایہ سے تبادلۂ خیال کر رہے ہونگے۔

پٹنہ سے جب وہ سفرِ حج پر روانہ ہوئے تھے تب دو تین روز قبل ان سے فون پر بات ہوئی تھی۔ پھر مدینہ سے فون پر انہوں نے بتایا کہ پٹنہ میں وہ اپنے ہم زلف ڈاکٹر انوار الحسن کے یہاں رکے تھے جہاں کئی ادیب اور شاعران سے ملاقات کے لئے گئے تھے۔ گیا سے ان کی فلائٹ تھی۔ گوتم بدھ کی نگری میں ڈاکٹر سید احمد قادری نے تعاون کیا تھا۔ وہ گیا سے سیدھے مدینہ منورہ گئے تھے جہاں آٹھ دن عبادت کا موقع ملا۔ وہاں سے انہوں نے مجھے پکارا ''مناظر۔ مدینہ سے بول رہا ہوں۔ آپ دعاؤں میں برابر شریک ہیں۔''

زہے نصیب۔ وہاں سے ہمیں پکارا گیا جہاں تک ہنوز ہماری رسائی نہ ہوسکی۔ آنکھوں میں وہاں کے منظر دیکھنے کی خواہش ضرور ہے۔ یہ خواہش کب پوری ہوگی، خدا ہی جانتا ہے۔ وہی علیم ہے۔ وہی خبیر ہے۔ لیکن مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ ''ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے جو اس محفل میں ہے۔''

ابھی یہاں تک ہی لکھ پایا تھا کہ اخبار والا روزنامہ ''انقلاب'' ممبئی اچھال گیا۔ وہ احاطے کی دیوار کے باہر سے ہی اخبار پھینکتا ہے جو میرے گھر کے برآمدے میں میری اس میز کے آس پاس گرتا ہے جہاں صبح سویرے میں بیٹھ کر لکھنے لکھانے کا کام کرتا ہوں۔ آج کا ''انقلاب'' ملا تو عربستان میں

ریت کے طوفان کی خبر شائع ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ ریگستان میں ریت کا طوفان ہی آسکتا ہے۔ اپنے بچپن میں ریت کی آندھی اپنے گاؤں میں دیکھ چکا ہوں جب مسلسل تین دنوں تک سورج کی کرنوں کو ریت کے ذروں نے ڈھانپ دیا تھا۔ آسمان پر ریت جم گئی تھی۔ جب میں نے ''انقلاب'' کی خبر کا آخری حصہ پڑھا تو مجھے مناظر عاشق ہرگانوی بے طرح یاد آئے۔ خبر ملاحظہ کریں :

''مکہ مکرمہ : ریت کے طوفان کے بعد بارش

ادھر مشرق وسطیٰ میں آنے والے ریت کے طوفان نے سعودی عرب کو بھی متاثر کیا ہے۔ منگل کو جدہ میں تیز ہواؤں اور ریت کے طوفان کی وجہ سے ٹریفک نظام بھی متاثر ہوا۔ شاہ عبدالعزیز انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر پروازیں تاخیر کا شکار ہوئیں۔ مکہ مکرمہ میں بھی گرد و غبار کے بعد طوفانی بارش بھی ہوئی۔ کئی درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ بارش کے باوجود حرم شریف میں لاکھوں عازمین کا طواف پورے جذبہ ایمانی سے جاری رہا۔ بارش کے بعد موسم خوشگوار ہو گیا۔ محکمہ شہری دفاع نے عوام کو نشیبی علاقوں میں نہ جانے کی ہدایات جاری کی ہیں۔'' (صفحہ نمبر۔۹)

خبر پڑھنے کے بعد میں نے فوراً مکہ مکرمہ فون لگایا۔ ذرا تاخیر سے فون وصول کیا گیا۔ میں نے 'انقلاب' کی خبر کے حوالے سے مناظر صاحب کی خیریت دریافت کی۔ جواب ملا ''ہم خیریت سے ہیں۔ ریت کا طوفان ضرور آیا تھا۔ اس کے بعد ہلکی بارش بھی ہوئی تھی۔ لیکن تشویش کی بات نہیں۔ اور ہاں کتابوں کا پارسل ملا یا نہیں؟''

میں نے کہا ''نہیں ملا۔ ایجوکیشنل والوں نے بتایا کہ وہ پارسل رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کر چکے ہیں۔ آج نہیں تو دو ایک روز میں مل جائے گا۔ ملنے پر فون سے رسید دوں گا۔''

کتابوں کا یہ عاشق ہر حال میں کتابوں سے پیار کرتا ہے۔ اور پھر مکہ مکرمہ تو ام الکتاب والوں کا شہر ہے۔ تنہا ایک کتاب نے پوری دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ کون ہے جو قرآن کا مطالعہ نہیں کرتا۔ یہ الگ بات کہ گمراہی کے شکار کچھ لوگ منفی سوچ کے ساتھ قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں۔ لیکن جو مثبت فکر کے ساتھ قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں وہ صراط مستقیم کے حقدار قرار دیئے جاتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ قرآن پر عمل کرنے کے بعد مسلمانوں نے دنیا پر حکومت کی۔ قرآن ایک زندہ معجزہ ہے

لیکن کہا جاتا ہے کہ اب قرآن جزدان میں لپیٹ کر طاقوں میں سجادیا گیا ہے۔

مناظر صاحب خوش قسمت ہیں کہ روضۂ رسولؐ کے سامنے حاضری کا موقع ملا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے :

''بیت اللہ میں عقیدہ حاضر ہوتا ہے اور جبینیں جھکتی ہیں۔ مسجد نبویؐ میں عشق لے جاتا ہے اور دل جھکتے ہیں۔'' جب دل جھکتے ہیں تو ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے۔'' یہی تحفہ لے کر عشق رسول میں غلطاں ایک عاشق زار جب گنبدِ خضریٰ کے روبرو حاضر ہوتا ہے تو اس کی ذات آئینہ بن جاتی ہے اور اس پر پوشیدہ راز اور اسرار رسالت کے در وا ہونے لگتے ہیں۔ مناظر کہتے ہیں :

محمدؐ سرِّ لفظِ کُن، محمدؐ رازِ یزدانی
بنائے بزم دو عالم بقائے نظمِ حقانی
محمدؐ شوکتِ صبر و شکیب و عزم و دانائی
محمدؐ پیکر نوری، شکوہِ روحِ عرفانی

پوری نعتِ مبارکہ ورد کرتے چلے جایئے ہر شعر میں ایک نئے احساس کا ظہور ہوتا ہے۔ زندگی اور نور کا مرقع بنتی نظر آتی ہے :

محمدؐ مصحفِ پیغمبری فرمان اللہ کا
محمدؐ آبۂ وہبی، محمدؐ فیض ربانی
محمدؐ رحمتِ عالم، شفیعِ عرصۂ محشر
محمدؐ ذوق فقرانہ، محمدؐ شوق سلطانی
جہانِ فکر پر چھائی ہوئی ہیں ظلمتیں ہر سو
محمدؐ عالمِ افکار میں قندیل نورانی
نظر عاشق کی ہو اور روضۂ اقدس کی جالی ہو
تمنا مضمحل سی ہے مگر گفتار طولانی

کس نے سمجھا ہے محمدؐ کا مقام۔ صفات احمدؐ مرسل ابھی کتنے پردوں میں ہیں۔ مناظر عاشق

ہرگانوی کا یہ اعتراف اس سلسلے کی اہم کڑی ہے :

مقام احمدِ مرسل سمجھنا غیر ممکن ہے ☆ملائک ششدرو حیراں، ہراساں فہم انسانی

محمدؐ کا مقام خدا کے سوا کون جانتا ہے۔ بندے تو ناخنِ تدبیر سے گرہ کشائی کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔لیکن یہی کوشش ان کے لئے تسکین قلب ونظر کا سامان مہیا کرتی ہے۔

کسی نے بہت خوب لکھا ہے :

''اہلِ دل مدینہ منورہ کو اپنی آرزؤں اور تمناؤں کا مرجع بنائے رکھنے ہی کو ایمان کی سلامتی کی علامت خیال کرتے ہیں۔تمام اہل ایمان مدینۃ الرسول کی خاک میں دفن ہونے کی آرزو کی تکمیل کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مداوا سمجھتے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان مدینۃ الرسول کی زیارت کے تمنائی ہیں۔'' (انقلاب۔صفحہ۔۸ ۱۱رستمبر۲۰۱۵ء)

مدینہ سے متعلق ایک شاعر نے کس تمنا کا اظہار کیا ہے اور کیا خوب دعاء مانگی ہے :

دکھا دے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں ہر رات دن مولیٰ تری رحمت برستی ہے

لیکن جس کی ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' اس شاعر اور عاشق صادق کا تصور شہر مدینہ سے متعلق کیا ہے، ملاحظہ کریں :

ہر دن ہے نگاہوں میں مدینے کا تصور
ہر رات ہے خوابوں میں مدینے کا تصور
مصرعوں میں بسی ہوتی زیارت کی تمنا
جھلکے مرے شعروں میں مدینے کا تصور
افکار مرے چومتے روضے کو نبیؐ کے
تابندہ ہے لفظوں میں مدینے کا تصور
لبیک کا منظر بھی تو میں دیکھ لوں یا رب!
ہے سانس کے تاروں میں مدینے کا تصور

وہ بدرؔ کا میدان ، احدؔ کی وہ پہاڑی

خندقؔ کے حصاروں میں مدینے کا تصور

بعدازاں ہجر کے مارے ایک غم زدہ امتی مناظر عاشق ہرگانوی کی یہ دعا :

اللہ ! مناظر کو دکھا شہر نبیؐ تو

ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور

اور پھر کسی نیک ساعت میں خدا کے حضور پھیلے ہوئے ہاتھوں کی دعا قبول ہوتی ہے اور تشنۂ دیدار گنبدِ خضریٰ، اپنی بے تاب نظروں کی تشنگی بجھانے کے لئے پہنچ جاتا ہے، وہاں جہاں پر حاضری ایمان کی علامت قرار دی گئی ہے۔ اس منظر اور کیفیت کا احوال عبدالماجد دریابادی کی زبانی سنئے :

''آج کی صبح کتنی مبارک صبح ہے۔ آج کا دن زندگی کا سب سے بڑا ارمان پورا ہونے کو ہے۔ آج ذرہ آفتاب بن رہا ہے۔ آج بھاگا ہوا غلام اپنے آقا و مولا کے دربار میں حاضر ہو رہا ہے۔ آج گنہگار امتی کو شفیع و شفیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے پر سلام کی عزت حاصل ہو رہی ہے۔''

(سفر حجاز۔ ص ۸۷)

عاشقان رسولؐ نے درِ رسولؐ پہ حاضری کے وقت کیسے کیسے عجز و انکسار کا اظہار کیا ہے اور کیسی کیسی گریہ وزاری کی ہے۔ اس سلسلے میں ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کا شاعر عرض گذارتے ہوئے کہتا ہے:

روضے پہ حاضری ہو، کروں پیش میں سلام

دل میں یہی ہے آرزو، ارمان مصطفیٰ

اک آپ کا سہارا مناظر کو ہے فقط

کچھ مغفرت کا ہے نہیں سامان مصطفیٰ

نعت نبیؐ کے لئے خامہ فرسائی کرنا پل صراط پر چلنے کے مترادف ہے۔ اک ذرا سا عقیدہ اور عقیدت میں بال آیا کہ ایمان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اور تقویٰ برباد ہو جاتا ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی کے زیر تبصرہ مجموعے کا عنوان بھی کتنا والہانہ انداز کا ہے۔ ''ہر سانس محمدؐ

پڑھتی ہے۔''یعنی اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ہر لحہ یادِ رسولِ خدا میں بسر ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر عشقِ رسولؐ میں اور کیا وارفتگی ہوگی۔ ایسا انہماک، ایسی وابستگی، ایسی پیوستگی جب ہوگی تو ہر سانس بے شک اسم محمدؐ کا ورد کرے گی۔ لیکن بندہ پوری طرح ان کی مدح سرائی کا فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔ مدحت رسول میں انسانی فہم اور قلم دونوں کوتاہ نظر آتے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی اس کا اعتراف کرنے میں جھجکتے نہیں، کہتے ہیں :

انسان کیا بیان کرے عظمت رسول کی
قرآں سے آشکارا ہے رفعت رسول کی

حضور پُر نور کی زندگی کیا تھی۔ چلتا پھرتا قرآن تھی۔ قرآن کی تفسیر تھی۔ ایک ایک قدم عمل کے نشان مرتسم کرتا چلا جاتا تھا۔ کسی شاعر نے کیا بے پناہ شعر کہا ہے :

محمدؐ مصطفٰے کے نور کی توصیف تو دیکھو
وہ جن رستوں سے گزرے ہیں وہی رستے چمکتے ہیں

مناظر عاشق ہرگانوی کا یہ اعتراف ان کے ایمان کی دلیل ہے :

بخشا پھر اک ذرے کو خورشید کا فروغ
اعجاز یہ دکھا گئی صحبت رسولؐ کی

نعتیہ شاعری کو نغمہ سروری بھی کہا گیا ہے۔ ایک ایسا نغمہ جو روح سنے اور روح سنائے۔ اور اگر آقاؐ کے روضے کے روبرو یہ سروری نغمہ پیش کرنے کی سعادت مل جائے تو زائر کے دل کی کیفیت کیا ہو سکتی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی تو نعتِ مبارکہ کی پوری کتاب شائع کر کے لے گئے تھے۔ اپنی نعتیہ شاعری سے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے خود مناظر عاشق لکھتے ہیں :

''میری نعتیہ شاعری میں تازگی فکر، شدت احساس، دل کشی، دل دوزی اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ضرور ہے۔ ساتھ ہی واقعاتی حقائق بھی ہیں۔'' (گفتنی۔ص۔۴)

یہ عشق رسول کی شدت کا ماحصل ہے کہ شاعر کو اپنی نعت گوئی کی صفات محسوس ہو رہی ہیں۔ اور وہ نہایت جسارت کے ساتھ اس کا اعتراف و اظہار بھی کر رہا ہے۔ لیکن کبھی کبھی شاعر کو تخلیق نعت

رسولؐ کے وقت اپنی کم مائیگی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ تب اس طرح بھی اعتراف کرتے ہیں :

مناظرؔ! نعت محبوبِ خدا لکھے بھی کیسے

نہ اس کا علم ہے ایسا نہ وہ زورِ بیاں ہے

حالانکہ شاعر کا علم روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ زورِ بیان میں بھی شاعر اپنے ہمعصروں سے آگے ہیں۔ لیکن جہاں انکسار کا جذبہ ہوتا ہے وہاں خدائے برتر و بالا کی خوش نودی بھی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ کبر و غرور اللہ کو پسند نہیں۔ چاند اور سورج کی بھی یہ اوقات نہیں کہ وہ اپنے مالک حقیقی کے روبرو سر اٹھا کر چلے۔ خدا ان سروں کو سر بلندی عطا کرتا ہے جن پر عجز کی چادریں تنی ہوتی ہیں۔ حضرت سورش کاشمیری اس جاہ و جلال اور ہیبت سے سرنگوں قلم سے رقم طراز ہیں :

''حرمین میں اللہ اور محمدؐ کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ باقی سب کچھ عجز والحاح ہے۔ یا سوز و گداز۔ یہاں کوئی اکڑ نہیں۔ کوئی تمکنت نہیں، کوئی شاہی نہیں، کوئی دولت نہیں، یہاں وہی سب سے زیادہ اکڑ والا ہے جو سب سے زیادہ عاجز ہے، وہی با تمکین ہے جو سب سے زیادہ منکسر ہے۔ وہی شاہ ہے جو گدا ہے اور وہی دولت والا ہے جو اللہ کا بھکاری ہے۔ یہاں کسی دنیاوی عزت کو ترجیح نہیں۔ یہاں ترجیح صرف عشقِ نبوی کو ہے۔ کسی کو کسی سے سروکار نہیں۔ سب کو ایک ہی چوکھٹ سے سروکار ہے۔ جو آتا ہے اسی کا ہو کر آتا ہے۔'' (شب جائے کہ من بودم۔ صفحہ۔ ۱۴۰)

کہتے ہیں کہ جب مجروح سلطان پوری فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے گئے تب انہوں نے خانہ کعبہ کا غلاف تھام کر کہا ''اے خدا! اگر تو ہے تو مجھ پر منکشف ہو جا۔''

آپ تصور کریں۔ جب موسیٰ کی فرمائش اور خواہش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی ایک جھلک دکھائی تو موسیٰ اور کوہِ طور کا حشر کیا ہوا۔ اگر مجروح کی دعا قبول ہو جاتی تو......! انسان کو لازم ہے کہ اپنی اوقات سے آگے نہ بڑھے۔ اپنے ظرف سے سوا طلب نہ کرے۔ اپنی بساط سے باہر نہ جائے۔ غالب نے کہا تھا :

دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

انسان پہلے حسن نظر پیدا کرے، اس کے بعد ہی جلوے کی تمنا کرے۔ دامن بھر کر کسی کو آسمان

نہیں ملتا۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے صحن کعبہ میں بیٹھ کر کیا مانگا ہوگا۔ کون سی دعا بار بار کی ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ میرے لئے انہوں نے دعا کی۔ اسی طرح کچھ دوسرے احباب کے لئے بھی دعا کی ہوگی۔ ہم جو دوسروں کے لئے دعا کرتے ہیں اس میں اپنی غرض شامل نہیں ہوتی اس لئے وہ ہر حال میں مقبول ہوتی ہے۔

حج کے بارے میں کہا گیا ہے :

- حج مشقت کی عبادت ہے۔
- حج زندگی میں تبدیلی کا فیصلہ کن موڑ ہے۔
- حج کی ادائیگی کے بعد ایک مسلمان کی طرز فکر میں نمایاں تبدیلی آجاتی ہے۔
- حج اجتماعی طور پر انسانوں کو ایک ساتھ زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے۔

حج بیت اللہ پر حاضری سے قبل مناظر عاشق ہرگانوی نے جس خواہش کا اظہار کیا اس کے چند اشعار ملاحظہ کریں :

مشرف ہوں فیوضِ کعبہ سے ہم بھی خدا چاہے
چلیں لبیک پڑھتے سوئے مکہ ہی خدا چاہے
طوافِ کعبہ کی کثرت میسر ہو ہمیں یارب
سعادت پائیں اسود چوم لینے کی خدا چاہے
حضورِ دل سے ہو سنت ادا اک ہاجرہ ماں کی
صفا مروہ کی ہو جائے سعی پوری خدا چاہے

عاشق صادق نے سارا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا تھا ”اگر خدا چاہے۔“ خدا نے چاہا اور اپنے عاشق صادق کو اپنے در پر حاضری کے لئے بلا لیا۔ عاشق بھی لبیک کہتا ہوا بہ عجلت تمام رختِ سفر باندھ کر در کعبہ پر حاضر ہو گیا۔ غالب نے کہا تھا :

درِ کعبہ وا نہ ہوا تو ہم لوٹ آئے

لیکن مناظر عاشق کے لئے خانۂ کعبہ کے سارے دروازے کھلے تھے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ

انہوں نے سب سے پہلے کس دروازے سے داخلہ پسند کیا یا انہیں کس دروازے سے حرم شریف میں داخل ہونے کی سعادت ملی۔

۱۴ ار ستمبر کی دوپہر جب ایک کالج کے پروگرام سے گھر آیا تو کچھ ہی دیر بعد ڈاکیہ آ گیا۔ جس کتاب کے لئے مناظر صاحب مکہ مکرمہ میں اور نذیر فتح پوری پونہ میں بے چین تھے اس کتاب کا پارسل مل گیا۔ کتاب کیا تھی صاحب کتاب کے قلم کی محبتوں بھری کرامت تھی۔ عنوان ہے ''پشاور کی کہانیاں اور نذیر فتح پوری۔'' کتاب حسب سابق خوبصورت چھپی ہے۔ رات بعد نماز عشاء میں نے دو تین مرتبہ مناظر صاحب کو فون لگایا۔ پہلے تو رابطہ ہی نہیں ہوا۔ آخری کال سعودیہ پہنچ گیا۔ گھنٹی پوری طرح بج کر ختم ہو گئی تو میں سمجھا یا تو حضرت عبادت میں مشغول ہوں گے یا پھر تھکے ماندے نیند کی آغوش میں خوابوں کے نورانی پرندوں سے اٹھکھیلیاں کر رہے ہوں گے۔ جب میں نے خاموشی اختیار کر لی تو کافی دیر بعد مناظر صاحب کی جانب سے موبائل کے ذریعہ صدا بلند ہوئی۔ سلام کے بعد میں نے خیریت معلوم کی۔ حرم شریف کے حالات معلوم کئے جہاں تین روز قبل حادثہ میں کافی زائرین شہید ہوئے تھے۔ زخمیوں کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ روزنامہ ''انقلاب'' اور ٹی وی کی خبر کے مطابق جمعہ کو مغرب کی نماز سے قبل شدید بارش اور طوفانی ہواؤں کے سبب مطاف کے پل پر کرین گرنے کی وجہ سے پیش آنے والے دلخراش سانحہ میں سعودی حکام نے 107 اموات کی تصدیق کی تھی اور 238 عازمین زخمی ہوئے تھے۔ ان میں گیارہ ہندوستانی بھی تھے۔ جام شہادت نوش کرنے والوں میں اورنگ آباد کے، تلنگانہ کے اور کشمیر کے عازمین تھے۔ شہید عازمین کے لواحقین کو دس لاکھ ریال دینے کا فیصلہ سعودی عرب کی شاہی عدالت نے کیا۔ یہ رقم ہندوستانی روپے میں ایک کروڑ ۷۷ لاکھ کے مساوی ہے۔ حادثے کے سبب جو مستقل طور پر معذور ہو گئے ہیں انہیں بھی اتنی ہی رقم دی جائے گی۔ البتہ زخمیوں کے لئے پانچ سو ریال معاوضے کا اعلان کیا گیا۔ یہ سب پڑھ کر میں بیحد فکر مند تھا۔ حادثے کی رات بھی مناظر صاحب کو فون لگایا لیکن اگلے دن تک نٹ ورک کام نہیں کر رہا تھا۔ مناظر صاحب نے جواب میں بتایا کہ سب خیریت ہے۔ میں نے کتاب کی رسید دی۔ انہوں نے بتایا کہ جب آپ کا فون آیا میں نماز یعنی نماز عشا کی ادائیگی میں مصروف تھا اور مسجد حرم

میں تھا۔زندگی آدمی سے کس کس روپ میں ادائیگی طلب کرتی ہے۔لیکن نمازوں کی ادائیگی کا معاملہ مختلف ہے۔نماز کے بعد جو سکون اور طمانیت ملتی ہے اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔اور یہاں معاملہ حرم مبارکہ میں نماز کی ادائیگی کا تھا۔جب حرم شریف کی نمازوں کے نورانی منظر ٹی وی پر دیکھتے ہیں تو دلوں پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔جو ایمان والے ان نورانی صفوں میں موجود ہوتے ہیں ان کے دل کی کیفیت کا کیسے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور یہاں تو معاملہ ایک ادیب کا ہے، ایک شاعر کا ہے، ایک ناقد و مرتب کا ہے۔وہ جو اقلیم سخن کا خود مختار حکمراں ہے، وہ جو ادب میں پہلو سے پہلو تراشتا ہے ، دھاگے سے دھاگا جوڑتا ہے، کڑی سے کڑی ملاتا ہے، جو کارواں بنا کر چلتا ہے، وہ جتنا اپنے آپ کے لئے خرچ ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ ''دیگراں'' کے لئے صرف ہوتا ہے۔احباب کی دلجمی اور محبان کی دل بستگی کے لئے وقت آنے پر ''حاتم طائی'' کا کردار بھی ادا کرنے سے پہلو تہی نہیں کرتا۔ وہ کس سکون، صبر اور استقلال کے ساتھ صفوں میں کھڑا ہوگا۔قیام کر رہا ہوگا۔رکن کی ادائیگی میں جھکا ہوگا۔سجدے کے بہانے حرم کے فرش کی نورانی مہک اپنی سانسوں میں بھر رہا ہوگا۔

دونوں طرف سے ہم دونوں کے درمیان ایک غیر منصوبہ بند معاہدہ......صرف ایک منٹ...... ایک منٹ کی گفتگو کے بعد اجازت طلب کر لی جاتی ہے۔اسی دوران مناظر صاحب کا سوال ''کتاب کیسی چھپی ہے؟''

''خوب ہے۔'' میں نے جواب دیا۔''ایجوکیشنل کی کتابوں کی اشاعت میں ''ناخوب'' والی کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی۔''

مناظر صاحب کی نعتوں کا مجموعہ بھی بیحد دیدہ زیب ہے۔سرورق کی جدت کا کیا کہنا۔''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' عقیدت اور محبت کا ایک بیش بہا تحفہ ہے۔جس کے نعتیہ اشعار میں رسول اکرمؐ کی صفات اور آپ کے کردار و عمل کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔چند اشعار دیکھیں :

اس رحمتِ عالم کا کیا کیا نہیں احساں ہے
توحید سے دل روشن تو ہاتھ میں قرآں ہے

....

وہ طائف میں تھے گمرہوں سے مخاطب
تو پتھر بھی کھائے تھے ان ظالموں کے
کبھی پیٹ بھر جو کی روٹی نہ کھائی
ہیں مختارِ عالم ، چٹائی ہے بستر

....

دعا دشمنوں کے لئے بھی کرے جو
نہ آیا کوئی آج تک دیں کا رہبر

....

مناظر وہ سلطانِ عالم تھے لیکن
کھدائی میں خندق کی ڈھوتے تھے پتھر

....

ایک ایک شعر سے مصطفےٰ کے کردار کی خوشبو پھوٹ رہی ہے۔ ہر شعر میں حیاتِ رسولؐ کے عکس نظر آتے ہیں۔ یہ اشعار تشریح طلب نہیں ہیں۔ اگر آپ نے سیرتِ رسولؐ کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے تو ایک شعر پڑھتے ہی متعلق واقعہ آپ کے ذہن کے پردے پر ابھر آئے گا۔

چھ بند کی ایک نعت ملاحظہ کیجئے۔ مناظر صاحب نے پوری تاریخ بیان کر دی ہے۔ جن کا مطالعہ کم ہے وہ یہ نعت پڑھ کر شمائل و خصائل، محامد و محاسن، فضائل و کمالات، اخلاق و تعلیمات، شانِ محبوبی اور جذبۂ جاں نثاری بھی کچھ جان سکیں گے:

عرب ایک مرکز تھا گمراہیوں کا
ہوس کاریوں اور بدکاریوں کا
جدھر دیکھو منظر تھا رسوائیوں کا
تشدد، مظالم کا ، سفاکیوں کا

....

ہراک گھر میں تھا شیوۂ بت پرستی
شراب اور جوئے کے سارے تھے عادی
اسی کو سمجھتے تھے اپنی شجاعت
کہ بھائی کو بھائی کرے زیرِ طاقت
کچھ ایسی تھی نسلی تفاخر میں شدت
نہیں جانتے تھے اخوت، محبت

....

وہ خود زندہ بیٹی کو درگور کرتے
جہالت سے پستی کو اپنی بلندی سمجھتے

....

ایاز اب تھا کوئی نہ محمود ہی تھا
مٹا ڈالا فرق اس نے شاہ و گدا کا
نبیٔ مکرم کا وہ آستاں تھا
جہاں اہلِ تقویٰ کا تھا بول بالا

....

پلائی تھی ساقیٔ کوثر نے ایسی
کہ اب دائمی ان کے سر میں تھی مستی

....

نہیں کچھ تعلق تھا اپنے عمل سے
تو اپنے لئے بھی نہیں تھے وہ اچھے
ہراک بات پر مارتے، لڑتے، مرتے
نہیں دور رہتے تھے شغلِ زنا سے

کوئی فعلِ بد بچ گیا تھا نہ ایسا
جو سرزد بھی ان سے نہیں ہو رہا تھا

....

بے ایمان، جھوٹے، دغا باز یہ تھے
کئی پشت کا بدلہ لے کر ہی رکتے
ہنر جانتے تھے یہ غارت گری کے
مظالم یہ کم زور پر کرتے رہتے

....

جب انسانیت مٹ گئی ان کی یکسر
نبیؐ آئے تب مصلحِ قوم بن کر

....

خدا کا پیام آپ نے جب سنایا
ہر اک بات اچھی انہیں جب بتائی
رہِ نیک پر ان کو چلنا سکھایا
انہیں فرق بھی خیر و شر کا دکھایا

....

مہہ دہر بننے لگے رہ کے ذرّے
دکھایا وہ اعجاز امی لقب نے

....

نعت کہتے وقت شعراء عموماً براہ راست اپنی محبتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ اشاروں کنایوں پر کم توجہ دی جاتی ہے۔ مناظر صاحب نے نعت کے حوالے سے ایسے اشعار بھی کہے ہیں جو واقعات نگاری کا مرقع قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ دیکھیے یہ اشارے کس طرف آپ کی فکر کو مرتکز کرتے ہیں۔

یہ قاتل کون ہے یہ برہنہ تلوار لے کر کس ارادے سے آیا تھا۔ اس کے تیور کیا تھے۔ اور دربار مصطفیٰ میں حاضری کے بعد اس پر کیا گزری۔ یہ قاتل بسمل کیسے ہو گیا۔ کون سا نور تھا جس نے دل روشن کر دیا۔ روح کی تیرگی جس سے کافور ہو گئی۔ کفر اور شرک کا احساس یکلخت ایمان اور یقین کی موجوں کے دوش پر ساحل کی طلب میں لہر لہر ڈولنے لگا :

قاتل سے کوئی پوچھے، بسمل وہ بنا کیسے
شمشیر بدست آیا اور شاہ پہ قرباں ہے

....

اندرون کی تبدیلی کا ماجرا وہی بیان کر سکتا ہے جس پر گزرتی ہے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا، مکہ کی گلیوں سے عمر بے نیام تلوار لے کر اس طرف جا رہے ہیں جس طرف اللہ کے رسولؐ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ ایک ایسی پناہ گاہ جس کی چھت بوسیدہ ہے، جس کی دیواروں میں کوئی استحکام نہیں۔ جس کے دروازوں کی لکڑیوں میں درازیں پڑی ہیں۔ جس کی سانکل اور کنڈلی کسی خطر ناک دستک کی تاب نہیں لا سکتی۔ جب عمر نے دروازے پر دستک دی اور دروازہ کھلا تو جلال کا جمال سے ٹکراؤ ہوا۔ الحاد کو پسینہ آ گیا۔ تلوار بے آب ہو گئی۔ کسرتی بدن لرزنے لگا۔ چٹان نما دل موم ہو کر پگھل گیا۔ یہ سب کیوں کر ہوا۔ مناظر صاحب کا یہ شعر ملاحظہ کریں :

وہ اس کی نظر ہی تھی بسمل جو بنا دیتی
اسلام کا دشمن ہی اب اس کا نگہباں ہے

نور کی اک نظر نے کفر کے سارے اندھیرے ختم کر دیئے اور اسلام کے دشمن نے عمر کو اسلام کا نگہبان بنا کر سرفرازی عطا کی۔ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب اشاروں کنایوں کے حوالے سے دو اشعار میں منتقل ہو گیا۔

قلم کی کرامت اور فکر کی متانت اپنا کام کرتی ہے۔ جذبۂ ایمانی اپنا اثر دکھاتا ہے۔ تخلیقی توانائی اپنے جوہر اجاگر کرتی ہے۔ تب تاریخ شعر بنتی ہے۔ یا شعر تاریخ میں ڈھلتا ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے حقیقت کی جن بلندیوں کو چھوا ہے اس میں ان کے مطالعے کو دخل ہے۔ محسوسات و تجربات کو دخل ہے۔ یہ

تجربے فکر سے تشکیل پاتے ہیں اور تعبیر کی وجودی جدلیات کو روشن کرتے ہیں۔ معنیات کے جن سیاق کو انہوں نے تخلیقیت سے گزارا ہے اس سے تحمیلیت دوبالا ہو جاتی ہے۔ تفہیم کی قطعیت کو نشان زد کر ہی رہا تھا اور ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کے حصار سے باہر نہیں نکلا تھا کہ ۱۹ ستمبر ۲۰۱۵ء کی صبح آ گئی۔ ذی الحجہ کی ۴ تاریخ اور ۱۴۳۶ھ کا سال تو ہے ہی۔ روزنامہ ''انقلاب'' ابھی ابھی آیا ہے۔ مکہ میں ایک اور حادثے کی خبر پڑھ کر دل دہل گیا :

فوری مناظر صاحب کو فون لگایا۔ مگر نہیں لگا۔ معلوم نہیں کس پر کیا گزری۔ کون کس حال میں ہے۔ ابھی ادائیگی حج کے لئے چار پانچ دن باقی ہیں، خدا کرے سارے فرائض خیریت سے ادا ہو جائیں۔ جو جہاں سے گیا ہے وہ وہاں عافیت کے ساتھ لوٹ آئے۔ یہ سچ ہے کہ حادثے حوصلہ دیتے ہیں۔ لیکن آدمی کا زندہ رہنا بھی ضروری ہے۔ آدمی تمام حادثات سے مقابلہ کر سکتا ہے صرف موت ہی ایک ایسی چٹان ہے جو آدمی کے وجود کو پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ یہ فون کیوں نہیں لگ رہا ہے۔ تشویش بڑھ رہی ہے۔ کسی اور کا فون نمبر میرے پاس نہیں ہے۔ کس سے پوچھوں۔ کس سے رابطہ کروں۔ سایہ گوں فضاؤں سے اور صاعقہ پوش واقعات سے میں خائف ہوں۔ میرے اپنے گاؤں فتح پور سے بھی کئی لوگ گئے ہوئے ہیں۔ لیکن میرا رابطہ صرف مناظر صاحب سے ہی ہے۔ جس عاشق کی ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' اس کا کیا حال ہے۔ آخر اسی کتاب میں حال احوال ڈھونڈتے ہیں۔ بہت ہی سادہ اور سہل زبان میں ایک نعت پر توجہ مرکوز ہو جاتی ہے۔ اس میں فصاحت اور بلاغت کی کمی نظر نہیں آتی :

جب نعت نبی کی ہوتی ہے
وہ داغ گنہ کے دھوتی ہے
جو یادِ خدا میں جاگتے ہیں
کب ان کی قسمت سوتی ہے
ہر بندۂ مومن کی نیکی
جنت کی حدوں کو چھوتی ہے

ہر ساعت یاد بھی آقا کی

بج حُب نبی کے بوتی ہے

ہوتی ہے معافی عصیاں کی

جب آنکھ گنہ پہ روتی ہے

گستاخی شان میں آقا کی

ایمان کی دولت کھوتی ہے

جو یاد نبیؐ میں ٹپکا ہو

وہ قطرہ مناظر موتی ہے

جو یاد نبی مس ٹپکا ہو واقعی وہ قطرہ موتی ہے۔ ایسا موتی جس کی قیمت کائنات میں کوئی ادا نہیں کرسکتا۔ جب تک آنکھیں تر نہیں ہوتیں عبادت میں لطف نہیں آتا۔ میرا (نذیر کا) ایک شعر ہے :

آنکھ میں رونا دیکھنے والو!

دل کا رونا کس نے دیکھا

دل جب روتا ہے تو آسمان بھی لرز جاتا ہے۔ دھرتی متزلزل ہو جاتی ہے۔ پیڑ، پودے، چرند، پرند بھی ماتم کناں نظر آتے ہیں۔ اے صوفی، اے قلندر، اے مست، اے فقیر، اے عابد، اے نذیر ذرا رو کر دیکھ۔ دل کی گداختگی کو بروئے کار لا۔ تنہائی کے دامن کو اشکوں سے چمکا کر دیکھ۔ ایک آنسو ہے تو سب کچھ ہے تیرے پاس :

جو یاد نبی میں ٹپکا ہو ☆ وہ قطرہ مناظر موتی ہے

یہ آنسو کتنے روپ بدلتا ہے۔ کتنے رنگ دھارتا ہے۔ کتنے رخ اختیار کرتا ہے۔ ایک آنسو کی کتنی سوغاتیں ہیں۔ کتنی قسمیں ہیں۔ مناظر عاشق کی نعت کا یہ مقطع اس کا ثبوت ہے :

مناظر! جو گناہوں پر بہائے

ہر اک قطرہ نظر آتا گہر ہے

اسی نعت کا یہ شعر بھی ملاحظہ کریں :

چلا ہوں لے کے نذرانہ بس اتنا
کہ آنکھیں نم ہیں، کچھ دامن بھی تر ہے

اپنے آقاؐ کے حضور اس سے عمدہ اور کیا نذرانہ ہو سکتا ہے۔ آنکھیں رو رہی ہیں، دامن کچھ بھگا ہوا ہے۔ ایسی حالت والوں پر ہر حال میں رحم کیا جاتا ہے۔ خود کو آنسو بنا کے دیکھ۔ زندگی بیش بہا موتیوں سے بھر جائے گی۔ یہ موتی آخرت میں بہت کام آئیں گے۔ تُو بڑا امیر ہے، کبیر ہے، بادشاہ ہے۔ تیرے دامن میں آنسوؤں کے موتی ہیں۔ تیری جاگیر کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ یہ آخرت کا بازار ہے۔ خرید لے جو خریدنا چاہتا ہے۔ سب سے بڑا تاجر آج بازار لگائے بیٹھا ہے۔ ایسے میں تجھے خریداری کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ خرید لے۔ جو چاہے خرید لے۔ بس خریدتا جا!

تفکیری سر دکار، اظہاری پیکر بنا ہی رہا تھا کہ لیجئے، مناظر صاحب سے رابطہ ہو گیا۔ میں نے ہوٹل میں لگی آگ سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا "میں مسجد حرم میں تھا۔ مجھے تو خبر بھی نہیں تھی۔ میرے بیٹے ذی شان فیصل نے دوحہ (قطر) سے فون کر کے بتایا۔ اب آپ دریافت کر رہے ہیں۔ یہ عزیزیہ کے ایک ہوٹل میں ہوا۔ ہم گرین میں ہیں۔ لوگوں کی زبانی خبریں مل رہی ہیں کہ آگ بہت بھیانک تھی لیکن حکومت کے عملے نے ایک ہزار سے زیادہ ایشیائی عازمین کو بحفاظت محفوظ جگہ پر پہنچا دیا ہے۔ اور ایک کے مرنے کی بھی خبر ہے۔"

زندگی حادثوں سے دوچار ہوتی رہتی ہے۔ یہ بات پہلے بھی لکھی جا چکی ہے۔ بعض ملکوں، شہروں، بستیوں، محلوں اور گلیوں میں حادثات کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں جاری رہتا ہے۔ مکہ مکرمہ بھی اس سے محفوظ نہیں۔ یہاں جو بھی حادثہ ہوتا ہے اپنے پیچھے زندگی کی بہت سی علامتیں چھوڑ جاتا ہے۔ قدرت اپنا کام کرتی ہے۔ اسے دنیا کا نظام ہر حال میں چلانا ہی ہے۔

آخر کعبۃ اللہ کیا ہے۔ مسلمان کیوں اس کی جانب دوڑے دوڑے چلے جاتے ہیں۔ پوری دنیا سے لوگ جاتے ہیں۔ یہ ایسا سفر ہے جس میں پاؤں کے چھالے نہیں دیکھے جاتے۔ ہونٹوں کی پیاس نہیں دیکھی جاتی۔ قویٰ کا اضحلال نہیں دیکھا جاتا۔ ہمت کی پائمالی نہیں دیکھی جاتی۔ آیئے، دیکھتے ہیں کعبہ کے بارے میں علامہ محمد معز الاسلام کیا کہتے ہیں:

’’کعبہ ایک بلند و بالا، سیاہ غلاف میں ملبوس پُرشکوہ چوکور عمارت کا نام ہے۔جس کے در و دیوار اور چار کونے ہیں۔اور وہ حرم شریف کے صحن کے درمیان بنا ہوا ہے۔مگر حقیقت یہ ہے کہ اصل کعبہ وہ نہیں ہے جو ظاہر بیں آنکھوں کو نظر آتا ہے بلکہ اصل کعبہ وہ ہے جسے اہل حقیقت دیکھتے ہیں۔اصل کعبہ اس مقام یا جگہ کا نام ہے جہاں یہ کعبہ کھڑا ہے۔یہ جگہ شروع ہی سے مرکز انوار ہے۔اگر یہاں موجودہ عمارت اور اس کے در و دیوار نہ ہوتے تو بھی یہ جگہ کعبہ ہوتی اور لوگوں کو حکم ہوتا کہ وہ اس کا حج کریں۔

یہی وجہ ہے کہ جب طوفان نوح کے بعد یہ جگہ ریت میں دب گئی اور اس جگہ صرف ایک سرخ ٹیلہ رہ گیا تھا اور لوگوں کے لئے جگہ کا تعین مشکل تھا تو اس وقت بھی یہاں کا حج کیا جاتا تھا۔انبیاء کرام کو یہ حکم تھا کہ وہ خصوصی طور پر یہاں پہنچیں اور حج کے مناسک ادا کریں۔مظلوم فریاد لے کر یہاں پہنچتے اور دعا کرتے تو وہ قبول ہوتی تھی۔خواص کو یہاں کعبہ کی خوشبو مل جاتی تھی۔اس لئے در و دیوار اور عمارت نہ ہونے کے باوجود کعبہ یہاں موجود تھا، جو لوگ نور ولایت سے سرفراز ہیں اور عرف عام میں انہیں اولیاء اللہ کہا جاتا تھا اصل کعبہ کی ہی زیارت کے لئے آتے ہیں۔اگر وہ اسے نہ دیکھ سکیں تو سراپا فریاد بن جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اس کا دیدار کرایا جائے۔‘‘

(انقلاب۔ممبئی۔۱۹ر ستمبر ۲۰۱۵ء۔صفحہ۔۶)

مناظر عاشق ہرگانوی نے سفر حج پر روانگی سے قبل ہی کعبہ کی عظمت اور بزرگی کو محسوس کر لیا تھا۔ اس سلسلے کے دو شعر ملاحظہ کریں :

روئے زمیں پہ سب سے بڑا یہ آستاں ہے اک
اور رہے گا دائم ایسا انشاء اللہ
اپنے خدا سے پائیں حضوری کا جو اجازہ
پیش نظر ہو جلوۂ کعبہ انشاء اللہ

ایک اور شعر، جس میں دعائیہ اسلوب کی جھلک ہے، ملاحظہ کریں :

طواف کعبہ کی کثرت میسر ہو ہمیں یا رب
سعادت پائیں اسود چوم لینے کی خدا چاہے

مناظر صاحب اوران کی اہلیہ محترمہ فرزانہ پروین کو خدا نے یہ دن دکھایا۔ کبھی وہ مدینہ سے بول رہے ہیں، کبھی حرم خاص سے بول رہے ہیں۔ کبھی کبھی نمازوں کی ادائیگی سے پہلے بول رہے ہیں۔ کبھی نمازوں کی ادائیگی کے بعد بول رہے ہیں اور کبھی کعبۂ اللہ کے طواف کے بعد بول رہے ہیں۔ اپنی گویائی کا بہترین استعمال کررہے ہیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ میں دعاؤں میں برابر کا شریک ہوں۔ اگرچہ میں نہ طواف میں شریک ہوں نہ سعی میں شامل ہوں۔ نہ نمازوں کی صف میں موجود ہوں۔ لیکن "برزبان مناظر" میرا ذکر وہاں برابر ہورہا ہے۔ یہ سعادت بھی بہت ہے۔

بچپن میں کسی میلادی کی زبانی سنا ہوا نعت کا ایک مطلع پہلے بھی یاد آیا تھا، اب بھی یاد آرہا ہے اور تاحیات یاد آتا رہے گا :

دکھا دے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے

وہاں پر رات دن مولا تری رحمت برستی ہے

کسی کا یہ مطلع بھی یاد آرہا ہے :

جو حرم کے قریب رہتے ہیں

سب کے سب خوش نصیب رہتے ہیں

اور بقول مناظر عاشق ہرگانوی...... بلکہ یہ مکمل نعت مبارکہ میرے دل کی پکار ہے۔ میرے خوابوں کی تعبیر ہے۔ میرے دلی جذبات کی غماز ہے۔ میری تمنا ہے۔ میری آرزو ہے۔ میرا ارمان ہے۔ اے خدا اس خواب کو یقین بنادے۔ یہ میرے درد کی دوا ہے۔ میرے زخموں کا مرہم ہے۔ میرے دکھ کا علاج ہے۔ یہ میرے زخمی ہونٹوں کی فریاد ہے اور میرے ٹوٹے ہوئے دل کی آواز ہے ۔ میں اسے بار بار پڑھ رہا ہوں۔ حالانکہ قبل مثال دے چکا ہوں لیکن ایک بار پھر دہرانا چاہتا ہوں :

ہر دن ہے نگاہوں میں مدینے کا تصور

ہر رات ہے خوابوں میں مدینے کا تصور

مصرعوں میں بسی ہوتی زیارت کی تمنا

جھلکے مرے شعروں میں مدینے کا تصور

افکار مرے چومتے روضے کو نبیؐ کے
تابندہ ہے لفظوں میں مدینے کا تصور
لبیک کا منظر بھی تو میں دیکھ لوں یارب!
ہے سانس کے تاروں میں مدینے کا تصور
وہ بدر کا میدان ، احد کی وہ پہاڑی
خندق کے حصاروں میں مدینے کا تصور
ہو جائے موافق بھی مہاجر کے لئے وہ
آقا کی دعاؤں میں مدینے کا تصور
اللہ ! مناظر کو دکھا شہر نبیؐ تو
ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور

آج ۲۴ر ستمبر ہے۔ خبر پڑھی اور دیکھی کہ منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارتے وقت بھیانک بھگدڑ مچ گئی۔ زائرین ایک دوسرے پر گر پڑے۔ ۷۱۷ حاجی شہید ہوئے۔ آٹھ سو سے زائد زخمی ہسپتال میں پڑے ہیں۔ پوری خبر اس طرح ہے :

''مکہ مکرمہ (ایجنسیاں): حرم مکی میں خراب موسم کے سبب کرین گرنے کے دلخراش سانحہ کے زخم ابھی مندمل بھی نہیں ہو پائے تھے کہ جمعرات کو منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنے کے دوران مچنے والی خوفناک بھگدڑ نے ۷۱۷ر حاجیوں کی جان لے لی جبکہ ۸۶۳ر سے زائد زخمی ہیں۔ شہیدوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ جاں بحق ہونے والوں میں ۴ر ہندوستانی حاجی بھی شامل ہیں جن میں ایک خاتون اور ایک خادم الحجاج ہیں۔ تاہم حکومت سعودی عرب نے ابھی اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔ حادثے کی سنگینی اور زخمیوں نیز شہید ہونے والے عازمین کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر سعودی عرب کے تمام اسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کردی گئی ہے۔

عینی شاہدین کے مطابق شہید اور زخمی ہونے والے حجاج کی بڑی تعداد پیرانہ سال مرد و خواتین پر مشتمل ہے جو دم گھٹنے سے بے ہوش ہو کر گر پڑے اور بعد میں پیچھے آنے والے حاجیوں کے ریلے

کے پیروں تلے کچلے گئے۔ مقامی وقت کے مطابق صبح ساڑے ۱۰ ار سے ۱۱ ربجے کے درمیان حادثے کے بعد ایک طرف بچاؤ کام شروع ہو گیا تھا تو دوسری جانب رمی جمرات کا عمل بھی بلا رکے جاری رہا۔ ادھر منیٰ میں حادثے کے بعد ایمرجنسی ہیلپ لائن نمبر جاری کر دیا گیا ہے۔ سعودی عرب کے محکمہ شہری دفاع کے ترجمان نے بتایا کہ یہ حادثہ اس وقت پیش آیا جب حاجی جمرات پر کنکر پھینکنے کے لئے شارع نمبر ۲۰۴ ر اور ۲۲۳ ر کے سنگم پر موجود تھے اور اچانک ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ حاجیوں کی بڑی تعداد کی وجہ سے بھگدڑ مچ گئی جس کے نتیجے میں بہت سے حاجی زمین پر گر گئے اور کچلے جانے کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ واقعہ کے فوراً بعد سعودی شہری دفاع اور ہلال احمر کے اراکین جائے حادثہ پر پہنچ گئے اور انھوں نے مزید حاجیوں کو اس طرف آنے سے روک دیا۔ خبر لکھے جانے کے وقت بھی جائے حادثہ پر امدادی کاروائیاں جاری ہیں جبکہ حکام کا کہنا ہے کہ ۴ ر ہزار کے قریب امدادی کارکن اور ۲۲۰ ر ایمبولنس بچاؤ اور راحت پہنچانے کے آپریشن میں حصہ لے رہی ہیں۔ ڈائرکٹر جنرل آف حج آپریشنز ابو عاکف نے بتایا کہ زخمیوں کو جائے حادثے سے نکالنے کا کام تو مکمل ہو چکا ہے اس کے باوجود جائے حادثے پر تلاشی لی جا رہی ہے تاکہ کوئی زخمی باقی نہ رہ جائے۔ محکمہ شہری دفاع کے ٹویٹر اکاؤنٹ سے جاری ہونے والے بیان کے مطابق حادثہ منیٰ کی شاہراہ نمبر ۲۰۴ ر پر رونما ہوا۔ زخمیوں کو مکہ کے ۴ ر مختلف اسپتالوں میں منتقل کیا گیا ہے۔

بھگدڑ کے فوراً بعد شہری دفاع کا عملہ متاثرہ علاقے میں مستعد ہو گیا تھا اور حاجیوں کو بھگدڑ سے بچانے کے لئے متبادل راستے کی طرف راہ نمائی کر رہا تھا۔ سوشل میڈیا پر جاری ہونے والی ویڈیوز میں لوگوں کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے جبکہ شہری دفاع اور طبی عملہ متاثرین کو مدد فراہم کر رہا ہے۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ جمعرات کو صبح ۷ ر بجے حادثے والی سڑک پر موجود سیکوریٹی اہلکار حاجیوں کو تنگ سڑک پر داخل ہونے سے روکتے رہے مگر انہیں کامیابی نہیں ملی۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ افریقی ملکوں سے تعلق رکھنے والے حجاج حادثے کا سبب بنے۔ واضح رہے کہ حاجی رمی جمرات کی سنت کی ادائی کے بعد قربانی کا فریضہ ادا کرتے ہیں اور پھر سر کے بال منڈواتے ہیں۔“

آٹھ دس دن میں چار بڑے حادثے۔ اللہ کی پناہ۔ بہت پہلے ایک مصرع کسی کا سنا تھا۔ یاد آ گیا:

حیات مانگ کے لائیں گے ہم مدینے سے

حج کے دوران یہ جان لیوا حادثے مکہ مکرمہ ہی میں کیوں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کیا مصلحت ہے۔ کچھ حاجی حج کے دوران موت کی تمنا کرتے ہیں۔ معلوم نہیں کس کی دعا قبول ہوئی اور اتنے سارے حاجی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ یہ اللہ کے مہمان۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ کے سپرد ہو گئے۔ رحمت کے سائے میں ان کی تدفین ہوئی ہوگی۔ ایک مسلمان کے لئے اس قسم کی موت حیات جاوداں بن جاتی ہے۔

دو پہر ڈھل جانے کے بعد میں نے مناظر صاحب کو فون لگایا۔ اس خبر نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔ معلوم نہیں جناب کس حال میں ہیں۔ لاکھ کوشش کے باوجود فون سے رابطہ نہ ہو سکا۔ تار سے تار نہیں جڑے۔ دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔ بعد نماز عصر مناظر صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے بتایا کہ جب ہم شیطان کو سنگسار کر کے آگے بڑھے اور ابھی احاطہ سے باہر آئے ہی تھے کہ بھگدڑ مچ گئی۔ پانچ منٹ کی تاخیر ہو جاتی تو لاکھوں لوگ ہمیں کچل کر آگے بڑھ جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔ ہم محفوظ رہے۔

مجھے مناظر صاحب کی نعت کا ایک شعر یاد آ رہا ہے جو دراصل دعائیہ شعر ہے :

اب اس پہ فضل خاص تو فرما دے اے خدا
آشفتہ حال آج ہے امت رسولؐ کی

راقم الحروف بھی اس دعا پر آمین کہتا ہے۔ آج امت رسولؐ جہاں جہاں بھی ہے ہر جگہ پریشانی میں مبتلا ہے۔ نہ اب چین و عرب ہمارا نہ ہندوستاں ہمارا۔ ہر ہاتھ میں خنجر ہے اور اس کا رخ ہماری طرف ہے۔ گردش حالات نے ہمارے اطراف حصار کھینچ دیا ہے۔ ہم مقید ہو کر رہ گئے ہیں۔ اے رب کریم! ہماری حفاظت فرما۔ آمین۔ ثم آمین!! (عیدالاضحیٰ۔ بروز جمعہ۔ ۲۵ر ستمبر ۲۰۱۵ء)

◆◆◆

Editor "Asbaque", 230-B-102, Viman Darshan, Sanjay Park,
Lohgaon Road, Pune- 411032 (M.S.)

ڈاکٹر فراز حامدی

مناظر عاشق ہرگانوی کے حجلۂ درویشی میں

مجھے تو یہ کل پرسوں کی بات لگتی ہے جبکہ پچاس ساٹھ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ میری پہلی کتاب ''دیارِ مدینہ'' کے نام سے ماہ جون ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی جو نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ یعنی میں نے کتابوں کا سلسلہ ''تقدیسی شاعری'' سے شروع کیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ آج راقم الحروف کی بہت سی نظم ونثر پر مشتمل کتابیں اشاعت پذیر ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں اور ان کو عالمی سطح پر پذیرائی بھی ملی ہے۔

میرے پیش رو اور کرم فرما محترم پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی نے اپنی دو ڈھائی سو منظوم و منثور کتابوں کی اشاعت کے بعد اردو دنیا کو ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کا دیر آید درست آید کے بطور جواز پیدا کیا، وما توفیقی الذ باللہ۔

ویسے تو بقولِ ماہر القادری۔

کہنے کو نعت حضرتِ عالی وقار کی\
منہ میں زبان چاہئے پروردگار کی

کیوں کہ نعت گوئی کوئی بازیچۂ اطفال نہیں بلکہ پُل صراط پر چلنے کے مترادف ہے۔ جس میں ہر ایک قدم پھونک کر رکھنا ہوتا ہے۔ لیکن ان دنوں نعت گو شعراء کی باڑھ سی آگئی ہے جو اس راہ دشوار میں بے خوف وخطر ہو کر اپنی جولائی فکر کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔ آج کل ادبی رسائل بھی نعتیہ کلام اولین صفحہ پر شائع کرنے لگے ہیں۔ یعنی نعتیہ کلام کی تخلیق اور نشر واشاعت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی کا یہ نعتیہ مجموعہ ۲۰۱۵ء میں بھی منشۂ شہود پر نہیں آتا۔ وہ تو خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مدینے سے بلاوا آ گیا۔ ''گفتنی'' میں اس کتاب کی اشاعت کا سبب انہوں نے خود یوں بیان کیا ہے :

''میں نے نعتیہ شاعری بھی کی ہے۔ مجموعہ چھپوانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس سال ۲۰۱۵ء میں اپنی بیگم فرزانہ پروین کے ساتھ حج پر جارہا ہوں۔ خدا قبول کرے۔''

چلو اچھا ہوا کہ کثیرالجہات شاعر و ادیب کی اس طرح ایک جہت اور روشن ہو گئی۔ ''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' میں مناظر عاشق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ثنا میں رطب اللسان تو ہیں ہی مگر ان کے شاعرانہ جوہر بھی خوب کھلتے ہیں۔ ان کی نعت گوئی کیسی ہے اور وہ کن خصوصیات کی حامل ہے اس کے بارے میں خود انہوں نے تحریر کیا ہے :

''میری نعت گوئی میں تازگی فکر، شدت احساس، دل کشی، دل دوزی اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ضرور ہے۔ میری نعت گوئی میں جذبِ دروں ہے، مرتعش بصیرت ہے اور سوز دروں بھی ہے......''

کیونکہ نعت گوئی دماغ سے نہیں دل سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے ان کے ذوقِ نعت گوئی میں عقیدت مندی کا اظہار بڑے دلکش انداز میں ہوا ہے۔ چمن زارِ نعت میں مناظر عاشق کس طرح محوِ خرام ہیں جستہ جستہ اشعار میں انکی سلاست و روانی دیکھیں:

- ثانی کوئی ہوا ہے نہ ہوگا حضورؐ کا — قد ہے بلند، مرتبہ اعلیٰ حضور کا
- تخلیقِ کائنات کی غایت حضورؐ ہیں — سر پر ہے جن کے تاج رسالت حضورؐ ہیں
- کوئی کم علم کیا سمجھے نبی کا مرتبہ کیا ہے — خدا ہی جانتا ہے کہ مقام مصطفیٰ کیا ہے
- قیامت میں محمدؐ کی محبت کام آئے گی — عبادت کام آئے گی نہ طاعت کام آئے گی
- آپ اُمت کے ہیں غمخوار مدینے والے — کس طرف جائیں گنہ گار مدینے والے

یہ اشعار غزل کے پیرایہ میں ہیں اور میں نے جان بوجھ کر 'مطالع' ہی پیش کئے ہیں کیونکہ دراصل مطلع ہی شاعر کے شعری وصف کو بتا دیتا ہے۔ مناظر عاشق نے اپنے نعتیہ اشعار میں کوئی ادق

الفاظ کا استعمال نہیں کیا ہے، ہلکے پھلکے لفظوں اور صاف سبک لہجہ میں انہوں نے اپنی بات برملا کہہ دی ہے۔ ان اشعار سے عام آدمی بھی لطف و سرور حاصل کر سکتا ہے۔ ترسیل اور ابلاغ و اظہار میں کوئی دقت نہیں، آپ کہہ سکتے ہیں کہ معنوی طور پر ان میں کوئی گیرائی و گہرائی نہیں مگر جذبات کی دروں بینی اور سوز و گداز کی شیرینی بہر حال لذت سے ہمکنار کرتی ہے۔

علاوہ ازیں ایک سوچ آگیں طہارت و پاکیزگی خیال کے ساتھ واقعاتی حقائق کو بھی انہوں نے شعری سانچے میں ڈھال کر عہدہ برآ ہونے کی سعی جمیل کی ہے۔ حالانکہ وہ ایک جگہ کہتے ہیں کہ :

وصف و ثنائے کبریا ☆ ممکن نہیں، ممکن نہیں

اسی طرح اوصاف محمدی کا بیان بھی ممکن نہیں مگر عاشقِ رسولؐ ہونے کے سبب انہوں نے واقعہ کو بھی شعری لباس پہنا کر اپنی عقیدت مندی کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں جو ان کی ہنر مندی پر دال ہیں :

معراج مصطفیٰ سے صداقت ہے یہ عیاں ☆ کی جس نے انبیاء کی امامت حضور ہیں

رسول پاک جب تشریف لائے ☆ تو رشکِ طور تھا گھر آمنہ کا

مناظر وہ سلطانِ عالم تھے لیکن ☆ کھدائی میں خندق کی ڈھوتے تھے پتھر

قاتل سے کوئی پوچھے، بسمل وہ بنا کیسے ☆ شمشیر بدست آیا اور شاہ پہ قرباں ہے

اُنگلی کا مصطفیٰ کی اشارہ جو اک ہوا ☆ دو ٹکڑے پھر تو چاند بھی ہوتا دکھائی دے

کیا باہر خدا کے گھر سے جس نے لات وعزیٰ کو ☆ جبیں کو مل گیا کعبہ، درود اس پر، سلام اُس پر

نبوت کی شہادت بھی ہے کیا کیا ☆ ہیں کنکر کلمہ خواں، ٹکڑے قمر کے

اب تو وہ خیر خدا کے فضل و کرم سے مشرف بہ حج ہو کر زیارت حرمین شریفین سے سرخرو ہو چکے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ برسوں سے حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ کے دیدار کی خواہش رکھتے تھے، جا بجا اشعار میں ان کی آرزو مندی جھلکتی ہے اور مختلف پیرایوں میں انہوں نے اس کا اظہار بھی کیا ہے۔ مثلاً :

- نظر عاشق کی ہو اور روضۂ اقدس کی جالی ہو ☆ تمنا مضمحل سی ہے مگر گفتار طولانی
- لبیک کا منظر بھی تو میں دیکھ لوں یا رب ☆ ہے سانس کے تاروں میں مدینے کا تصور
- روضے پہ حاضری ہو کروں پیش میں سلام ☆ دل میں یہی ہے آرزو، ارمان مصطفیٰ
- طواف کعبہ کی کثرت میسر ہو ہمیں یا رب! ☆ سعادت پائیں، اسود چوم لینے کی خدا چاہے
- وہی جاتے ہیں مکّے اور مدینے ☆ محمد مصطفیٰ جن کو بلائے
- پڑھیں روضے پہ نعت ان کے مناظرؔ ☆ خدا جلدی ہمیں وہ دن دکھائے

مناظر عاشق ہرگانوی نے فی الحقیقت اپنے عقیدت واحترام بھرے جذبات واحساسات کو مقدس الفاظ کے قالب میں ڈھال کر جو سرمایۂ سخن لٹایا ہے وہ لائق تحسین وتبریک ہی نہیں بلکہ باعث توقیر وتعظیم بھی ہے۔ انہوں نے توفیق خداوندی سے یہ سعادت حاصل کی ہے۔ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کی کتاب واقعی ایک کیف آگیں اور روح پرور کتاب ہے جس میں مناظر عاشق ہرگانوی نے بارگاہِ رحمت ورسالت میں نذرانۂ عقیدت ومحبت کے طور پر گلہائے سخن پیش کئے ہیں اور یقیناً:

مناظرؔ نے کہیں دو چار نعتیں اس غرض سے ہی
کہ آڑے وقت میں اس کو یہ دولت کام آئیگی

خدا کرے کہ دربارِ رسالت میں اس مجموعے کا ایک ہی شعر قبول ہو جائے تو وہ مناظرؔ کے حق میں وسیلۂ نجات بن جائے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

◆◆◆

123, J.P.Colony, Sector-1, Amani Shah Road,
Shastri Nagar, Jaipur- 302016 (Rajasthan)

سعید رحمانی

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری میں معنوی گہرائی

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کی ہمہ جہت شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ عصر حاضر کی صف اول کے قلمکاروں میں انھیں اس لئے اختصاص حاصل ہے کہ زود گوئی اور بسیار نویسی کے ساتھ ساتھ کثیر التصانیف بھی ہیں۔ اب تک دو سو سے بھی زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی شخصیت، فکر و فن اور ادبی خدمات کے اعتراف میں ۲۷ رکتابیں منظرِ عام پر آ کر اہل ادب سے خراج حاصل کر چکی ہیں۔ اس ضمن میں ناچیز کا خیال ہے کہ اب تک اُردو کے کسی شاعر یا ادیب پر غالباً اتنی تعداد میں کتابیں نہیں لکھی گئی ہیں۔ یہ بھی اپنے اندر ایک ریکارڈ ہے۔

شعر و ادب، نقد و تحقیق اور صحافت میں انھوں نے اپنی بصیرت و بصارت کی جو بلند سطح قائم کی ہے اس کی مثال بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے۔ خصوصاً کوہسار جرنل'' کے ذریعہ اردو میں نئی نئی اصناف کے تجربوں کو فروغ دینے میں ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اس رسالے کے ذریعہ متعدد نئی اصناف کا اضافہ ہوا ہے اور ان کی تحریک پر بیشتر شعرا ان اصناف میں طبع آزمائی بھی کر رہے ہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ اب انھوں نے تقدیسی شاعری کی جانب اپنی توجہ مبذول کی ہے اور بہت ہی قلیل عرصہ میں نعت پاک کا وافر ذخیرہ بھی کر لیا ہے جس کی تصدیق زیر نظر نعتیہ مجموعہ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' سے کی جا سکتی ہے۔ ''گفتنی'' کے تحت انھوں نے قرآن پاک کی مختلف سورتوں کا حوالہ جس تفصیل سے دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نہ صرف قرآن کا گہرا علم رکھتے ہیں بلکہ شریعتِ مطہرہ پر بھی ان کی نظر ہے۔ یہ علم نعت گوئی کے لئے لازمی ہے ورنہ نعت جیسی مشکل صنف میں قدم قدم پر بھٹکنے کا خطرہ رہتا ہے۔

صنفِ نعت جہاں شاعر کے جذبوں کی آئینہ دار ہوتی ہے وہیں عشقِ رسول کے والہانہ اظہار کا وسیلہ بھی ہے اور یہی توشۂ آخرت بھی بنتی ہے۔ اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے میر تقی میر نعت کو ایک اہم صنف تسلیم کرتے ہیں اور ہر دیوان یا مجموعہ کے لئے اسے لازم و ملزوم بھی قرار دیتے ہیں۔ اس بات کا بھرپور اعتراف ان کے اس شعر میں ملاحظہ کریں۔

جلوہ نہیں ہے نظم میں حسنِ قبول کا
دیواں میں شعر گر نہیں نعت رسول کا

یہی وجہ ہے کہ حصولِ سعادت کی غرض سے آج کل تقریباً ہر شعری مجموعہ کی ابتدا حمد و نعت سے کی جا رہی ہے جو ایک قابلِ تحسین بات ہے۔

مجموعے کا نام ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' خود اس بات کا گواہ ہے کہ پروفیسر مناظر صاحب عشقِ رسول سے نہ صرف سرشار ہیں بلکہ ذکرِ رسول کو اپنی سانسوں کا وظیفہ بھی بنا لیا ہے۔ اس میں دو رائے نہیں کہ مناظر صاحب ناقد، محقق، مبصر اور صحافی ہوتے ہوئے بھی شاعری کے جملہ لوازمات سے بخوبی آشنا ہیں۔ اسی لئے ایک جگہ رقمطراز ہیں ''شاعری کا اسلوب، طہارت اور جذبے کی بنیادی ہمکاری اور مختلف تخلیقاتی مراحل سے گزر کر ایک ایسے نقطۂ ارتکاز تک پہنچاتی ہے جہاں حسن اور وجدان کی آمیزش سے صوتی ڈھانچے ماورائی معنی سے ارتباط پیدا کر کے نغماتِ سرمدی بن جاتے ہیں۔''

اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے اس میں اتنا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ خصوصاً نعتیہ شاعری کے لئے شاعرانہ رویہ بے حد ضروری ہے جو تخلیقی قوت، جذبے کی صداقت اور زندگی کی حرارت سے پیدا ہوتا ہے اور یہی وصف نعتیہ شاعری میں نہیں کے برابر ہے۔ چنانچہ اچھی نعتیہ شاعری تو ہو رہی ہے مگر بڑی شاعری اب تک وجود میں نہیں آسکی ہے۔ نعتیہ شاعری میں سپاٹ لہجے کی بجائے اگر استعاراتی پیرایہ اپنایا جائے تو اس میں معنوی گہرائی کے ساتھ ساتھ تہہ داری بھی آئے گی۔ چراغ بطور استعارہ کا استعمال مندرجہ اشعار میں ملاحظہ ہوں :

وہ ایک رات چراغاں ہوا زمانے میں
ہوا بھی ہو گئی شامل دیئے جلانے میں (محشر بدایونی)

جلووں سے جس کے دونوں جہاں جگمگا اٹھے

کس نور کا چراغ یہ کعبہ میں جل گیا (مرزا مائل دہلوی)

یہ دونوں شعر آنحضرت ﷺ کی بعثت پر بطور اظہار مسرت کہے گئے ہیں مگر استعاراتی پیرائے کی بدولت ان کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔

بہرکیف آج کل جو نعتیں کہی جارہی ہیں ان میں شعری محاسن بلاشبہ لائقِ تحسین ہیں۔ پھر جدید لب ولہجہ نے آج کی نعتیہ شاعری کو نیا لباسِ فاخرہ بھی عطا کیا ہے۔ زیرِنظر مجموعہ میں شامل نعتوں کے مطالعہ سے یہ بات ابھر کر سامنے آتی ہے کہ مناظر صاحب ایک سچے اور پکے مسلمان ہیں۔ اپنے دل میں اللہ کے تئیں جذبۂ بندگی اور اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ سے دلی وابستگی رکھتے ہیں۔ اور جب محبت اور عقیدت کی خوشبوؤں سے معطر لفظوں کے ذریعہ معنی کے گل بوٹے کھلاتے ہیں تو ان کے نعتیہ اشعار قاری کے مشامِ جاں کو مہکانے لگتے ہیں۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کے مقام ومرتبہ کی شوکت و عظمت، اوصافِ حسنہ، خوش خلقی، عفوودرگزر اور پرکشش شخصیت پر مبنی ان کے مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیں :

- ہر شئے میں ان کا نام ہے اس کائنات کی ☆ خلقِ خدا سے رشتہ ہے کیسا حضور کا
- امام الانبیاء فخرِ رسل ہے ذات ان کی ☆ کہ ان کے جیسا محبوبِ خدا کوئی نہیں
- وہ جس کے دور نے دورِ جہاں بدل ڈالا ☆ زمیں کا ذکر ہی کیا آسماں بدل ڈالا
- مثال ایسی نہیں تاریخ میں کوئی ہے اب تک ☆ کہ بخشی دشمنوں کو آپ نے جیسی اماں ہے
- قاتل سے کوئی پوچھے، بسمل وہ بنا کیسے ☆ شمشیر بدست آیا اور شاہ پہ قرباں ہے

یوں تو یہ بھی اشعار شانِ محمد کی واضح تصویر پیش کرتے ہیں مگر آخری شعر میں بلا کی تہہ داری ہے اور معنوی گہرائی بھی جو حضرت عمر فاروقؓ کی تالیفِ قلب کا اشاریہ ہے۔

سرکارِ دوجہاں سے عقیدت ومحبت کا جذبہ ہر سچے مسلمان کے دل میں بدرجۂ اتم موجود ہوتا ہے۔ اس ضمن میں مناظر صاحب کی سرشارانہ کیفیت ملاحظہ ہو :

- اس زندگی کا مقصدِ اعلیٰ دکھائی دے ☆ وقتِ اجل حضور کا جلوہ دکھائی دے

● وابستہ در سے خود کو مناظر نبی کے رکھ☆اس درس گہہ کا ادنیٰ بھی اعلیٰ دکھائی دے

● غلامیِ غلامانِ نبی سے کامراں ہوں گے☆محمدؐ کے گھرانے سے عقیدت کام آئے گی

جس کے دل میں نبی آخرالزماں کا عشق جاگزیں ہو وہ شہرِ نبی کا بھی دیرینہ عاشق ہوتا ہے اور اس کے دیدار کے لئے اپنے دل میں مسلسل تڑپ محسوس کرتا ہے۔ یہی حال مناظر صاحب کا بھی ہے۔ یہی عشق رسول اور دیدارِ مدینہ کی تڑپ کا جذبہ ہے جس کی بنا پر وہ نعت گوئی کی طرف مائل ہوئے اور ساتھ ہی حج بیت اللہ کا ارادہ بھی کرلیا۔ یہ چند اشعار ان کے جذبِ دروں کا اظہار یہ ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

● اللہ مناظر کو دکھا شہر نبی تو
ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور

● چلا ہوں لے کے نذرانہ بس اتنا
کہ آنکھیں نم ہیں، کچھ دامن بھی تر ہے

ان اشعار کی روشنی میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول کرلی ہے اور مناظر صاحب نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرلی ہے۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ دیدارِ مدینہ کی آرزو ان کے دل کی آواز تھی جسے اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا۔

اس میں شک نہیں کہ نعت گوئی ایک مشکل صنف ہے۔ اس کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ الوہیت اور نبوت میں حدِ فاصل قائم رہے اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جیسی عظیم ہستی اپنے محبوب کی ثناخواں ہو تو پھر ایک ادنیٰ بشر میں کہاں یہ مجال کہ اس کے محبوب کی ثناخوانی کرسکے۔ مناظر صاحب کو بھی اس کا ادراک ہے لہذا کہتے ہیں۔

مدحت کا ان کی کیسے بشر سے ہو حق ادا
خود جب خدا نبی کا ثناخواں دکھائی دے

تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زیرِ نظر مجموعہ میں شامل نعتِ پاک نہ صرف فنی کسوٹی پر پوری اترتی ہیں بلکہ شرعی حدود سے متجاوز بھی نہیں ہیں۔ بلا تامل کہا جاسکتا ہے کہ انھوں نے نعت کی

جملہ خصوصیات کا اظہار فنی رچاؤ کے ساتھ کرنے کی کامیاب سعی کی ہے۔ اور اس میں وہ سرخرو گزرے ہیں۔

نعت گوئی کارِ ثواب بھی ہے اور وسیلۂ نجات بھی۔ اسی خیال پر مبنی ان کے اس شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

مناظر نے کہیں دو چار نعتیں اس غرض سے ہی
کہ آڑے وقت میں اس کو یہ دولت کام آئے گی

◆◆◆

Editor "Adabi Mahaz" Quarterly, Deewan Bazar,
Cuttack - 753001 (Odisa)

علیم صبا نویدی

مناظرِ عاشق ہرگانوی کی نعت میں نور انگیزی

لفظِ نعت کے لغوی معنی تعریف کے ہیں مگر اصطلاحِ شاعری میں حضور اکرم سرور کائنات کی مدح سرائی یا آپؐ کے اوصافِ حمیدہ اور آپؐ سے دلی وابستگی کو بصد خلوص وعقیدت نذرانہ پیش کرنے کا نام ''نعت'' ہے۔

اردو ادب کے مشہور ومعروف محقق اور نقاد مدیر ''نگار'' پاکستان کا بیان ہے کہ ''نعت'' حضورِ اکرم کی ایسی ثناخوانی ہے جو آپ کی ذاتی خصوصیات پر مشتمل ہو۔''

اگر ہم عہدِ نبوی کے نعت گو شعراء مثلاً حسان بن ثابت، حضرت کعب ابن زہیر، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی نعتوں کا مطالعہ کریں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کی نعتوں میں خود اپنی حالتِ زار کا ذکر بھی ہے اور حضورِ اکرمؐ سے استعانت کی درخواست بھی۔

حضرت کعب ابن زہیر کا ''قصیدۂ بانت سعاد'' جو نعت ہی کے روپ میں تھا جس کو سن کر حضور اکرمؐ نے اپنی چادر مبارکہ سے حضرت کعب بن زہیر کو نوازا تھا جس میں کعب ابن زہیر نے حضورِ اکرم کی ارفع واعلیٰ صفات اور خصوصیات کے روشن نقوش پیش کیے تھے۔

اردو ادب میں نعت گوئی کی تاریخ شاہد ہے کہ عربی زبان میں سب سے پہلے نعتِ شریف حضرت ابو طالبؑ نے کہی تھی اور نعت گوئی کا سلسلہ عہد نبوی ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ اس عہد کے نعت گو شعراء میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نام قابل ذکر ہیں۔

مندرجہ بالا نعت گو شعراء کی نعتوں کا ذکر اور ان کا کلام ماہنامہ ''نقوش'' لاہور کے ''رسول نمبر''

میں موجود ہے۔

پروفیسر محمد اقبال جاوید کا بیان ہے کہ ہر امتی کو اپنے نبیؐ پاک کی اطاعت واتباع کا پیکر ہونا چاہئے اور نعت شریف کہنے والوں کو دوسرے عام افراد کی نسبت زیادہ پابندی کرنی چاہئے کیونکہ وہ نعت رسول کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور اس دعویٰ کا اعلان بھی کرتا ہے تو اس کا اپنا ظاہر و باطن اس دعویٰ پر دلیل ہونا چاہئے ورنہ یہ دعویٰ صرف زبانی کلامی میں شمار ہوگا (مطبوعہ ''آدابِ نعت'' کراچی ۲۰۰۴ء ص۔۱۹۴) پروفیسر اقبال جاوید کے بیان اور دعویٰ کی دلیل کی بہت ساری شہادتیں مندرجہ بالا شعراء میں نمایاں ہیں۔

مسرت اس بات کی ہے کہ عہد نبوی میں شاعرِ رسولؐ حسان بن ثابت نے محبوبِ کبریا کے حسنِ ظاہری اور جمال باطنی کا ذکر اس خوبصورت انداز سے کیا ہے کہ قلم اور کاغذ مشک بار ہو گئے ہیں۔

عہدِ نبوی کا عظیم ترین عطیہ یہ ہے کہ شہنشاہِ عربؐ نے مدینہ منورہ کو ''طیبہ'' کے نام سے سرفراز کیا ہے۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز گلبرگہ کے مقدس شہر کے ایک نعت گو شاعر وحید انجم کی آرزو طیبہ سے متعلق کیا ہے، دیکھئے۔

مجھے زیارتِ طیبہ نصیب ہو جائے ☆ قبول دل کی تمنا حبیبؐ ہو جائے

محققینِ ادب نے نعت کا پہلا شاعر محمد قلی قطب شاہ معانؔی کو بتایا ہے مگر سچائی یہ ہے کہ محمد قلی قطب شاہ معانؔی سے بہت پہلے ہمیں عہدِ سلاطین بہمنی میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی تخلیقات میں نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ جس کا ذکر ڈاکٹر محمد علی اثر نے اپنی کتاب ''انکشافات'' (مطبوعہ ۲۰۱۲) میں کیا ہے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز کے بعد عادل شاہی، قطب شاہی، نظام شاہی اور برید شاہی دور میں جہاں اس دور کے شعراء نے نعت نویسی کی طرف خاص توجہ دی ہے وہیں عہدِ ولا جاہی کے شعراء میں شاہ ترابؔ ترنا ملی، ولؔی ویلوری، قربؔی ویلوری، نامؔی آرکاٹی، آشمہؔ آرکاٹی، مذنبؔ آرکاٹی، اماؔنی پلی کنڈوی، فرحتؔ ترچنا پلوی، نواب مبشر النساء حیاؔ آرکاٹی، عاجزؔہ ترچنا پلوی نے اپنے اپنے مجموعوں میں نعتیں پیش کی ہیں جن میں حضورِ اکرم سے ان کا قلبی اور روحانی وابستگی کا پُر نور نقشہ

سامنے آتا ہے۔

فی الحال میرے پیشِ نظر عالمی شہرت یافتہ شاعر، نقاد، ادیب اور افسانہ نگار پروفیسر مناظرؔ عاشق ہرگانوی کا نعتیہ مجموعہ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' ہے جو اپنی منور سانسوں سے میری ذہنی فضا کو نور انگیز کر رہا ہے۔

مناظرؔ کا کمالِ فن یہ ہے کہ موصوف نے تمام اصنافِ سخن میں فنی نکات اور پابندیٔ فکر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کامیاب شعری اثاثہ دنیائے ادب کو دیا ہے۔

مناظرؔ کی نعتوں کے مطالعہ نے راقم کو اتنا احساس تو ضرور دلایا ہے کہ ان کے لاشعور میں نورانی نعتوں کا جذبہ برسوں سے پوشیدہ تھا لیکن اسے شعور تک پہنچنے اور قرطاس کی زمین پر قدم رکھنے میں تقریباً ساٹھ سال کا وقفہ لگا ہے۔ اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ مناظرؔ کے اندر کا جذبۂ نعت نویسی برسوں سے درودِ اسمِ محمدؐ میں محو رہا ہے جس کا اظہار موصوف نے یوں کیا ہے:

- بھیجوں درود اُسؐ پہ مناظرؔ نہ کیوں بھلا — واقع مرے غموں کا محمدؐ کا نام ہے
- درود و سلام اپنے پیارے نبیؐ پر — جو ہیں سب سے اعلیٰ و بالا و برتر
- عمل روزِ محشر یہ کام آئے گا — درود اُنؐ پہ بھیجو مناظرؔ مدام

محمدؐ شناسی سے خدا شناسی کی منزل تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ایک طویل عمر کے ساتھ ساتھ مقاماتِ محمدی کو سمجھنے کا درک لازمی ہے۔ اس سلسلے میں مناظرؔ کیا کہتے ہیں دیکھئے۔

کوئی کم علم کیا سمجھے نبی کا مرتبہ کیا ہے ☆ خدا ہی جانتا ہے کہ مقامِ مصطفےٰ کیا ہے

پھر مدحتِ رسولِ اکرمؐ سے متعلق مناظرؔ کا یہ شعر بھی پڑھئے۔

مدحت کا اُن کی کیسے بشر سے ہو حق ادا ☆ خود جب خدا ثنا خواں نبی کا دکھائی دے

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کی رائے ہے کہ معراج کے تعلق سے دورِ قدیم کے شعراء نے بہت سی خیالی باتیں مشہور کر دی تھیں۔ مولانا باقر آگاہ ویلوری نے ان کی تردید کی اور صحیح حالات نظم کر کے اصلاحی اور تبلیغی دونوں خدمات انجام دیں۔ مناظرؔ نے بڑے اچھے انداز سے معراج کی تصویر کھینچی ہے جو معراجِ عظمتِ محمدیؐ کی روشن قندیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

● ہمارے لیے لائے معراج سے جو☆ نماز ایسا تحفہ ہے پیارے نبی کا

● محبوب کبریا ہیں اسی کا ہے یہ ثبوت ☆ معراج میں جو عرش پہ مہماں رسول ہیں

● معراج مصطفیٰ سے صداقت ہے یہ عیاں ☆ کی جس نے انبیاء کی امامت حضورؐ ہیں

مناظرؔ کے بعض نعتیہ اشعار کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ مناظر نے روضۂ اقدس کے ایک گوشے میں بیٹھ کر یہ اشعار تحریر کیے ہیں جن میں حضورِ اکرمؐ کی بے پناہ محبت اور بیکراں عقیدت کی خوشبو ہر لفظ سے عکس ریز ہے۔

● محمدؐ سرِّ لفظِ کن، محمدؐ نور یزدانی ☆ بنائے بزمِ دو عالم، بقائے نظمِ حقانی

● تخلیقِ کائنات کی غایت حضورؐ ہیں ☆ سر پہ ہے جن کے تاجِ رسالت حضورؐ ہیں

● اہلِ جہاں کے واسطے ہیں رحمتیں تمام ☆ بے شک ہمارے درد کا درماں رسولؐ ہیں

مناظرؔ کی غیر معمولی صلاحیتوں کا ماخذ ومنبع یہ ہے کہ موصوف نے نئی نئی زمینوں میں نئے نئے قافیہ، نئی نئی ردیفیں نعتیہ شعری ادب کو دی ہیں۔ ان کی فکری تراش وخراش ان کی تمام ترنعتوں میں جلوہ افروز ہے۔

● ہر دن ہے نگاہوں میں مدینہ کا تصور ☆ ہر رات ہے خوابوں میں مدینہ کا تصور

● زباں پر سدا ہے محمدؐ کا نام ☆ وظیفہ بڑا ہے یہی لا کلام

● سکونِ قلب ونظر ہے رسول پاک کا نام ☆ دوائے دردِ جگر ہے رسول پاک کا نام

● اب جائیں گے ہم بھی مدینہ انشاءاللہ ☆ روضۂ آقا، بانم دیدہ، انشاءاللہ

● اس زندگی کا مقصد اعلیٰ دکھائی دے ☆ وقتِ اجل حضورؐ کا جلوا دکھائی دے

● جب بھی کبھی پڑھا ہے صلی علیٰ محمدؐ ☆ ہر درد مٹ گیا ہے صلی علیٰ محمدؐ

ایک جگہ مناظرؔ کا پاکیزہ جذبہ وفکر محرابِ عظمت دل ودماغ سے نکل کر حضورِ اکرمؐ کے روضۂ اقدس کو چومنے لگتا ہے۔

افکار مرے چومتے ہیں روضے کو نبیؐ کے ☆ تابندہ ہے لفظوں میں مدینے کا تصور

مناظرؔ نے حضورِ اکرمؐ کی نورانی عظمتوں کا احاطہ یوں کیا ہے۔

● جہانِ فکر پر چھائی ہوئی ہیں ظلمتیں ہر سو ☆ محمدؐ عالمِ افکار میں قندیل نورانی

● محمدؐ شوکتِ صبر و شکیب و عزم و دانائی ☆ محمدؐ پیکرِ نوری، شکوہِ روحِ عرفانی

● وہ جس کے نور نے بخشا ہے نور آنکھوں کو ☆ زمینِ شاہِ عرب کا سرور آنکھوں کو

حضورِ اکرم کا شافعِ محشر ہونا مسلمانوں کا جزوِ ایمان ہے۔ مناظرؔ کیا کہتے ہیں سنئے۔

● محمد رحمتِ عالم، شفیعِ عرصۂ محشر ☆ محمدؐ ذوقِ فقرانہ محمدؐ شوقِ سلطانی

● کیا پوچھنا ساقیِ کوثر بھی ہیں وہی ☆ بے شک شفیعِ روزِ قیامت حضورؐ ہیں

● فضلِ خدا ہو تجھ پہ مناظرؔ بہ روزِ حشر ☆ بگڑی تری بنا دے شفاعت رسول کی

مناظر نے ایک بڑی اہم سچائی کی طرف اشارہ یوں کیا ہے۔

وہی جاتے ہیں مکے اور مدینے ☆ محمد مصطفٰےؐ جن کو بلائے

نعت گوئی میں الفاظ کا چناؤ، زورِ بیان، روانی، سلاست اور پرواز سے ہٹ کر واقعات کی سچائی سے کام لینا ضروری ہے۔ یہ کام مناظر نے بڑے سلیقہ سے، متانت سے سنجیدگی کے پاکیزہ حدود میں رہ کر اپنی دلی تمناؤں کا اظہار یوں کیا ہے۔

● روضے پہ حاضری ہو، کروں پیش میں سلام ☆ دل میں یہی ہے آرزو، ارمان مصطفٰےؐ

● اللہ مناظر کو دکھا شہرِ نبیؐ تو ☆ ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینہ کا تصور

اور جب مناظر مدینہ کا تصور اپنی آنکھوں میں سمائے مدینہ کے سفر پر نکلے تو اُن کے دامنِ احساس کا منظر کچھ یوں تھا۔

چلا ہوں لے کے نذرانہ بس اتنا ☆ آنکھیں نم ہیں کچھ دامن بھی تر ہے

نعت کہنا بہت آسان ہے مگر قلبی واردات اور ذہنی کیفیات کو سہل جذبہ و فکر کے ساتھ سادہ اندازِ بیان اور عام فہم الفاظ میں پیش کرنا بہت ہی دشوار ہے۔ دیکھئے مناظرؔ اس فن میں کہاں تک کامیاب ہیں۔

● انسان کیا بیاں کرے عظمت رسول کی ☆ قرآں سے آشکارا ہے رفعت رسول کی

● مقام ایسا ہے پیارے مصطفٰےؐ کا ☆ کہ وہ محبوب ہے اپنے خدا کا

● دینِ کامل رسولِ خدا ہو گئے ☆ آپ عرفانِ حق کا پتہ ہو گئے

بہ حیثیت مجموعی مناظر عاشق کی تمام نعتیں ان کی اختراعی سربلندیوں کی طرف مائل بہ پرواز ہیں۔ گویا موصوف نے قدیم روایات کی مشعل سے ایک اور پُرنور مشعل جلائی ہے جس کی روشنی ہر عاشقِ رسولؐ کے دل تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب و کامراں ہے۔

◆◆◆

Flat No.- 16, IInd Floor, 192/266, Triplicane High Road,,
Rice Mandi Street, Chennai - 600005

پروفیسر مظفر مھدی

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں صالح عناصر

مناظر عاشق ہرگانوی مومن کا دل رکھتے ہیں اور ان کا ذہن اسلام کی حقانیت و نورانیت سے منور ہے۔ ان کی نعت گوئی میں اشارات و کنایات ہیں، ندرت فن اور اسلوب کی انفرادیت ہے۔ ساتھ ہی خلوص اور عقیدت ہے۔

سارے انساں کی بھلائی کے لئے
نسل آدم کا انوکھا شاہکار
منفرد، بے مثل اور کامل تریں
سارے انساں میں حسیں
صلی اللہ علیہ وسلم!

مناظر عاشق ہرگانوی نے نعت میں بھی بعض نئے تجربے کئے ہیں۔ درج ذیل نعت موضوع و فن کے لحاظ سے جتنی سہل اور روشن ہے، مشعل راہ کے نکتے سے اس میں تحقیقی کاوش بھی ہے۔ اردو میں ایسا مطالعاتی محور نظر نہیں آتا:

سکونِ قلب و نظر ہے رسول پاک کا نام
دوائے دردِ جگر ہے رسولِ پاک کا نام
اماں کہیں نہیں پائی ہے ان کے در کے سوا
زباں پہ شام و سحر ہے رسول پاک کا نام
فلک اگر ہے دلِ عاشق حبیب خدا

تو اس پہ مثل قمر ہے رسول پاک کا نام

حضور قلب سے لیجئے تو آپ روز و شب

وظیفہ زود اثر ہے رسول پاک کا نام

لبوں پہ اپنے حلاوت سی پھیل جاتی ہے

کہ جیسے شیریں ثمر ہے رسول پاک کا نام

ہر ایک لفظ کو ابجد کی رو سے دیکھیں گر

نہیں کچھ اور مگر ہے رسول پاک کا نام

مناظر ان کا مصیبت میں لے کے دیکھو تو

ہمیشہ وجہ ظفر ہے رسول پاک کا نام

اس نعت کے چھٹے شعر کے بارے میں مناظر عاشق ہرگانوی وضاحت کرتے ہیں کہ اس شعر کا مضمون کبیر داس کی درج ذیل چوپائی سے ماخوذ ہے :

عدد نکالو ہر چیز کا چوگن کے لو وائے

دو ملا کے پچگن کر لو، بیس سے بھاگ لگائے

باقی بچے کو نوگن کر لو، دو اس میں اور ملائے

کہے کبیرا سنو بھئی سادھو، نام محمد آئے

مناظر عاشق ہرگانوی تفصیل بتاتے ہیں کہ کسی بھی لفظ کا عدد نکالئے ، اُس کو چار سے ضرب دیجئے۔ دو عدد اس میں جوڑ کر پانچ سے ضرب دیجئے۔ اور بیس سے تقسیم کیجئے۔ باقی جو بچے اس کو نو سے ضرب دیجئے اور دو جوڑ دیجئے۔ ماحصل جب بھی آئے گا بیانوے (۹۲) ہوگا جو لفظ محمد کا عدد ہے۔ مثلاً لفظ دانش لیتے ہیں :

دانش : ۳۵۵×۴=۱۴۲۰+۲=۱۴۲۲×۵=۷۱۱۰÷۲۰=

باقی ۱۰×۹= ۹۰+۲=۹۲ محمد کا عدد

لفظ بھاگلپور لیتے ہیں :

بھاگلپور : =۲۰÷۵۳۳۰ =۵x۱۰۶۶ =۲+۱۰۶۴ =۴x۲۶۶

۹۲=۲+۹۰=۹x۱۰ محمد کا عدد

لفظ چائے کو پرکھتے ہیں :

چائے : ۹۲=۲+۹x۱۰=۲÷۳۱۰=۵x۶۲-۶۰=۴x۱۵ محمد کا عدد۔

اور لفظ نعت کو ہی لیں :

نعت : باقی=۲÷۱۰۴۱۰=۵x۲۰۸۲ =۲+۲۰۸۰ =۴x۵۲۰

۹۲=۲+۹۰ =۹x۱۰ محمد کا عدد

دل سوزی اور دردمندی مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں شدت سے محسوس ہوتی ہے :

ہے دو جہاں پہ آپ کا احسان مصطفیٰ
لائے ہیں دین آپ ہی قرآن مصطفیٰ

حق آشنا بھی ہو گئی گمراہ تھی جو قوم
بخشا خدا کا آپ نے عرفان مصطفیٰ

کیسی حیات آفریں تھی آپ کی نگاہ
اصحاب اک اشارے پہ دیں جان مصطفیٰ

روضے پہ حاضری ہو، کروں پیش میں سلام
دل میں یہی ہے آرزو، ارمان مصطفیٰ

کچھ میرے دل میں اپنی محبت ہی دیجئے ڈال
مدت سے میرا گھر ہے سنسان مصطفیٰ

کچھ اس طرح سے آپ نے پھیلایا دین حق
دنیا ہے دیکھ دیکھ کر حیران مصطفیٰ

اک آپ کا سہارا مناظر کو ہے فقط
کچھ مغفرت کا ہے نہیں سامان مصطفیٰ

مضمون آفرینی کے آرٹ کو چابکدستی سے گیرائی عطا کرنے کا ہنر مناظر عاشق ہرگانوی جانتے ہیں۔ وقت کے چاک پر جذباتی اظہار کرنا وہ خوب جانتے ہیں۔

ہیں مسلماں بے سہارا یا محمد مصطفیٰ
آپ ہی کا ہے سہارا یا محمد مصطفیٰ
کشتی امت کی نہ ڈوبے کہیں طغیانی میں
یا نبی رکھئے اسے اپنی نگہبانی میں
کیجئے اس پر عنایت کی نظر شاہ امم
آج امت نظر آتی ہے پریشانی میں

ہر دور انتشاری اور اضطراری رہا ہے۔ اسی لئے زندگی سوز و ساز، کرب و مسرت اور مختلف النوع حقیقت و فسانہ سے گذرتی ہوئی کئی سماجی عوامل و عناصر کو سمیٹتی رہی ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلم کی آمد سے قبل اور ان کے بعد عرب کے لوگوں کی زندگی کیسی تھی اس پر مناظر عاشق ہرگانوی نے مختصراً اس طرح روشنی ڈالی ہے:

عرب ایک مرکز تھا گمراہیوں کا
ہوس کاریوں اور بدکاریوں کا
جدھر دیکھو منظر تھا رسوائیوں کا
تشدد، مظالم کا، سفا کیوں کا
ہراک گھر میں تھا شیوۂ بت پرستی
شراب اور جوئے کے سارے تھے عادی
اسی کو سمجھتے تھے اپنی شجاعت
کہ بھائی کو بھائی کرے زیر طاقت
کچھ ایسی تھی نسلی تفاخر میں شدت
نہیں جانتے تھے اخوت، محبت

وہ خود زندہ بیٹی کو در گور کرتے
جہالت سے پستی کو اپنی بلندی سمجھتے
ایاز اب تھا کوئی نہ محمود ہی تھا
مٹا ڈالا فرق اس نے شاہ و گدا کا
نبیؐ مکرّم کا وہ آستاں تھا
جہاں اہلِ تقویٰ کا تھا بول بالا
پلائی تھی ساقیِ کوثر نے ایسی
کہ اب دائمی ان کے سر میں تھی مستی
نہیں کچھ تعلق تھا اپنے عمل سے
تو اپنے لئے بھی نہیں تھے وہ اچھے
ہر اک بات پر مارتے، لڑتے، مرتے
نہیں دور رہتے تھے شغلِ زنا سے
کوئی فعل بد بچ گیا تھا، نہ ایسا
جو سرزد بھی ان سے نہیں ہو رہا تھا
بے ایمان، جھوٹے، دغاباز یہ تھے
کئی پشت کا بدلہ لے کر ہی رُکتے
ہنر جانتے تھے یہ غارت گری کے
مظالم یہ کم زور پر کرتے رہتے
جب انسانیت مٹ گئی ان کی یکسر
نبی آئے تب مصلحِ قوم بن کر
خدا کا پیام آپ نے جب سنایا
ہر اک بات اچھی انھیں جب بتایا

رہِ نیک پر ان کو چلنا سکھایا

انہیں فرق بھی خیر و شر کا بتایا

مہہ و مہر بننے لگے رہ کے ذرّے

دکھایا وہ اعجاز اُمی لقب نے

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں صالح عناصر خوبصورتی سے سموئے گئے ہیں۔اسی لئے بصیرت وبصارت کے پہلو نمایاں ہیں۔بارگاہِ رسالت میں سراپا عجز وانکسار بھی ان کی نعتیہ شاعری کی دل آویزی ہے:

بڑھی جاتی ہے میرے دل کی دھڑکن یارسول اللہ

دکھا جاؤ خدا را روئے روشن یا رسول اللہ

بہار زندگی بن کر شگوفوں کو کھلا جاؤ

ہے سونا سونا میرے دل کا گلشن یارسول اللہ

محمدؐ کی فولادی سیرت کا اظہار مناظر عاشق ہرگانوی کئی طرح سے کرتے ہیں:

جن سے ملی ہے دولتِ ایماں رسولؐ ہیں

جو دے گئے خدا کا بھی عرفاں رسولؐ ہیں

محبوب کبریا ہیں اسی کا ہے یہ ثبوت

معراج میں جو عرش پہ مہماں رسولؐ ہیں

شاہد قرآن پاک ہے خلقِ عظیم کا

اسلام کے فروغ کا امکاں رسولؐ ہیں

ہم مقصدِ حیات سے بھی باخبر ہوئے

انسانیت پہ جس کا ہے احساں رسولؐ ہیں

اہل جہاں کے واسطے ہیں رحمتیں تمام

بے شک ہمارے درد کا درماں رسولؐ ہیں

سلماں، اُویس قرنی و بوذر، بلال تھے
جن کے دل و نگاہ کا ارماں رسولؐ ہیں
گمراہ جو تھے ان کو بھی منزل نشیں کیا
جس پہ مناظر اترا ہے قرآں رسولؐ ہیں

حضورؐ کے نام کی یہ برکت ہے کہ زندگی کے نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے انسانی ذہن کو سکون مل جاتا ہے اور معرکۂ زیست میں استقامت آجاتی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے کئی طرح سے اس نام کی خوبیوں کو اجاگر کیا ہے:

جب بھی کبھی پڑھا ہے صلے علیٰ محمدؐ
ہر درد مٹ گیا ہے صلے علیٰ محمدؐ
اپنا تو تجربہ ہے اب تک کا یہ مناظر
اک نسخہ کیمیا ہے صلے علیٰ محمدؐ

....

جب ورد کر لیا ہے صلے علیٰ محمدؐ
ہر کام بن گیا ہے صلے علیٰ محمدؐ
ملتا درود خواں کو فوراً ہی اس کا بدلہ
کیا دافعِ بلا ہے صلے علیٰ محمدؐ

مناظر عاشق ہرگانوی نے الفاظ کے درو بست، ترکیب بندش اور فکر و خیال کے باہمی تعلق سے اردو نعت کو نیا عرفان بخشا ہے:

بحر ظلمت میں یا محمدؐ
ہے آپؐ ہی کا بس اک سہارا
فیوض شبنم کی خنکیوں سے عذرا گل ہے
لگی ہے پت جھڑ سے آگ غم میں

اندھیرا بڑھتا ہی جا رہا ہے
جو آشکارا ہے یا پیمبرؐ
ہم عاصیوں کے تم ہی مسیحا
تمہارے دم سے ہے ضو فشانی

نعت کے ذریعے سے مناظر عاشق ہرگانوی نے خارجی محرکات کا بیان کرتے ہوئے شخصیت شناسی کی ہے اور قاری کے ذہن کو مہمیز کیا ہے :

وہ جس کے نور نے بخشا ہے نور آنکھوں میں
شراب شوق کی مستی سرور آنکھوں میں
بشر کو جس نے ہے بخشا لباس ہستی کا
سروں سے مٹ گیا سودا صنم پرستی کا
وہ جس کے دور نے دورِ جہاں بدل ڈالا
زمیں کا ذکر ہی کیا آسماں بدل ڈالا
وہ خضر راہ ہے وہ رہنما ہے انساں کا
خد انہیں ہے مگر نا خدا ہے انساں کا
وہ جس نے صاحب ایماں بنا دیا ہم کو
نظر نے جس کی مسلماں بنا دیا ہم کو
وہ جس نے نور کے سانچہ میں مجھ کو ڈھالا ہے
جہاں کو کفر کے ظلمات سے نکالا ہے
اسی کے جلوے سے عاشق ہے روشنی ساری
اسی کے نام سے دنیا میں زندگی ساری

حقیقی جذبے کی آمیزش کے ساتھ مناظر عاشق ہرگانوی نے محمدؐ کی محبت کی عظمت کا احساس کرایا ہے اور انسانیت کے مثبت کردار کے مفہوم کو واضح کیا ہے :

جہاں میں یوں رسول پاک کی عظمت عیاں ہے
شگفتہ گلشنِ توحید ان سے بے گماں ہے
حرم کہ خانۂ کعبہ و اقصیٰ و مدینہ
ہر اک ان کی ہی رفعت کا بلا شبہ نشاں ہے
مشرف ہوتے ہیں سلمان فارس میں یقیں سے
ابوجہل ان کی قربت پاکے بھی عید گماں ہے
مثال ایسی نہیں تاریخ میں کوئی ہے ابتک
کہ بخشی دشمنوں کو آپ نے جیسی اماں ہے
امام الانبیا، فخر رُسل ہے ذات ان کی
کہ ان کے جیسا محبوب خدا کوئی کہاں ہے
اسے آباد کردے اے خدا حُبّ نبی سے
کہ ابتک دیدہ و دل کا مرے خالی مکاں ہے
مناظر نعتِ محبوبِ خدا لکھے بھی کیسے
نہ اس کا علم ہے ایسا نہ وہ زورِ بیاں ہے

یہ مناظر عاشق ہرگانوی کا عجز بیان ہے ورنہ تخلیقی فنکاری ان کی نعت میں اور زورِ بیان میں دیکھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے نعت میں تخلیقی ارتقاع سے کام لے کر قلمی مصوری کے کمالات دکھلائے ہیں۔ حضورؐ کے آب و تاب کی کائنات دیکھئے :

محمدؐ سرِّ لفظِ کُن، محمدؐ رازِ یزدانی
بنائے بزم دو عالم، بقائے نظمِ حقانی
محمدؐ مصحفِ پیغمبری فرمان اللہ کا
محمدؐ آیۂ وہبی، محمدؐ فیض ربانی
محمدؐ رحمتِ عالم، شفیعِ عرصۂ محشر

محمدؐ ذوقِ فقیرانہ، محمدؐ شوقِ سلطانی
محمدؐ شوکتِ صبر و شکیب و عزم و دانائی
محمدؐ پیکرِ نوری، شکوہِ روحِ عرفانی
مقامِ احمدِ مرسل سمجھنا غیر ممکن ہے
ملائک ششدر و حیراں، ہراساں فہم انسانی
جہانِ فکر پر چھائی ہوئی ظلمتیں ہر سو
محمدؐ عالمِ افکار میں قندیلِ نورانی
نظر عاشق کی ہو اور روضۂ اقدس کی جالی ہو
تمنا مضمحل سی ہے مگر گفتار طولانی

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی رقمطراز ہیں:

"الوہیت اور رسالت کے درمیان جو نازک رشتہ ہے اسے نبھانا ہر شخص کے حوصلے اور مقدر کی بات نہیں۔ اگر حمد سے تجاوز کرتا ہے تو الوہیت کی تجلی اس کے خرمنِ ایمانی کو خاکستر کر دے گی اور اگر شانِ رسالت میں ادنیٰ سی بھی تنقیص ہوتی ہے تو شریعت اسلامیہ اس کی گردن ناپ دے گی۔ اس لئے خدا کا خاص کرم جب تک شاملِ حال نہیں ہو اس وادی پُر خار کو طے نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی اپنی خوش بختی پر جس قدر فخر کریں کم ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو مدحِ پاک کا سلیقہ بھی بخشا ہے۔"

حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں محمدؐ کا کہیں نام نہیں لیا ہے۔ آدم، نوح، موسیٰ وغیرہ کے نام ہیں لیکن محمدؐ کو طٰہٰ، مزمل، مدبر وغیرہ کہا گیا ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے بھی اس کا احترام کیا ہے:

والضحیٰ والشمس وطٰہٰ، رحمت اللعالمین
آپ کو حق نے پکارا یا محمدؐ مصطفیٰ

ہر صاحب ایمان کی خواہش ہوتی ہے کہ خاکِ مدینہ اس کی آخری آرام گاہ ہو۔ مناظر عاشق

ہرگانوی نے بھی اس کی تمنا کی ہے :

یہ عاشق کی تمنا ہے کہ نکلے روح طیبہ میں

مدینے کی زمیں ہو میرا مدفن یارسول اللہ

یہ ترفع اور توسع ہے کہ نعت میں مناظر عاشق ہرگانوی نے خلوص کی خوشبو کو پیوست کیا ہے اور رویوں کے رنگارنگ نقوش ثبت کئے ہیں !

◆◆◆

1916, Oak, Top drives, Pearland,
Texas - 77581 (U.S.A.)

ڈاکٹر سراج احمد قادری

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی کی جہتیں

مناظر، نعتِ محبوبِ خدا لکھے بھی کیسے
نہ اُس کا علم ہے ایسا نہ زورِ بیاں ہے

عظیم محقق، تنقید نگار اور نعت گو شاعر محترم جناب پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کا نعتیہ مجموعہ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' اس وقت میرے پیشِ نظر ہے۔ نوعِ ادب میں نعت گوئی یا نعت نگاری ہی ایسا فن ہے جو بہت ہی نازک اور باریک بیں ہے۔ اگر تعمق نظری سے دیکھا جائے تو اسکی فضا بہت ہی وسیع مگر اس میں پرواز بہت ہی محتاط کی متقاضی ہے۔ اس لئے نعت گو یا نعت نگار حضرات کا دل ہمیشہ لرزہ براندام رہتا ہے کہ کہیں کوئی جملہ یا فقرہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے آداب کے منافی نہ سرزد ہو جائے کہ جس سے ہمارے سارے اعمال اکارت ہو جائیں۔ یہ خوف نعت گو شعراء کی فکر کو اتنی مضبوطی کے ساتھ اپنی گرفت میں لئے رہتا ہے جس طرح شب معراج حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو مقام سدرۃ المنتھا پر پہونچنے کے بعد آگے بڑھنے پر رب تبارک وتعالیٰ کے پرتو جلالت سے خاکستر ہو جانے کا خوف دامن گیر تھا۔ جب آقا و مولیٰ روحی فدا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جبرئیل آگے بڑھئے تو آپ نے طوطی فارس حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں فرمایا

اگر اک سرِ مو برتر پرم
فروغِ تجلی بسوزد پرم

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ خداوندی کے جو آداب اور حدود و قیود بیان

کئے وہ پتھر کی لکیر سے بھی کہیں زیادہ قوی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک اسی طرح کی حدود وقیود نعت گو شعراء پر بھی نعت گوئی یا نعت نگاری کے زینے پر قدم رکھنے کے بعد عائد ہوتی ہیں۔ اور نعت گو یا نعت نگار شعراء کرام کو آگاہ کرتی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہوشیار رکھیں کہ یہی وہ مقام ہے جہاں پر ایمان کی سلامتی ناگزیر ہے۔ فکری ثبات میں ذرا سی لغزش تباہی ایمان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ جس طرح حضرت جبرئیل امین علیہ السلام جب مقام سدرہ پر پہنچے تو وہ پوری طرح ہوشیار تھے کہ یہی میری حد ہے اس مقام سے بڑھنا اپنے آپ کو تجلی الٰہی سے خاکستر کرنا ہے۔

عظیم نعت گو اور نعت شناس شاعر جناب متین عمادی کا ایک نہایت ہی نفیس شعر اس حوالے سے ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں :

دیکھنا دیکھنا محبوبِ خدا کی عظمت

چشمِ جبرئیل بھی آقا ﷺ کا قدم چومے ہے

(گلشنِ عقیدت۔ متین عمادی ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی۔ ۹۵)

درحقیقت نعت گو شاعر نعت پاک کی رقم طرازی کے وقت ایک ایسے مشکل مقام پر کھڑا ہوتا ہے جو اُلوہیت اور رسالت ﷺ کا سنگم ہے۔ ظاہری بات ہے کہ ایسے نازک مقام پر کھڑے ہونے کے بعد شاعر کی فکر کا ثابت قدم رہنا بڑا مشکل ہے۔ ایسے مقام پر وہی ثابت قدم رہ سکتا ہے جو اُلوہیت اور رسالت کے مقام کی نازکی سے بخوبی واقف ہوگا۔ میری اپنی فہم کے اعتبار سے ذات الٰہی اور ذات رسول کا علم کسبی سے زیادہ حسّی ہے۔ ہم جتنا ہی زیادہ ان دونوں ذات پاک کے تئیں حساس ہوں گے اتنا ہی سبک خرامی کے ساتھ اپنے مافی الضمیر کو ادا کر کے اس میدان سے گزر جائیں گے۔ چنانچہ متین عمادی صاحب کا ہی ایک شعر اور ملاحظہ فرمائیں

ڈوبے جتنا الفت میں اُنکی

اُتنا ہی ڈوبنے کا مزا ہے

(گلشنِ عقیدت۔ متین عمادی ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی۔ ۹۵)

اسی لئے وہ شعرائے کرام جو شریعت کی روشنی میں نعت رسول مقبول ﷺ رقم کرتے ہیں ان کو

ہمیشہ یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ آقا و مولیٰ روحی فدا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام و منصب سے ایک بال کے برابر بھی اُنکی فکر آگے نہ بڑھنے پائے اور نہ ہی شان رسالت کے منافی کوئی جملہ ہی سرزد ہونے پائے یعنی وہ افراط کا شکار نہ ہوں، نہیں تو سارے اعمال تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

کریم رب کا ارشاد پاک۔ انّ اللّٰہ وَملآ یکتہٗ یُصلّون علیَ النّبی یَا اَیّھا الّذینَ آمَنُوٗ صَلُّوا علیہ و صلّمو اتسلیماً۔

ترجمہ: بیشک اللہ اور اسکے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! اُن پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام۔

اس آیتِ کریمہ میں حضور رحمت عالم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے سیرت نگاران مصطفیٰ ﷺ اور نعت گو شعرائے کرام کی ہمت افزائی بھی ہے اس لئے کہ جس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتے شامل ہوں یعنی نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنا، تو اُس کی عظمت بذاتِ خود منکشف ہے، اور جب اُسکی عظمت منکشف ہے تو فکری شعور کے ساتھ اس مرحلۂ شوق کو سر کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ ڈگمگانے کی، اس لئے کہ نعت گو یا نگار کے ساتھ رحمتِ پروردگار اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی تائید شاملِ حال ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسی ارشاد پاک کی تعمیل میں نعت گو شعراء کرام اور سیرت نگاران مصطفیٰ ﷺ شب روز روحی فدا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نعت گوئی یا نعت نگاری کے مقدس عمل میں مصروف نظر آتے ہیں۔ نعت کی اسی وسعت و ہمہ گیریت کے پیش نظر عظیم نعت شناس راجا رشید محمود نے فرمایا تھا:

''عہد حاضر نعت کا دور ہے''

(شمائم النعت۔ ڈاکٹر سراج احمد قادری رضوی، کتاب گھر، مٹیا محل، دہلی۔ ص ۱۸۴)

یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں شعرائے کرام کی فکر نعت کی جانب پوری طرح مبذول ہو چکی ہے اور وہ اپنی زندگی اور فن کی قدریں اسی نوع ادب میں تلاش رہے ہیں۔ میں نے اپنے ایک مقالہ ''نعت گوئی تنقید، تفہیم و تجزیہ'' میں تحریر کیا تھا:

''بیسویں صدی کا نصف آخر اور اکیسویں صدی کا آغاز نعتیہ ادب کے ارتقائی فروغ کا عہد زرّیں قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس عرصے میں نعتیہ ادب پر تحقیق کے جو کارہائے نمایاں انجام پائے یا پا رہے ہیں اس سے اردو ادب کی تاریخ نے ایک نیا موڑ لے لیا۔ ممکن ہے مستقبل قریب میں اردو ادب کے لئے نعتیہ ادب کے یہ عظیم کارنامے ایک روشن باب کی حیثیت سے اپنی عظمت اور تقدس کا لوہا منوائیں۔ بلکہ قدرِ جسارت کے بعد میں تو یہاں تک کہنے کا عزم رکھتا ہوں کہ نعتیہ ادب کا اعجاز اہلِ سُخن کو متاثر کر چکا ہے۔ جو لوگ آج تک اصناف ادب کی دوسری صنفوں میں طبع آزمائی کر رہے تھے وہ آج بہ طیب خاطر نعت مصطفیٰ ﷺ کی رقم طرازی میں ہمہ تن مصروف و مشغول نظر آتے ہیں۔''

(شمائم النعت: ڈاکٹر سراج احمد قادری رضوی، کتاب گھر، مٹیا محل، دہلی صفحہ ۱۸۴)

میرے اس موقف کی تائید ڈاکٹر عزیز احسن صاحب کی درج ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے وہ تحریر فرماتے ہیں :

''پھر تو تمام ہی شعراء قافلۂ مدحت گزاراں میں شامل نظر آتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ نے اپنا وظیفۂ تخلیق ہی نعت کو بنا لیا اور کچھ صرف حصولِ سعادت کی غرض سے اس کارواں میں شامل ہوئے ...... عہد ضیاء الحق میں سرکاری سطح پر نعت کی پزیرائی کا آغاز ہوا تو تقریباً ہر شاعر اس صنف شریف کی طرف متوجہ ہو گیا۔ آج بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ شعری مطبوعات میں نعتیہ کتب کی عددی برتری نمایاں ہے۔

الحمد للہ! آج نعتیہ شعری تخلیقات کی کثرت دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شعرا نے اس صنف کی طرف سے برتی جانے والی مجرمانہ غفلت کا ازالہ کرنے کی ٹھان لی ہے اور تائید ربانی سے وہ اس عمل میں خاصی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ نعتیہ تخلیقات کی بہار دیکھ کر ہی غیاث الہ آبادی نے کہا تھا

یہ عہد، عہدِ نعتِ رسول کریم ﷺ ہے''

(مجلّہ دبستان نعت ششماہی۔ مدیر ڈاکٹر سراج احمد قادری۔ نعت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، خلیل آباد ضلع

سنت کبیر نگر یو۔پی، شمارہ جنوری تا جون ۲۰۱۶ء ص ۲۶)

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی اردو کے ایک ایسے نبض شناس ادیب ونقاد اور باشعور شاعر ہیں جن کی گرفت میں انسانی زندگی کے تمامی پہلو ہیں۔ وہ انسانی زندگی کو مختلف زاویۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اور پھر اسی روشنی میں فکروفن کے جوہر دکھاتے ہیں۔ میں نے ان کے نعتیہ مجموعے کے علاوہ انکی شاعری کے کسی اور مجموعے کو تو پڑھا نہیں مگر ان کی چند تخلیقات کا مطالعہ ضرور کیا ہے جس سے ان کے فکروفن اور شعور وآگہی کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ ایک ایسے باشعور شاعر ہیں جن کی فکر میں بلا کی جولانیت اور وجدان میں نور کا ایک دریا موجیں مار رہا ہے۔وہ اپنے مذکورہ نعتیہ مجموعہ کلام ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' میں ''گفتنی'' کے تحت شاعری کی حقیقت وماہیت اور اس کے اثرات، کے حوالے سے رقم طراز ہیں :

''شاعری اسلوب، طہارت اور جذبے کی بنیادی ہمکاری سے اور مختلف تخلیقاتی مراحل سے گزر کر ایک ایسے نقطۂ ارتکاز تک پہنچاتی ہے جہاں حسن اور وجدان کی آمیزش سے صوتی ڈھانچے ماورائی معانی سے ارتباط پیدا کر کے نغمات سرمدی بن جاتے ہیں اور انسانی حیات کے مختلف مراحل کو اپنے اندر اس طور پر سمیٹتے ہیں کہ مادی محرکات کی جھنکاریں روحانی جھنکاروں سے مل کر بغیر اپنی واقفیت کھوئے آفاقی بن جاتی ہیں۔''

(ہر سانس محمد پڑھتی ہے۔پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی۔ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ص۳،۴)

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کے مذکورہ نعتیہ مجموعے کے دیباچے کو پڑھکر مجھے بے پناہ خوشی ہوئی کہ انہوں نے خود ہی نعت گوئی کے حوالے سے اپنے موقف ونظرئے کو واضح کر دیا ہے اور ان موضوعات یا جہتوں کی نشان دہی کر دی ہے جس کے تحت انہوں نے اپنے اس مجموعے میں فکر وفن کا جادو جگایا ہے۔وہ تحریر فرماتے ہیں :

''میری نعتیہ شاعری میں تازگی فکر، شدتِ احساس، دل کشی، دل دوزی اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ضرور ہے ساتھ ہی واقعاتی حقائق بھی ہیں۔''

(ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے۔ پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی۔ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ص ۴)

اب ان موضوعات کے تحت ملاحظہ ہو نمونہ کلام، چنانچہ تازگی فکر کے تحت وہ فرماتے ہیں

مقام احمدِ مُرسل سمجھنا غیر ممکن ہے
ملائک ششدر و حیراں، ہراساں فہم انسانی
جہانِ فکر پر چھائی ہوئی ہیں ظلمتیں ہر سو
محمد ﷺ عالم افکار میں قندیل نورانی

مناظر عاشق ہرگانوی صاحب نے تو درج ذیل شعر میں شدّت احساس کو ایک ایسا انوکھا روپ دیا ہے کہ جس کی پذیرائی کے بغیر کوئی رہ ہی نہیں سکتا۔ انہوں نے ایک حقیقت کو سچ کر دکھایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

نظر عاشق کی ہو اور روضۂ اقدس کی جالی ہو
تمنا مضمحل سی ہے مگر گفتار طولانی

نفس الامر میں اس شعر کے مفہوم کو جو میں نے اپنی فہم و فراست کے اعتبار سے سمجھا ہے وہ یہ کہ جب بھی کوئی دکھیارا اپنے کسی غم گسار کو پاجاتا ہے تو وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے اتسک رہتا ہے۔ اُسکی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ آج اپنے اس مونس و غم خوار سے رنج و الم کی پوری داستاں بیان ہی کر ڈالے مگر مختصر سے وقفے میں زندگی کی پوری رودادِ غم کو بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔ علی الخصوص ایسے موقع پر جب کہ ایک امتی اپنے دل میں حسرتوں کے دیئے جلائے ہوئے نہایت ہی ادب سے نظریں جھکائے ہوئے غم گسار آقا علیہم السلام کے روضہ اقدس پر مواجہ اقدس میں حاضر ہو اس وقت وہ محسنِ انسانیت ﷺ سے اس قدر قریب ہوتا ہے کہ اس کی ایک ایک سانس آقا علیہم السلام کی نظرِ کرم سے وابستہ ہوتی ہے۔ قربت کا وہ عالم عشق و وارفتگی کو پوری طرح اپنی گرفت میں لئے ہوئے ہوتا ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی صاحب ایک امتی کی حیثیت سے اپنے مونس و غم خوار آقا ﷺ کی بارگاہ عالی جاہ میں دلی جذبات کا بحرِ بیکراں لئے ہوئے حاضر ہیں۔ دلی جذبات کو سنبھالنا مشکل ہے۔ مگر تحمل و استقلال سے کام لیتے ہوئے شریعت کی راہ پر گامزن ہیں۔ اُس وقت نہ توان کے دلِ عاشق

زار کو جالی اقدس کو چھونے کی تمنا ہوئی اور نہ ہی بوسہ دینے کی، جیسا کہ بہت سے شعرائے کرام ایسے موقع پر دفورِ شوق میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور اپنے آپ کو فراموش کر بیٹھے جس سے نعت گوئی کی شان مضمحل ہو کر رہ گئی۔ تمثیلاً جناب عاصی کرنالی کی نعت کا ایک شعر پیش ہے :

ہم نے بڑھ کر جالیوں کو چھو لیا
بے بسی سے پاسباں دیکھا کئے

(مجلّہ نعت رنگ شمارہ ۱۳، اقلیم نعت کراچی، ص ۲۲۷)

درحقیقت ایک بلند پایہ نعت گو کی پہچان ہی یہی ہے کہ وہ جو بھی کہے شریعت کی روشنی میں کہے ورنہ یہ مقام بہت ہی نازک ہے جیسا کہ اوپر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہاں احتیاط کا دامن بہت ہی سرعت کے ساتھ ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے جس کا علم بھی نعت گو کو نہیں ہو پاتا۔ میر تقی میر کی ایک غزل کا ایک بہت ہی مشہور مصرع ہے اگر چہ وہ نعت کا مصرع نہیں مگر میری فہم میں نعت گوئی کی نازکی کو سمجھنے میں معاون ضرور ہے ع

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام

یوں تو پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کا پورا مجموعۂ کلام ارباب ودانش کو اپنی جانب دعوت فکر دے رہا ہے کہ اس کے رموزِ سربستہ کو وا کیا جائے مجھ بے بضاعت علم کی کیا مجال کہ میں انکی نعت گوئی کے حوالے سے کچھ عرض کر سکوں۔ مگر غالب دہلوی نے کہا تھا :

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

درحقیقت ذوقِ نعت کا ایک جذبہ ہے جو مجھ جیسے ہیچ مداں کو اس راہ سعادت پہ گامزن کئے ہوئے ہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے ع

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر

جناب مناظر عاشق ہرگانوی کا ایک دل کش شعر ملاحظہ فرمائیں کتنی اہم بات کتنے ہی حسین پیرایہ میں عرض کی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ان کے ہونٹوں کو چوم لوں۔ فرماتے ہیں :

ماں مومنوں کی عائشہ صدیقہ کہتی ہیں

روشن تھا چہرا چاند سے زیادہ حضور کا

یہاں پر حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مومنین کی ماں فرما کر شعر میں جو زور، کلام پیدا کیا گیا ہے وہ بہت ہی دل کش و دل نشیں ہے۔ یوں تو ہر ماں کی بات بہت ہی پیاری اور لائق یقین ہوا کرتی ہے مگر جس بات کی توثیق امّ المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما دیں تو اس کا کیا کہنا۔ اُس بات میں کسی طرح کا کوئی ریب ہی نہیں رہ جاتا۔ ماشاءاللہ کیا ہی بچی فکر ہے۔ شعر پڑھ کر دل عش عش کرنے لگتا ہے اور ایمان کو وجد آنے لگتا ہے۔ چند اشعار اور ملاحظہ فرمائیں:

باقی رہیگا، پائے گا دنیا میں یہ فروغ

اسلام، دینِ حق ہے جو لایا حضور کا

....

ہیں محتاج و نادار و بیکس کی دولت

وہ آزارِ قلب و نظر کی دوا ہیں

....

روزِ جزا یقیں ہے مناظر نجات کا

عاصی کی جو کریں گے شفاعت حضور ﷺ ہیں

جاگتے ہوئے احساس کی چبھن کے تحت ملاحظہ فرمائیں:

اک آپ کا سہارا مناظر کو ہے فقط

کچھ مغفرت کا ہے نہیں سامان مصطفیٰ ﷺ

....

اب اس پہ فضلِ خاص تو فرمادے اے خدا

آشفتہ حال آج ہے امت رسول ﷺ کی

واقعاتی حقائق کے تحت ان کی ایک نعتیہ نظم ملاحظہ فرمائیں، ان کی اس نعتیہ نظم کے بارے میں جناب ڈاکٹر نذیر فتح پوری فرماتے ہیں :

''چھ بند کی ایک نعت ملاحظہ کیجئے۔ مناظر صاحب نے پوری تاریخ بیان کردی ہے۔
جن کا مطالعہ کم ہے وہ یہ نعت پڑھ کر شمائل وخصائل، محامد ومحاسن، فضائل وکمالات،
اخلاق وتعلیمات، شانِ محبوبی اور جذبۂ جاں نثاری بھی کچھ جان سکیں گے۔''

(مناظر عاشق ہرگانوی کی ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے' ڈاکٹر نذیر فتح پوری ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ص ۱۶)

عرب ایک مرکز تھا گمراہیوں کا
ہوس کاریوں اور بدکاریوں کا
جدھر دیکھو منظر تھا رسوائیوں کا
تشدد، مظالم، سفاکیوں کا

ہر اک گھر میں تھا شیوۂ بت پرستی
شراب اور جوئے کے سارے تھے عادی

اسی کو سمجھتے تھے اپنی شجاعت
کہ بھائی کو بھائی کرے زیرِ طاقت
کچھ ایسی تھی نسلی تفاخر میں شدّت
نہیں جانتے تھے اخوت، محبت

وہ خود زندہ بیٹی کو درگور کرتے
جہالت سے پستی کو اپنی بلندی سمجھتے

ایاز اب تھا کوئی نہ محمود ہی تھا
مٹا ڈالا فرق اُس نے شاہ وگدا کا
نبی مکرّم کا وہ آستاں تھا
جہاں اہلِ تقویٰ کا تھا بول بالا

پلائی تھی ساقیِ کوثر نے ایسی
کہ اب دائمی اُن کے سر میں تھی مستی
نہیں کچھ تعلق تھا اپنے عمل سے
تو اپنے لئے بھی نہیں تھے وہ اچھے
ہر اک بات پر مارتے، لڑتے مرتے
نہیں دور رہتے تھے شغلِ زنا سے
کوئی فعلِ بد بچ گیا تھا نہ ایسا
جو سرزد بھی اُن سے نہیں ہو رہا تھا
بے ایمان، جھوٹے دغا باز یہ تھے
کئی پشت کا بدلہ لے کر ہی رکتے
ہنر جانتے تھے یہ غارت گری کا
مظالم یہ کمزور پر کرتے رہتے
جب انسانیت مٹ گئی ان کی یکسر
نبی آئے تب مصلحِ قوم بن کر
خدا کا پیام آپ نے جب سُنایا
ہر اک بات اچھی انہیں جب بتائی
رہِ نیک پر اُن کو چلنا سکھایا
انہیں فرق بھی خیر و شر کا بتایا
مہ دہر بننے لگے رہ کے ذرّے
دکھایا وہ اعجاز امّی لقب نے

مناظر عاشق ہرگانوی نے اپنی ایک نعت کے مقطعے میں بڑے پتے کی بات تحریر کی ہے جس سے اُن کی نعت گوئی کا مقصد اُبھر کر سامنے آتا ہے کہ اُن کی نعت گوئی کی غرض و غایت کیا ہے،

فرماتے ہیں :

مناظر نے کہیں دو چار نعتیں اس غرض سے
کہ آڑے وقت میں اُس کو یہ دولت کام آئے گی

مناظر عاشق ہرگانوی کے پورے مجموعۂ کلام کے مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان کی نعت گوئی نہایت ہی سادہ، سہل، سلیس، دلکش و دل فریبیوں کا مجموعہ ہے۔ پورے مجموعۂ کلام میں ایک بھی نعت پاک ایسی نہیں ہے کہ جس کے کسی شعر میں گنجلک پن یا اُلجھاؤ ہو، اور نہ ہی کہیں کوئی شرعی گرفت ہی نظر آتی ہے جو حبط عمل کی علامت ہو۔ اُن کی کسی بھی نعت پاک کے کسی بھی شعر کو سمجھنے میں کسی طرح کی کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ مجھے تو محسوس ہو رہا ہے کہ انہوں نے اس میدان میں بہت ہی پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے اور قلم میں حزم و احتیاط کی روشنائی استعمال کی ہے۔ اگر چہ کلام میں زورِ بیاں کی کچھ کمی محسوس ہوتی ہے جیسا کہ انہوں نے خود ہی اس کا اعتراف کیا ہے :

مناظر، نعتِ محبوبِ خدا لکھے بھی کیسے
نہ اُس کا علم ہے ایسا نہ زورِ بیاں ہے

مگر نعت بحیثیت فن مناظر عاشق ہرگانوی کے یہاں پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ فرما ہے۔

◆◆◆

Editor "Dabistan-e-Nat" Six Monthly
Khalil Abad, Dist : Sant Nagar (U.P.)

ابواللیث جاوید

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری میں عقیدت کی خوشبو

صنف شاعری میں نعت گوئی نہایت پاکیزہ وطاہر اور عقیدت مندانہ اظہار تسلیم کی گئی ہے۔ اس میں کسی طرح کی مبالغہ آرائی، تصنوع کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس کا تعلق خالصتاً عشق رسولؐ اور اُن کی عظمت کا اظہار ہے۔ اس طرح یہ صنف شاعری مشکل ترین مانی گئی ہے۔ عرفی شیرازی نے تو یہاں تک کہا ہے کہ۔

عرفی شتاب ایں رہِ نعت است، نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

یعنی عرفؔی تیز نہ چل، یہ صحرا نہیں نعت کی راہ ہے۔ یہاں آہستگی چاہئے کیونکہ یہ تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ عرفؔی نے گویا نعت گوئی کو تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ اس راہ پر حضور کی عقیدت میں حد سے گذر جانا بھی اچھا نہیں اور اُن کے شایان شان محبت کا اظہار نہ کرنا بھی خطرناک ہے۔ اشعار میں غلو کی قطعی گنجائش نہیں ہے اور مقامِ رسالت مآبؐ کے اظہار میں کمی یا کوتاہی بھی مسنون نہیں۔ آپ کی ذات پاک باعثِ تخلیقِ کائنات ٹھہری اس لئے اُن کے مقام کا تعین بھی اُسی مناسبت سے گوارا کیا جائے گا۔ آپؐ کے ذکر پاک کے تعلق سے مولانا جامؔی نے کمالِ ادب کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک وگلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبیست

یعنی اپنے مُنھ کو ہزار بار مشک اور گلاب سے دھو کر بھی آپ کا نام لینا انتہائی درجہ کی بے ادبی ہے۔ نعت گوئی میں غائت درجہ احتیاط کا یہی عقیدہ ابتدائی دور سے تادمِ تحریر تمام شعراء کرام خواہ فارسی کے یا اردو کے یہاں قائم رہا ہے۔ عرفیؔ، شیخ سعدیؔ، مولانا جامیؔ، غالبؔ اور اقبالؔ نے نعت گوئی کو اپنے لئے باعثِ عزّ و شرف سمجھا اور اس فن میں اپنی عقیدتوں کا اعتراف کرتے رہے۔ اس ضمن میں یہ مصرعہ عام عقیدے کے طور پر مدتوں سے زبان زد رہا ہے۔

باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

یعنی خدائے بزرگ و برتر کی حمد ثنائی میں اگر کوئی بے تکلفی ہو بھی گئی تو خدا معاف فرمادے گا مگر حضورؐ کی شان کے بیان میں اگر کوتاہی ہوگئی تو ایمان کی خیر نہیں، اس لئے ہوشیار اور محتاط رہنا چاہئے۔ نعت گوئی کی کوئی مخصوص ہیئت نہیں ہے۔ قصیدہ، مثنوی، رباعی، مسدس تمام کثیر الاستعمال ہیئتوں میں نعتیں ملتی ہیں۔ عہد جدید میں جدّت طراز شعراء نے سانٹ، ترائلے، ہائکو، دوہا، ماہیے، آزاد نظم، نثری نظم وغیرہ میں بھی نعتیں کہنا شروع کردیا ہے مگر اسے ابھی مکمل اعتبار حاصل نہیں ہوسکا ہے۔

نعت گوئی ایک فن ہے اور اظہار عقیدت کا بہترین وسیلہ بھی۔ اجر و ثواب کے علاوہ بارگاہِ رسالتؐ میں سرخرو ہونے کی ایک صورت بھی ہے۔ نعت گوئی کی روائت بہت پرانی ہے۔ اولاً قرانِ کریم ہی اس کا سب سے بڑا سرچشمہ ہے۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات پر حضور اکرمؐ کی فضیلتوں کا بیان موجود ہے اور خود مولائے کائنات نے فرمادیا...... بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگو، تم بھی درود بھیجا کرو۔ یہ ارشاد باری تعالیٰ بے شک حضورؐ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم ہے اور اس طرح نعت گوئی گویا اس حکم کی تعمیل ہے۔ اصحابِ رسولؐ میں ایسے حضرات موجود تھے جنھیں موزوں طبع اور فکر بلیغ کی دولت نصیب تھی اور جنھوں نے اپنی دلی قربت اور محبت کا اظہار اشعار میں کیا ہے۔ حضرت حسانؓ بن ثابت اور حضرت کعبؓ بن زبیر ایسے خوش نصیب نعت گو ہیں جن کی نعت پاک پر حضورؐ کی پسندیدگی کی مہر لگی ہوئی ہے۔

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی اُردو ادب کے کثیر الجہات قلم کار ہیں۔ درس و تدریس کے پیشہ سے منسلک رہے اور اُردو ادب کی آبیاری کرتے رہے ہیں۔ اُردو ادب کی ہر صنف میں انہوں نے

طبع آزمائی کی ہے۔ان کی تصنیفات کی تعداد دو سو تک پہنچتی ہے۔ مجھے بے حد مسرت ہوئی کہ انہوں نے تاخیر سے ہی سہی نعت گوئی کی طرف بھی رجوع کیا اور ایک نعتیہ کلام کا مجموعہ 'ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے' منظر عام پر آ گیا ہے۔ مجموعہ کے آغاز میں 'گفتنی' کے تحت فرماتے ہیں ''میری نعتیہ شاعری میں تازگی فکر، شدت احساس، دل کشی، دل دوزی اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ضرور ہے۔ ساتھ ہی واقعاتی حقائق بھی ہیں۔'' ان دعووں کے علاوہ قرآن کریم کی سورتیں آل عمران، سورۃ النساء، سورۃ الاعراف، سورہ الحدید اور سورہ التحریم میں اللہ پاک نے حضور اکرمؐ سے محبت، عقیدت، حمائت اور اطاعت کے جو امکانات نازل کئے گئے ہیں اُسکا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ان احکامات سے یقیناً حضور اکرمؐ کا مرتبہ، اُن کا مقام اور ان کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہوتی ہے، کا علم ہوتا ہے۔

مولانا جامیؔ نے کیا خوب فرمادیا کہ۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر

یعنی آپ کی ثنا جیسی چاہئے ویسی تو ممکن نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ خدائے بزرگ و برتر کے بعد ساری مخلوقات سے بڑے آپؐ ہیں۔ان تمام حقائق کے پیشِ نظر آپ کی ذات پاک کے لئے جو عقیدت، جو احترام اور جو عشق دل میں موجزن ہوتا ہے اُسی کا اظہار تو نعت گوئی ہے۔ یہ وہ پاکیزہ جذبات ہیں جن میں کسی طرح کی آمیزش ممکن ہی نہیں ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی نے اس نعتیہ مجموعہ کی ابتدا حمد پاک سے کی ہے۔ سورہ مریم اور سورہ کہف کی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے کہ تمام دریا کا پانی روشنائی بن جائے اور تمام اشجار قلم بن جائیں اور اللہ پاک کی حمد و ثنا لکھی جائے تب بھی اس کی عطا کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا اور اس کی حمد و ثنا مکمل نہیں ہوسکتی۔انہیں آیات کے پیش نظر چار حمد پاک شامل مجموعہ ہیں۔

چند اشعار......

ساری متاعِ آگہی ☆ ہر دولت دانشوری

گنجینۂ علم و ہنر ☆ یا دفترِ فکر و نظر

انساں کا علم معتبر☆یارب شناسی کے گہر

سب مل کے بھی کردیں ادا☆تعریف وتوصیف خدا

وصف و ثنائے کبریا☆ممکن نہیں ممکن نہیں

....

- غنچہ غنچہ ڈالی ڈالی حمد ربانی کرے☆گل، گلستان، پھول، مالی حمد ربانی کرے
- جوذرہ ذرہ کامعبودوہ خداہے مرا☆ہرایک شئے میں ہے موجود، وہ خداہے مرا

حمد رب کائنات کے بعد مدحتِ رسول پاکؐ کے روح پرور اشعار کی شمولیت کیف آگیں ہے۔ اس مجموعہ کا آغاز حمد سے ہوا ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ ذکر رسولؐ ذکر خدا کے بغیر نامکمل ہے اور ذکر خدا ذکر رسولؐ سے الگ نہیں ہوسکتا۔ یہی تو کلمۂ طیبہ کا ماحصل ہے۔ حمد رب کائنات کے بعد نعت پاک کا سلسلہ کچھ اس والہانہ انداز سے شروع ہوتا ہے کہ ایسا احساس ہونے لگتا ہے کہ نعتیہ اشعار نہیں بلکہ شاعر کے دل کی کیفیت ہے جس میں عشق رسولؐ شدت سے موجزن ہے۔ ایسے ایسے پاکیزہ جذبات، ایسی ایسی عقیدتیں نبی کریمؐ کے لئے اس دل میں موجود ہیں جس کے بغیر ایک مومن مکمل مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی جذبات دراصل مومن کا سرمایۂ حیات ہوتے ہیں۔ ان جذبوں میں کبھی کبھی اسقدر شدت نمایاں ہونے لگتی ہے کہ مسلکی شاخسانہ سے تعبیر کیا جانے لگتا ہے اور یہی کیفیت غلو کی ہو جاتی ہے جس سے ہر مسلمان کو پہلو تہی کرنی چاہئے۔ ان جذبوں کے اظہار میں حد درجہ اعتدال کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ شریعت کی گرفت شروع ہو جاتی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے اپنے ان جذبوں کے اظہار میں حد درجہ احتیاط برتا ہے اور حدِ ادب کا ہمیشہ خیال بھی رکھا ہے۔ یہ اُن کی دینی سوجھ بوجھ کی عکاسی سمجھی جانی چاہئے۔ حضورؐ سے عقیدت کی چند مثالیں دیکھئے ......

محمدؐ سرِ لفظ کن، محمدؐ رازِ یزدانی☆بنائے بزم دوعالم، بقائے نظم حقانی

محمدؐ شوکتِ جبر وشکیب وعزم ودانائی☆محمدؐ پیکر نوری، شکوہِ روحِ عرفانی

مقامِ احمد مرسل سمجھنا غیر ممکن ہے☆ملائک ششدر وحیراں، ہراساں عقل انسانی

حضورؐ کی ذات اقدس انسانیت کی جن بلندیوں پر ہے، آپ کے اسوۂ حسنہ کسی انسان کی پہنچ

سے بالاتر ہے، دُنیا کے گوشے گوشے میں آپ کا نور جلوہ گر ہے، آپ باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں جیسے بے شمار موضوعات کو احاطۂ اشعار میں لیا گیا ہے۔ ایسا کرنا اُسی شاعر کے لئے ممکن ہے جسکی فکر و نظر کا مرکز آپ کی ذات پاک ہو۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے جا بجا اسکا اظہار بھی کیا ہے۔

- ہم مقصد حیات سے بھی باخبر ہوئے ☆ انسانیت پہ جسکا ہے احسان رسولؐ ہیں
- ہے نبیوں رسولوں میں کوئی بھی نہیں ایسا ☆ محبوب خدا کا ہے اور عرش پہ مہمان ہے
- صادق، امین کہتے تھے کفار و مشرکین ☆ خدا کو جس نے پہچانا، درود اُسؐ پر سلام اُسؐ پر

حضورؐ کی ذات پاک کے جتنے بھی ممکنہ صفات ہو سکتے ہوں، جو ذہن انسانی میں مرتب ہوتے ہوں، اُن سے انسانی جزبات واحساسات میں پاکیزگی آجانا فطری عمل ہے اور اس کا برملا اظہار بھی کر دینا ایمان کی دلیل ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے حضورؐ کے تمام اوصاف حمیرہ کے مضامین کو اپنے اشعار میں بیان کرنے کی بلیغ کوشش کی ہے۔ ان کا والہانہ پن صاف محسوس ہو جاتا ہے اور انسانیت کے لئے حضورؐ کا جود و کرم کس قدر وسیع تر ہے اسکی ترجمانی کرنے والے مضامین اکثر اشعار کے قالب میں ڈھالے گئے ہیں۔

- دُنیا کے پاس اسکی مناظرؔ کہاں مثال ☆ برتاؤ دشمنوں سے تھا کیسا حضورؐ کا
- انسانیت پہ آپؐ کا احسان ہے بڑا ☆ ہم حشر میں ہیں جن سے سلامت حضورؐ ہیں
- عرفان حق بھی، دین بھی، قرآن بھی ملا ☆ ہم پہ ہے کیسی کیسی عنائت رسول کی

مناظر عاشق ہرگانوی کا جذبۂ عقیدت اپنے بلند ترین مقام پر نظر آتا ہے جو ہر مومن کے صحیح ایمان کا تقاضہ بھی ہے۔ انہوں نے حضورؐ کے دربار مقدس میں جو فریاد رسی کی ہے وہ بھی قابلِ تحسین ہے چند اشعار:

- اللہ مناظرؔ کو دیکھا شہر نبیؐ تو ☆ ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور
- نظر عاشقؔ کی ہو اور روضہ اقدس کی جالی ہو ☆ تمنا مضمحل سی ہے مگر گفتار طولانی
- سبحان اللہ مدینے کا سفر ہے ☆ تصور میں شہہ طیبہؐ کا گھر ہے
- چلا ہوں لے کے نذرانہ بس اتنا ☆ کہ آنکھیں نم ہیں، کچھ دامن بھی تر ہے

- پڑھیں روضے پہ نعت ان کے مناظرؔ ☆ خدا جلدی ہمیں وہ دن دکھائے
- کچھ میرے دل میں اپنی محبت ہی دیجئے ڈال ☆ مدت سے میرا گھر ہے سنسان مصطفیٰ
- عمل پر بھروسہ تو نہیں ہے ☆ مناظرؔ سہارا ہے پیارے نبی کا
- مناظرؔ نے کہی دو چار نعتیں اس غرض سے ہی ☆ کہ آڑے وقت میں اُسکو یہ دولت کام آئے گی

مناظر عاشق ہرگانوی کے یہ تمام جذبے اُن کے عاشق رسولؐ ہونے کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ وہ اپنے دلی کیفیات کے شعری اظہار میں نہائت کامیاب نظر آتے ہیں۔ ادب واحترام کا بھی دامن ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا ہے ورنہ شاعرانہ تصورات میں بعض دفعہ حدود ادب کو پھلانگ جانے کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ شہر نبیؐ جانے کا ان کا اشتیاق ملاحظہ فرمایئے۔

- اب جائیں گے ہم بھی مدینہ انشاءاللہ ☆ روضۂ آقا، بانم دیدہ انشاءاللہ
- ہر دن ہے نگاہوں میں مدینے کا تصور ☆ ہر رات ہے خوابوں میں مدینے کا تصور
- اللہ مناظرؔ کو دکھا شہر نبی تو ☆ ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور
- سبحان اللہ مدینے کا سفر ہے ☆ تصور میں شہہ طیبہؐ کا گھر ہے
- چلا ہوں لے کے نذرانہ بس اتنا ☆ کہ آنکھیں نم ہیں، کچھ دامن بھی تر ہے

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری یقیناً عقیدت واحترام کی شاعری ہے جس کی خوشبو سے دل ودماغ معطر ہو جاتے ہیں اور دُنیا و مافیہا سے بے خبر حضور اکرمؐ کی محبت ہماری سانسوں کے زیر و بم میں سراعت کر جاتی ہے۔

◆◆◆

H-17, Ali Apartment, IInd Floor, Abul Fazal Encleve,
Jamia Nagar, New Delhi-110025

پروفیسر محمد محفوظ الحسن

مناظر عاشق ہرگانوی کی وسیلۂ نجات نعتیں

''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت کا مجموعہ ہے۔ حمد ہدایت کی راہ اور نعت گوئی وسیلۂ نجات ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے حج پر جانے کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان سے پہلے نعتیں لکھوائیں اور پھر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے سفر کا پروانہ دیا۔ مناظر کی ان نعتوں میں جذبات کی تپش ہے، احساسات کا مرتعش سمندر ہے اور اخلاص کا بیکراں دریا ہے۔ ان میں عقیدت کی شیرینی ہے اور محبت کی مٹھاس ہے۔ یہ نعتیں مناظر عاشق کے لئے اور قاری کے لئے بھی وسیلۂ نجات ہیں۔ ان نعتوں کی ادبی حیثیت کے بارے میں گفتگو کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ ان کے مطالعہ سے ذہنی سکون اور قلب کو راحت نصیب ہوگی۔ روح کی تسکین ہوگی، ایمان میں تازگی آئے گی۔ بصیرت کے دروا ہوں گے اور بصارت کو ٹھنڈک ملے گی ساتھ ہی زبان پاک ہوگی۔ حمد کے یہ اشعار دیکھئے :

ساری متاعِ آگہی
ہر دولتِ دانشوری
گنجینۂ علم و ہنر
یا دفترِ فکر و نظر
انساں کا علمِ معتبر
یارب شناسی کے گہر
سب مل کے بھی کردیں ادا
تعریف و توصیفِ خدا

وصف و ثنائے کبریا
ممکن نہیں ممکن نہیں

اور نعت کے یہ چند اشعار :

محمدؐ سرّ لفظِ کن، محمد رازِ یزدانی
بنائے بزم دو عالم بقائے نظم حقانی

....

ثانی کوئی ہوا ہے نہ ہوگا حضور کا
قد ہے بلند، مرتبہ اعلیٰ حضور کا

....

محمدؐ کی محبت شرط ٹھہری دین و ایمان کی
بجز اس کے نہیں کوئی بھی صورت کام آئے گی

....

جب نعت نبیؐ کی ہوتی ہے
وہ داغ گنہ کے دھوتی ہے
جو یادنبی میں ٹپکا ہو
وہ قطرہ مناظر موتی ہے

توقع ہے مناظر عاشق ہرگانوی کی یہ نعتیں آشوب حیات کا عرفان ثابت ہونگیں۔

◆◆◆

Shams Manzil, Sir Syed Colony,
New Karimganj, Gaya - 823001 (Bihar)

ڈاکٹر امام اعظم

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں میں جاگتے احساس کی چبھن

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی اپنے زمانہ کے ایسے نابغہ ہیں جن کی خلاقی کے خراد پر متنوع شعری تجربوں نے، جدت اور شاعری نے وقار پایا ہے۔ ان کی ندرت فکروفن کا مظہر ان کی نعتوں کا تازہ مجموعہ ہے جس کا نام بھی اچھوتا ہے یعنی ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے''۔ ان کی نعتوں میں تازگی ہے، دل دوزی ہے اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ہے، ایسی چبھن کہ قاری کا دل بھر آتا ہے، کبھی آنکھیں چھلک پڑتی ہیں، کبھی دیدہ و دل سرشار ہو اٹھتے ہیں اور ایمان کی حرارت بڑھتی ہے۔ پہلے مناظر عاشق کے تخیل کی تازگی کی ایک جھلک دیکھیں :

- اسی کے جلوے سے عاشق ہے روشنی ساری ☆ اسی کے نام سے دنیا میں زندگی ساری
- ہر شئے میں ان کا نام ہے اس کائنات کی ☆ خلقِ خدا سے رشتہ ہے کیسا حضورؐ کا

اب ذرا گرونانک اور کبیر داس کی چوپائیوں پر نظر ڈالیں :

نام جس وستو کا انک کر و تم چو گنے داؤ ☆ دو ملا کے پچ گن کر لو بیسے بھاگ لگاؤ
باقی بچے تو نو گن کر لو پیچھے دوئی ملاؤ ☆ نانک اس ودھی ہر شئے میں تم نام محمدؐ پاؤ

....

عدد نکالو ہر چیز سے چو گن کر لو وائے ☆ دو ملائے پچ گن کر لو، بیس سے بھاگ لگائے
باقی بچے تو نو گن کر لو، دو اس میں اور ملائے ☆ کہے کبیرا سنو بھائی سادھو، نام محمدؐ آئے

ان چوپائیوں میں حروف کے ابجدی اعداد سے ریاضی کا جو فارمولا سامنے آتا ہے اس کے

مطابق کائنات کی ہر چیز کے عدد سے محمدؐ کا عدد =۹۲ نکلتا ہے۔اس طور دونوں سنتوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ خالقِ کائنات نے اپنے حبیبؐ کا نوری کرنٹ ہر شئے میں دوڑا رکھا ہے۔ بالفاظ دیگر انہوں نے بھی تائید کی ہے کہ پیغمبر اسلامؐ وجہِ تخلیق کائنات ہیں۔اب دیکھیں کہ ڈاکٹر مناظر کے تخیل نے حسن و وجدان کی آمیزش سے منشاء الٰہی اور نانک و کبیر کے استدلال کی بہت دلکش تجسیم کر دی ہے کہ ''اسی کے نام سے دنیا میں زندگی ساری'' اور ''خلق خدا سے رشتہ ہے کیسا''؟ کی تہہ میں سیرت رسول اکرمؐ کی روشنی میں اترتے جایئے اور فکر و فن کے وجد آگیں کیف سے سرشار ہوتے جایئے۔

ایسی تاثیر محض سخن آفرینی کی نہیں لگتی کہ ''دل چاہتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں''۔ایسی صدائیں فی الواقع تبھی دل سے نکلتی ہیں جب تجربہ انا کا عرفان ہوتا ہے، اپنے وجود کے مقصد تخلیق کی منشائے خالق کا ادراک اور عاقبت کا ایقان ہوتا ہے۔پھر احساس یوں جاگتا ہے :

کچھ کر نہ سکے طاعت واللہ نبیؐ کی ہم ☆ یہ سوچ کے دل اپنا کچھ اور پریشان ہے

تب مرتعش بصیرت، ہادی اعظم و شافع محشرؐ سے دل کے تاروں کو اس طور جوڑ دیتی ہے کہ حبِ نبیؐ کی چنگاری دہکنے لگتی ہے جسے فروزاں کرنے کے لئے شاعر اپنے خالق سے یوں رجوع کرتا ہے :

اسے آباد کر دے اے خدا حبِّ نبیؐ سے
کہ اب تک دیدہ و دل کا مرے خالی مکاں ہے

ایسے احساس سے جگی بے قراری اور وجدانی کیفیت میں شاعر کا دل بھی گاہے گاہے مدحت سرا ہوتا رہا ہے۔خیال ناچیز میں نعت گوئی کا حق بھی ایسی ہی کیفیات میں ادا ہوا کرتا ہے۔بصورت دیگر محض سخن طرازی کے ثمرات میں وہ حلاوت کہاں ملتی ہے جو لبوں پر پھیل جائے۔

انسان عموماً دنیا کے دامِ تزویر یعنی مایا جال میں پھنس کر اپنے دیدہ دل میں دنیا کو ہی بسا لیتا ہے لیکن جیسے ہی زندگی کے کسی مرحلے میں ایماں کی حرارت یہ احساس کراتی ہے کہ وہ صرف دنیا کے لئے نہیں بلکہ دنیا تو اس کے لئے محض ایک میدان عمل کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے لئے ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہے تو اسے دیدہ دل کے مکاں خالی ہونے کا احساس شدید ہوتا ہے تب دل کی گہرائیوں سے ایسی صدائیں نکلتی ہیں :

- آپ کو تو چاہنے والوں کی اپنے ہے خبر
  خواب ہی میں آ کے دل پاکیزہ میرا کیجئے
- کارِ دنیا آپ سے غافل کرے مجھ کو اگر
  لو چراغِ عشق کی اس دم بڑھایا کیجئے
- اک آپ کا سہارا مناظر کو ہے فقط
  کچھ مغفرت کا ہے نہیں سامان مصطفیؐ

یہ صرف مناظر کے جاگتے احساس کی چبھن نہیں ہے بلکہ اپنے سے باخبر ہر اہلِ ایماں کی حس کو بھی کچوکے لگاتی ہے۔ یہی تو شاعری کا کمال ہے کہ یہ شاعر کے احساس، اس کے مشاہدے، اس کے تجربے کو عام حیات کا جزو بنا دیتی ہے لیکن یہ تبھی ممکن ہوتا ہے جب بقول مناظر عاشق :

''شاعری اسلوب، طہارت اور جذبے کی بنیادی ہم کاری ہے اور مختلف تخلیقاتی مراحل سے گزر کر ایک ایسے نقطہ ارتکاز تک پہنچاتی ہے جہاں حسن اور وجدان کی آمیزش سے صوتی ڈھانچے ماورائی معانی سے ارتباط پیدا کر کے نغمات سرمدی بن جاتے ہیں۔'' (گفتنی، ص ۳)

اب دیکھیں کہ موصوف کا خیال ان کے فن میں کس طور اترا ہے۔ کہا ہے :

بخشا ہر ایک ذرّے کو خورشید کا فروغ ☆ ایجاز یہ دکھا گئی صحبت رسول کی

قبل اسلام کے عرب قبائل کی جبلت کو نظر میں رکھیں اور قبولیت اسلام کے بعد ان کی اشرفیت کے عروج پر نظر ڈالیں تو پوری تاریخ انسانی میں وہی دور ایسا سامنے آتا ہے جس میں تخلیق انسانی کی منشاء الٰہی پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ ایسی کایا پلٹ کرنے والی ہستی کون ہے؟:

- وہ جس نے درد دیا دل کو درد کو عظمت ☆ جگر کو سوز دیا اور سوز کو راحت
- دعا دشمنوں کے لئے بھی کرے جو ☆ نہ آیا کوئی آج تک دیں کا رہبر
- کبھی پیٹ بھر جَو کی روٹی نہ کھائی ☆ ہیں مختارِ عالم، چٹائی ہے بستر
- ہیں محتاج و نادار و بیکس کی دولت ☆ وہ بابِ کرم بھی تو بحرِ عطا ہیں
- ہے عرفانِ حق بھی جو بندے کو حاصل ☆ وہی ایسے رشتے کی محکم بنا ہیں

ظاہر ہے خالق کائنات نے جس ہستی کی وجہ سے کائنات کی تخلیق کی انسان کو خلیفہ الارض بنایا اور انسان کے عرفانِ ذات، عرفانِ حق، عرفانِ عشق و منصب کا وسیلہ اسی اپنے حبیب کو بنایا تو پھر ان سے محبت و عقیدت رکھے اور ان کے شعار کی پیروی کیے بغیر کامرانی وفلاح انسانی کیسے ممکن ہے کہ :

محمدؐ کی محبت شرط ٹھہری دین و ایماں کی
بجز اس کے نہیں کوئی بھی صورت کام آئے گی
تفاخر بھی نہیں کچھ خاندانی کام آئے گا
غریبوں اور محتاجوں کی خدمت کام آئے گی

یوں مناظر عاشق ہرگانوی کے تخیلات ہمارے تخیل کو مہمیز، ہمارے احساس کو بیدار اور پندار کو چرکے لگا کر محاسبے پر مجبور کرتے ہیں۔ ایسے جذبہ واحساس کے فنی پیکروں کو محض خوش فکری کی سطح سے اٹھنے والی لہروں سے تعبیر کر کے نہیں گزرا جا سکتا۔ فی الواقع ع

راہے بہ خلوت دل جانانم آرزوست

کی زیریں لہریں شاعر کی نس نس میں دوڑتی نظر آ رہی ہیں۔ بصورت دیگر تسلیم ورضا کی اس منزل پر پہنچنا ممکن نہیں کہ :

- دل مرا واقف کچھ آداب محبت سے نہیں ☆ عاشقِ ناداں سہی کچھ اُس کو دانا کیجئے
- اللہ! مناظر کو دکھا شہرِ نبیؐ تو ☆ ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور
- جب نعت نبیؐ کی ہوتی ہے ☆ وہ داغ گنہ کے دھوتی ہے
- جو یادِ خدا میں جاگتے ہیں ☆ کب ان کی قسمت سوتی ہے
- ہوتی ہے معافی عصیاں کی ☆ جب آنکھ گنہ پہ روتی ہے
- جہاں تک ہے رب کی رضا کا تعلق ☆ وہی ابتدا ہیں وہی انتہا ہیں
- ہم کو بتلا دیا مقصدِ زندگی ☆ جس کو پانے کا بھی راستہ دے گئے

ڈاکٹر ہرگانوی کے دل میں جو اترے، ان کی عقل نے جسے تسلیم کیا وہی اصل مقصد حیاتِ انسانی ہے اور فی الحقیقت انسان کی کامرانی اور انسانیت کی فلاح کا صراط مستقیم بھی وہی ہے جو محسن

انسانیت بتلا گئے، لیکن فی الواقع اطاعت نفس، مقصود زندگی بن گئی ہے جس کے نتائج کو انسان کے ہی ایجاداتی کرشموں نے آئینہ کر رکھا ہے۔ سو سکتی انسانیت اور ظلمت کا دور دورہ ہر آن پوری خلقت کے سامنے ہے باوجود اس کے نفس نے جو ڈگر پکڑ رکھی ہے اس پر پیچھے مڑ مڑ کر توبہ کرتا ہر کوئی گامزن ہے۔ اس صورت حال کا کرب و درد ان کی نعتوں میں بھی خوب ٹپکا ہے، مثلاً ایک آزاد نعت ملاحظہ ہو :

بحر ظلمت میں یا محمدؐ / ہے آپؐ ہی کا بس اک سہارا / فیوضِ شبنم کی خنکیوں سے / عذار
گل ہے / لگی ہے پت جھڑ سے / آگ غم میں / اندھیرا بڑھتا ہی جا رہا ہے / جو
آشکارا ہے یا پیمبر / ہم عاصیوں کے تم ہی مسیحا / تمہارے دم سے ہے ضوفشانی

زمانے کے سرد و گرم کا احساس تو سبھی کو ہوتا ہے مگر ان کے اثرات و مضمرات کے محسوسات کی تجسیم کاری سب کے بس کی نہیں ہوتی۔ یہ تخلیق کار کے ہی جاگتے احساس کی مرہون منت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر مناظر نے نعتیہ شاعری میں اپنے زمانے کے حالات اور اس کے اثرات و مضمرات کی کربناک اور بصیرت افروز تجسیم کاری کی ہے اور ان کے مداوا کے لئے محسن انسانیت کے التفاتِ کرم کی جس طور آرزو کی ہے وہ جاگتے ہوئے احساس کی سراپا مظہر ہے۔

عرفانِ ذات عشق اور عرفانِ تعلیقات معاشرہ پر مبنی احساسات کی دلکش و دلدوز تنویریں اور تصویریں مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں میں بکھری پڑی ہیں۔ ان میں احساسات بظاہر شاعر کے ہیں مگر ہمارے احساسات بن کر دیدہ و دل میں ہلچل مچا دیتے ہیں۔ یوں ان کی نعتوں میں تازگی فکر، فنکارانہ حسن اور اسلوبیاتی تنوع دیدنی ہے جن میں عشقِ رسولؐ کی سوچ آگیں طہارت شاعر کے دل کی آواز بنتی صاف نظر آتی ہے۔

◆◆◆

Director, Maulana Azad National Urdu University,
71-G, Tiljala Road, Kolkata - 700046

محمد متین ندوی

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں عشقِ نبیؐ

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی شخصیت اوران کی ادبی خدمات سے کون واقف نہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی ادبی خدمات سے ناواقفیت ادب کے طالب علم کے حق میں جہالت کے مترادف ہے۔ ایک عام قاری جتنا پڑھ نہیں پاتا اس سے کہیں زیادہ مناظر عاشق لکھتے ہیں اور اپنی تحریروں میں معیار اور ادبی چاشنی کو بھی باقی رکھتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ الہٰ دین کا چراغ ان کے ہاتھ آگیا ہے، جبھی تو مہینے میں ایک نہیں کئی کئی کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آجاتی ہیں، کتابوں کے علاوہ سہ ماہی کوہسار بھی وہ پابندیِ وقت کے ساتھ نکالتے ہیں۔ سچائی تو یہ ہے کہ وہ صرف نام کے عاشق نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں اردو زبان وادب کے عاشق ہیں، عشق میں سود و زیاں پر نظر نہیں ہوتی ایسے ہی وہ بھی سود و زیاں کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ ہی وہ انعامات واعزازات کے پیچھے بھاگتے ہیں، ان کا کام اور ان کی مقبولیت ہی ان کا سب سے بڑا ایوارڈ اور اعزاز ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اردو دنیا میں ان کے برابر لکھنے اور چھپنے والا اس وقت کوئی بھی نہیں ہے اور کمال تو یہ ہے کہ ان کی ہر کتاب میں کچھ نہ کچھ نیا پن بھی ہوتا ہے۔ وہ جس موضوع پر بھی لکھتے ہیں اس کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ زبان و بیان پر قدرت اور ادب پر ان کی گہری نظر ہے، کلاسیکی ادب کے ساتھ ساتھ جدید ادب پر بھی ان کی گہری نظر ہے، وہ ادب میں ہونے والی تبدیلیوں کو برابر محسوس کرتے اور ان کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ان کی تحریر میں شگفتگی اور ادبی چاشنی ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔ وہ صرف ادب ہی نہیں بلکہ ادیبوں پر بھی نظر رکھتے ہیں یہی وجہ ہے بہت سے ایسے ادیب جن تک دوسروں کی نظر نہیں پہنچ سکتی وہاں بھی ان کی نظر پہنچ جاتی ہے۔ ادبی دنیا میں کئی ایسے مشہور نام ہیں، جن کی شہرت و مقبولیت کا سہرا اُن ہی

کے سر ہے کیونکہ ادبی دنیا سے انھیں متعارف کرانے والے وہ ہی ہیں۔ مناظر صاحب میں یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ وہ نئے لکھنے والوں کی ہمت افزائی فراخ دلی سے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مناظر عاشق کی مقبولیت ومحبوبیت کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے، جس پر ان کی شخصیت اور ادبی خدمات پر لکھی گئی کتابیں شاہد ہیں۔ مناظر عاشق پر اب تک دو درجن سے زائد کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور ان کی خود کی کتابوں کی تعداد تو دوسو سے بھی زائد ہے۔ وہ صرف بڑوں کے لئے ہی نہیں بلکہ بچوں کے لئے بھی لکھتے ہیں کیونکہ انھیں ادب اطفال کی اہمیت کا اندازہ ہے، جب بچوں میں ادبی ذوق ہی پیدا نہیں ہوگا تو بڑے ہو کر وہ ادب کی طرف کیسے راغب ہوں گے اور جب بچپن سے ہی پڑھنے کے عادی ہوں گے تو بڑے ہونے کے بعد بھی ان کا ادبی ذوق باقی رہے گا بلکہ روز بروز مطالعہ کا ذوق پروان چڑھتا جائے گا۔ مناظر کے ادبی کاموں پر جب ہم ایک نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ بڑوں کے ہی نہیں بلکہ بچوں کے بھی مقبول ادیب ہیں۔ انھوں نے کئی نئی اصناف سے بھی ادبی دنیا کو متعارف کرایا ہے۔

مناظر عاشق کی ادبی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ایک مضمون میں تو ان کا ذکر بھی نہیں کیا جا سکتا، اس وقت میرے سامنے ان کا نیا شعری مجموعہ ہے جو سال ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ نعتیہ شعری مجموعہ ایسے وقت منظر عام پر آیا جب کہ وہ حج کا ارادہ کر چکے تھے اور تصورات میں مکہ اور مدینے کی گلیوں اور کعبہ اور روضہ اطہر کے دیدار سے سرشار نظر آتے ہیں۔ ان کے تخیل کی پرواز بھی بہت بلند ہے، جس کا مشاہدہ ان کی نعتوں میں کیا جا سکتا ہے۔ ان کی نعتوں کے مطالعہ کے بعد یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ اسلامیات پر بھی وہ گہری نظر رکھتے ہیں۔ دیکھئے ان کی نعت کا ایک شعر

باقی رہے گا، پائے گا دنیا میں یہ فروغ
اسلام، دین حق ہے جو لایا حضور کا

قرآن مجید میں ہے "**انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون**۔ دوسری جگہ ارشاد باری ہے "**وانتم الا علون ان کنتم مومنین**۔" ایک جگہ ارشاد ہے" **جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا**" پہلی آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ قرآن ہمیشہ باقی رہے گا، کیونکہ

جس کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ خود کریں، اس کے مٹنے یا ضائع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری آیت میں مومنوں کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ سربلندی اور عزت ان کے لئے مقدر ہے شرط یہ کہ وہ حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ہوں۔ تیسری آیت میں یہ کہا جا رہا ہے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل کو تو مٹنا ہی تھا، اور یہ ایک عام قاعدہ بھی ہے کہ حق کے سامنے باطل نہیں ٹکتا، جس طرح روشنی کے آگے تاریکی نہیں ٹکتی۔ اس موقع پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خاندانی مسلمان ہونے اور نام کے مسلمان ہونے پر سربلندی اور عزت کا وعدہ نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ وعدہ ان کے لئے ہے جو حقیقی معنوں میں خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ہوں، چاہے وہ خاندانی مسلمان ہوں یا نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہوں۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اسلام کا پودا جب بھی مرجھاتا ہوا نظر آیا ہے تو نئے خون سے اس کی آبیاری کی گئی ہے۔ جیسا کہ تاتاریوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں محبوبیت اور عزت اسی کو ملتی ہے جو حقیقی معنوں میں اس کا تابعدار ہو۔

مناظر عاشق کے مذکورہ شعر میں یاس و ناامیدی کا کہیں شائبہ تک نہیں ہے بلکہ امید کی ایک کرن ہے جو سورج بن کر چمکنے کے لئے بے تاب ہے اور یہ چمک قرآن و حدیث سے واقفیت اور معرفت حق کا نتیجہ ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی نے عشق نبیؐ میں ڈوب کر نعتیں کہی ہیں۔ نعتوں میں تازگیِ فکر اور شدتِ احساس بھی ہے، جس پر ان کی نعتیں شاہد ہیں، اسی کے ساتھ نبی ﷺ کی سیرت سے آگہی اور واقفیت بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ دیکھئے ایک شعر جس میں معراج کے واقعہ کا ذکر بڑے ہی اچھے انداز میں کیا گیا ہے:

معراج مصطفیٰؐ سے صداقت ہے یہ عیاں
کی جس نے انبیاء کی امامت حضورؐ ہیں

اس ایک شعر کے ذریعہ انھوں نے ایک تاریخی حقیقت کو شعری پیکر میں بیان کیا ہے۔ جس پر تاریخ اور سیرت کی کتابیں بھی شاہد ہیں۔ نعت کے چند شعر اور دیکھئے :

● ہم مقصد حیات سے بھی باخبر ہوئے ☆ انسانیت پہ جس کا ہے احساں رسولؐ ہیں

- مناظر نے کہیں دو چار نعتیں اس غرض سے ہی
  کہ آڑے وقت میں اس کو یہ دولت کام آئے گی
- اب جائیں گے ہم بھی مدینہ انشاء اللہ
  روضہ آقا، بانم دیدہ، انشاء اللہ
- ہر دن ہے نگاہوں میں مدینے کا تصور
  ہر رات ہے خوابوں میں مدینے کا تصور

مناظر کے یہ اشعار عشق نبی میں ڈوبے ہوئے اور دیدار مدینہ کی تڑپ لئے ہوئے ہیں۔اپنی نعت کے اشعار کو وہ شہرت ومقبولیت کا ذریعہ نہیں بلکہ نجات کا سامان تصور کرتے ہیں۔حالانکہ ان کے ان اشعار میں فنی خوبیاں بھی ہیں اور شعری حسن بھی۔ظاہر ہے کہ نعت کہنے کے لئے دلِ دردمند اور عشق نبی کی ضرورت پڑتی ہے صرف فن پر قدرت کے ذریعہ اچھی نعت نہیں کہی جا سکتی۔کیونکہ عشق کے بغیر کہی ہوئی نعتوں میں تاثیر نہیں ہوتی اور مناظر کی نعتوں میں تاثیر بھی ہے اور شعری حسن بھی۔ اس موقع پر مجھے اقبال کا ایک شعر یاد آرہا ہے

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اس شعر کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مناظر عاشق کی نعتیں ان کے دل کی آواز اور تخلیق آگہی کا عرفان ہیں۔جب ہی تو اس قدر تاثیر کی حامل ہیں :

نبی کے قتل کو تلوار لے کر تھے عمر نکلے
نہیں معلوم تھا ان کو خدا کا فیصلہ کیا ہے

مناظر عاشق ہرگانوی نگاہ بلند، دل دردمند، دیدار مکہ ومدینہ کے آرزومند، ادب اور فن کے پابند، شعری روایت کے امین، ادبی دنیا کے مکیں، شعروادب کے تاجدار، تنقید وتحقیق کے شہسوار جیسی بہت سی خوبیوں سے متصف ہیں۔ ◆◆◆

شارق عدیل

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں جذبے کی صداقت

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، اردو سماج و معاشرے میں ایک ایسے تخلیقی شجر کی شہرت رکھتے ہیں جس کی تمام تر شاخیں ہر طرح کے ادبی پھولوں سے لدی ہوئی ہیں، اس لئے جس طرف بھی نظر جاتی ہے منظر بہت ہی خوشنما اور علمی روشنی سے منور دکھائی دیتا ہے۔ جو دل و دماغ کو فرحت بخش خوشبوؤں سے معطر کر دیتا ہے۔

چونکہ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، جتنے ناموں سے نثر لکھتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ شعری اصناف میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور نئے شعری تجربات کی تخلیق و ترسیل کے حوالے سے تو ایک تاریخ مرتب کر رہے ہیں، جو کسی بھی طرح ادبی اعجاز سے کم نہیں ہے اور یہی سبب ہے جو ان کی تحریر کردہ کتب کا قد آور سلسلہ مسلسل Guinness Book کے در پر دستک دے رہا ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ وہ اردو زبان و ادب کی سب سے زیادہ کتب تحریر کرنے والے قلمکار کی حیثیت سے Guinness Book میں نمایاں ہو جائیں۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی شخصیت میں سادگی و عاجزی کی مہک ثابت قدمی کا ایک مکمل اشاریہ ہے تبھی تو وہ ایمان کی توانائیوں کو زندگی کے کسی بھی لمحے میں مضمحل نہیں ہونے دیتے ہیں، چونکہ جب وہ روضۂ اقدس کے دیدار کا ارادہ کرتے ہیں تو نعت کی تخلیق میں اس طرح غرق ہوتے ہیں کہ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' نامی کتاب وجود میں آجاتی ہے۔ جس کے حرف حرف سے ان کے ایمان کی طہارتیں پھوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں، جس کا اظہار وہ مکمل ایمانی جذبے کے ساتھ کرتے ہیں :

کارِ دنیا آپؐ سے غافل کرے مجھ کو اگر

لو چراغِ عشق کی اس دم بڑھایا کیجئے

کتاب میں قرآن کی آیات کے بعض ترجمے بھی شائع کئے گئے ہیں، مثلاً سورۃ آلِ عمران میں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، سورۃ النساء میں ہے کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی اور سورۃ الاعراف ''سورۃ الحدید'' سورۃ التحریم'' کے تعلق سے رسولِ اکرم کی عظمتوں کا احساس دلایا گیا ہے۔ جو حمد و نعت کے تخلیقی ابواب میں کتاب کی انفرادیت و اہمیت پر اصرار کرتا ہے۔

چونکہ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے خالقِ کائنات کی حمد و ثنا کی تخلیقی راہوں کو منور کرنے کے لئے بھی قرآن ہی سے روشنی لی ہے اور یہ اعتراف کیا ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی توصیف کا حق ادا نہیں کر سکتا، چونکہ اللہ تبارک تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ سمندر روشنائی بن جائے اور اشجار قلم بن جائیں تب بھی اس کی عطا کا حق ادا نہیں ہو سکتا، تو ایسی صورت میں گناہوں کی پگڈنڈی سے گزرنے والے انسانوں کی بساط ہی کیا ہے جو اس کی تعریف کا حق ادا کر سکیں۔ وہ تو بس اپنے جذبات کی تسکین اور اس امید میں حمد و نعت ہونٹوں پر سجائے رہتے ہیں کہ رب العالمین اس عمل کی برکت سے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

تحریر کردہ احساسات کی حقیقت، ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کے اظہار سے بھی لپٹی ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں...... ''میری نعتیہ شاعری میں تازگی فکر، شدتِ احساس، دلکشی، دلدوزی، اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ضرور ہے۔ ساتھ ہی واقعاتی حقائق بھی ہیں، میں نے ازل سے ابد محیط رسول کے حرف و صوت کی حکایت کو متاع قرار دیا ہے۔ میری نعت گوئی میں جذبِ دروں ہے۔ اور سوزِ دروں بھی ہے۔ شاید گناہ معاف ہو سکے اور بارگاہِ الٰہی میں محبوبیت کا مقام مل سکے۔''

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، نے دیارِ رسول میں قدم رکھنے کے ارادے کے ساتھ جس طرح کے تحریری اور تخلیقی جذبات کا اظہار کیا ہے اس میں ایمان کی محبت افروز شمعوں کو جھلملاتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے نعت کے مقابلے میں حمدیات کچھ کم تخلیق کی ہیں لیکن جذبے کی شدتیں دونوں ہی تخلیقی مقامات پر ایک جیسی نظر آتی ہیں، اس لئے کم وبیش کی بحث ہی فضول ہے۔ اور یوں بھی ربِّ دو عالم تو خود ہی فرماتا ہے جو رسول کا نہیں وہ ہمارا نہیں، اور ممکن ہے کہ شعرا مذکورہ احساس کے زیر اثر ہی نعت کی تخلیق میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں، اور یہ سچائی بھی قابلِ اعتراف ہے کہ حمد کی کاشت سے بھی غافل نہیں رہتے، ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے حمد ونعت کی تخلیق میں غزل کی ہیئت سے بہترین کام لیا ہے۔ چونکہ غزل کی ہیئت میں قوافی اور ردائف کی صدائیں جب آپس میں ہم آہنگ ہوتی ہیں تو روانی اور موسیقی کی لہریں سارے ماحول کو دلاویز بنا دیتی ہیں، ایک مختصر سی حمد میں غزل کی ہیئت کی جادوگری ملاحظہ فرمائیں :

غنچہ، غنچہ، ڈالی، ڈالی، حمدِ ربانی کرے
گل، گلستاں ، پھول ، مالی حمدِ ربانی کرے
ہمقدم کوئل، پپیہے، عندلیب دلفگار
اپنی آوازوں میں خالی حمدِ ربانی کرے
میکشانِ جامِ وحدت جھومتے پیتے رہے
میکدے میں پیالی پیالی حمدِ ربانی کرے
جس طرف جس کو بھی دیکھا ہم نے عاشق دہر میں
ہر شگفتہ خستہ حالی حمدِ ربانی کرے

تحریر کردہ حمد میں خالقِ دو جہاں کی توصیف میں جذبے کی صداقت کے ساتھ کلاسیکل شعری فضا کو بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی ''جدید شعری سمتوں ہی میں سفر کرنا پسند کرتے ہیں، لیکن جب اپنے معبود کی حمد تخلیق کرتے ہیں تو صرف بندگی کے احساس کے ہو کر رہ جاتے ہیں اور جدید وروایت کے تخلیقی روّیوں سے بیگانہ نظر آتے ہیں :

مری غزل ، مرا نغمہ، مری نوا تو ہے
مرے وجود کا یہ لالہ زار تیرا ہے

مقامِ شوق مسافت کا مدّعا تو ہے
یہ راہ تیری ہے یہ رہ گذار تیرا ہے
سرودِ ہستی دوراں میں تیری شیرینی
ندی کا گیت ، رمِ جوئبار تیرا ہے

مذکورہ اشعار کی حمدیہ ترنگ کو دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ شاعر اپنے معبود کی تخلیقی توصیف سے دیر تک لطف اندوز ہونا چاہتا ہے تا کہ اس کے جذبات کے چراغوں کی لویں ایمان کی دھنک سے مزید سرخ ہو جائیں، اور جب شاعر حمد کے تخلیقی کوچے سے نعت کی طرف کوچ کرتا ہے تو اس کی تخلیقی قوّتیں مزید شعری بہاؤ پر مائل نظر آتی ہیں۔ جس کے ثبوت میں چند دو مصرعی نعتیں ملاحظہ فرمائیں :

- جسے دیں کی شرح مکمل کہیں ہم
  عمل سارا ایسا ہے پیارے نبی کا
- یوں مشرکین مکّہ پہ حاصل ہوئی تھی فتح
  خود جیسے منتظر بھی ہو کعبہ حضور کا
- مقامِ احمدِ مرسل سمجھنا غیر ممکن ہے
  ملائک ششدر و حیراں، ہراساں فہم انسانی
- شاہد قرآن پاک ہے خلقِ عظیم کا
  اسلام کے فروغ کا امکاں رسول ہیں
- بخشا ہر ایک ذرّے کو خورشید کا فروغ
  اعجاز یہ دکھا گئی صحبت رسول کی
- ہم مقصدِ حیات سے بھی باخبر ہوئے
  انسانیت پہ جس کا ہے احساں رسول ہیں
- رسولِ پاک جب تشریف لائے
  تو رشکِ طور تھا گھر آمنہ کا

- ہے فخر کہ اُمّت ہم اک ایسے نبی کی ہیں
  جو شمعِ رسالت ہے جو شاہِ رسولاں ہے

رسول اکرم کی توصیف کے شوق و جوش میں تخلیق کی گئی مذکورہ نعت اپنے اندر محبت وصداقت کا ایک بحرِ بے کراں سمیٹے ہوئے ہیں اور اپنے خالق کی رسولِ اکرم سے لگاوٹوں کو پوری انتہاؤں کے ساتھ بیان کرتی ہیں۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے اسلام سے متعلق واقعات کو بھی زندگی عطا کی ہے۔ اور رسول اکرم کے جاں نثاروں کو بھی پوری عقیدتوں کے ساتھ یاد کیا ہے :

- ادا کرلیں دوگانہ بابِ ابراہیم پر ہم بھی
  ہمیں حاصل ہو زمزم ہی سے سیری بھی خدا چاہے
- حضورِ دل سے ہو سُنّت ادا اک ہاجرہ ماں کی
  صفا مروا کی ہو جائے سعی پوری خدا چاہے
- صحابہ کو گوارہ جان دے کر تھا فروغِ دیں
  کوئی دیکھے کہ عشقِ مصطفیٰ کا معجزہ کیا ہے
- چلے دشمن سے لڑنے کو علی سر پر اسے باندھے
  خبر تھی ان کو تقدیسِ ردائے فاطمہ کیا ہے
- ماں، مومنوں کی عائشہ صدیقہ کہتی ہیں
  روشن تھا چہرا چاند سے زیادہ حضور کا

ان اشعار کے علاوہ اور بھی بہت سے اشعار ایسے ہیں جو قرطاس کو باوقار بنا سکتے ہیں لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، نے اپنی کتاب ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' میں پابند اور آزاد منظومات کے ساتھ دوبیتی کو بھی شامل کیا ہے۔ اور رسولِ اکرم کی آمد سے قبل عربوں کی جہالتوں کو بھی شعری زبان عطا کی ہے۔ اور آپ کی آمد کے باب میں جو سیرت وانسانیت کی لافانی مثالیں درج کی ہیں اگر ان کی ہلکی سی جھلک بھی اس دور کے لوگوں کی زندگی میں در آئے تو یہ دنیا پھر سے حق وانصاف کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ اس کے لئے رسول اکرم کی تعلیمات کو پوری طرح زندگی

میں داخل کرنا ہوگا، چونکہ محشر میں سوائے آپ کے کوئی اور سہارا نہیں ہوگا۔ اس کا اعتراف ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے آزاد نظم کی صورت میں جس یقین واعتماد کے ساتھ کیا ہے۔ اس نے ان کے ایمان کی پختگی کو بھی ظاہر کر دیا ہے :

بحرِ ظلمت میں یا محمد
ہے آپ ہی کا بس اک سہارا
فیوض شبنم کی خنکیوں سے
عذار گل ہے
لگی ہے پت جھڑ سے
آگ غم میں
اندھیرا بڑھتا ہی جا رہا ہے
جو آشکارا ہے یا پیمبر
ہم عاصیوں کے تم ہی مسیحا
تمہارے دم سے ہے ضوفشانی

نظم اپنی معنویت میں رسول اکرم کی رحمتوں اور برکتوں کا تذکرہ بہت ہی عمدگی کے ساتھ کرتی ہے۔ اور آخرت میں اُمّت کو آپ کی مسیحائی کا یقین دلاتی ہے۔

اس نظم کو بحر متقارب کے ارکان فعول، فعلُن، پر تخلیق کیا گیا ہے۔ جس کے اول رکن 'فعول' کی ف کو حذف کر دیا گیا ہے۔

میں پہلے بھی اصرار کرتا رہا ہوں کہ آزاد نظم کی تخلیق میں رُکن کی کتر بونت سے اگر شعراء کنارہ کر لیں تو آزاد نظم کا ہر مصرع موسیقی کے سیلاب میں بہتا ہوا نظر نہ آئے تو کہیئے گا، اور رکن کو ابتدا سے تو کسی بھی قیمت پر کاٹنا ہی نہیں چاہیے۔ چونکہ اس وجہ سے بحر کا تعین بھی دوبھر ہو جاتا ہے جو نہیں ہونا چاہئے۔ مذکورہ باتوں پر توجہ صرف اس لئے دلائی ہے کہ نظم ایک ایسے فنکار کی تخلیق ہے جو مکمل اردو دنیا میں اعتبار کی سند رکھتا ہے۔ یہ بھی مانتے ہیں کہ ڈاکٹر ہرگانوی اختراعی ذہن کے مالک ہیں۔ اور

ڈگر سے الگ توڑ پھوڑ بھی کرتے رہتے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کے عقیدے میں قرآن و حدیث اور سنت کی روشنی نمایاں ہے۔ اس لئے مضمون کے آخر میں نعت کا ایک ایسا مطلع پیش کر رہا ہوں جو اپنے معنوی احساس میں شاعر کے جذبات کی صداقت کا علمبردار ہے :

آپ امّت کے ہیں غم خوار مدینے والے
کس طرف جائیں گنہگار مدینے والے

◆◆◆

At & P.o.- Marehra, Dist.- Etah - 207401(U.P.)

انوار الحسن وسطوی

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں میں جذبات محبت رسولؐ

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی اتنے مشہور ایب وشاعر ہیں کہ وہ شخص جو اردو رسالوں، اخباروں اور کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اسے ہرگانوی صاحب کے بارے میں پوری واقفیت ہے کہ موصوف بہت کثرت سے لکھنے اور چھپنے والے ادیب وشاعر ہیں۔ پھر یہ بات بھی اردو ادب کے قارئین کو معلوم ہے کہ مناظر عاشق ہرگانوی گھسی پٹی راہ پر چلنا نہیں چاہتے۔ وہ ہمیشہ نئی راہ نئی ڈگر پر قدم پیما نظر آتے ہیں۔ جدت طرازی اور ندرت پسندی ان کو مرغوب ومحبوب ہے۔ چنانچہ انہوں نے موضوعاتی سطح پر بھی اور ہیئت واصناف اور اسلوب بیان کی سطح پر بھی ہمیشہ اپنی جدت طرازی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی ایک اور پہچان یہ رہی ہے کہ وہ ادب میں جمہوری مزاج کے علمبردار ہیں۔ انہوں نے جہاں ادب کے بڑے بڑے فنکاروں، ناقدوں، شاعروں پر مضامین اور کتابیں بھی لکھی ہیں وہیں چھوٹے چھوٹے، معمولی اور نووارد ادیبوں اور شاعروں کو بھی گفتگو کا نہ صرف موضوع بنایا بلکہ ان پر مبسوط وضخیم کتابیں بھی لکھی ہیں۔ ان کی اس روش سے بعض بڑے ادیبوں اور شاعروں کے ماتھے پر شکن بھی آجاتی ہوں گی۔ مگر مناظر عاشق ہرگانوی ان باتوں کی پروا نہیں کرتے۔ وہ ہر کس وناکس سے مکالمہ کرتے رہے اور ان کا رسالہ ''کوہسار جرنل'' ہر قدیم وجدید ادیب وشاعر کے لئے کھلا ہوا ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی اب عالم جوانی سے گزر کر بڑھاپے کی منزل میں داخل ہورہے ہیں .نہوں نے اپنی پوری زندگی تصنیف وتالیف، مضمون نویسی اور کتاب سازی میں گزاری ہے۔ اپنے کارناموں پر وہ پلٹ کر دیکھتے ہوں گے تو مضامین اور کتابوں کا ایک انبار نظر آتا ہوگا۔ خود ان پر بے

شمار مضامین رسالوں، اخباروں اور کتابوں میں چھپ چکے ہیں۔ان کی ادبی کارگزاریوں پر ان کے ہم عصروں اور دوستوں کی اٹھائیس کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور خود ان کی دو سو کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔
ملازمت سے سبکدوشی کے بعد ہرگانوی صاحب نے جب حج بیت اللہ کا عزم کیا تو انہیں خیال آیا اور شوق ہوا کہ ان کی نعتوں کا ایک مجموعہ بھی ضرور شائع ہونا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی پرانی اور نئی نعتوں کو مرتب کر کے مجموعے کی شکل دی اور سفر حج پر جانے سے پہلے پہلے اسے طبع بھی کرا لیا اور اپنے چاہنے والوں کی خدمت میں اس کتاب کی جلدیں بھی ارسال کر دیں۔

مناظر عاشق ہرگانوی بڑے خوش نصیب انسان ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قلم کا دھنی بنایا اور وہ تا عمر تخلیق و تصنیف کے مشغلوں میں منہمک رہے۔ان کی خوش بختی کے کیا کہنے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا موقع میسر کیا کہ وہ دنیوی فرائض سے سبکدوش ہو کر حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔مزید یہ کہ اللہ نے انہیں ایسی توفیق عطا فرمائی کہ وہ خاصی تعداد میں ''حمد'' اور ''نعتیں'' تخلیق کر سکے اور ان کا مجموعہ شائع کرا سکے۔ لکھنے کے دھن میں ایک ادیب رطب و یابس سب کچھ لکھ جاتا ہے مگر نعتیں لکھنے کی سعادت اللہ جس کو دیدے بس، ہرگانوی صاحب خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے نعتیں لکھیں اور ان کا مجموعہ چھپوایا۔مولانا شبلی نعمانی بھی تحقیق، تاریخ، تنقید وغیرہ موضوعات پر بے شمار کتابیں لکھ چکے تو آخری زمانے میں سیرت النبی لکھنے کی اللہ نے انہیں توفیق بخشی ۔ چنانچہ سیرت النبی کے دیباچہ میں انہوں نے تحریر کیا :

عجم کی مدح کی عباسیوں کی داستاں لکھی
مجھے چندے مقیمِ آستانِ غیر ہونا تھا
مگر اب لکھ رہا ہوں سیرت پیغمبرِ آخر
خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

مناظر عاشق ہرگانوی بھی اپنی قسمت پر ناز کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عمر کے اخیر حصے میں حمد اور نعتیں بھی لکھنے کی توفیق بخشیں۔ چنانچہ مناظر عاشق ہرگانوی بھی مولانا شبلی نعمانی کی طرح کہہ سکتے ہیں :

مگر اب لکھ رہا ہوں مدحت پیغمبر آخر
خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' کی ابتدا میں چار حمدیں ہیں پھر نعتوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ قطعہ کے فارم میں پہلے دو نعتیں ہیں پھر غزل کی ہیئت میں بقیہ نعتیں ہیں اور درمیان میں ایک سلام بھی ہے۔ اردو میں رسول انام ﷺ کے اخلاق فاضلہ اور اسوۂ حسنہ کی تعریف و تحسین میں بے شمار نعتیں لکھی گئی ہیں۔ ان نعتوں کے مطالعہ سے لکھنے والوں کے جذبات اور عشق رسول کا اندازہ ہوتا ہے۔

ہرگانوی صاحب کی نعتیں بھی ان کے عشق رسولؐ اور ان کی مذہب پسندی کی آئینہ دار ہیں۔ انہوں نے نہایت ادب واحترام سے رسول کریمؐ کے حسن اخلاق اور آپؐ کے فضل و کمال کا ذکر اپنی نعتوں میں کیا ہے۔ ہرگانوی صاحب کی یہ خصوصیت ہے کہ غزل کی جانی پہچانی ہیئت اور سانچے میں وہ بڑی سہولت سے اپنے جذبات عقیدت اور محبت رسول کا اظہار کر لیتے ہیں۔ سلاست، سادگی اور روانی ان کے اشعار کو دل پذیر اور قابل مطالعہ بناتی ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیں دقیق الفاظ اور پیچیدہ انداز بیان سے بالکل پاک ہیں۔ چنانچہ ان کے بہت سے اشعار قاری کی زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتے ہیں اور اس کے حافظہ میں محفوظ بھی ہو جاتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں :

ثانی کوئی ہوا ہے ، نہ ہوگا حضورؐ کا
قد ہے بلند، مرتبہ اعلیٰ حضورؐ کا

تخلیق کائنات کی غایت حضورؐ ہیں
سر پر ہے جن کے تاج رسالت حضورؐ ہیں

انساں کیا بیاں کرے عظمت رسولؐ کی
قرآں سے آشکارا ہے رفعت رسولؐ کی

مدحت کا ان کی کیسے بشر سے ہو حق ادا
خود جب خدا ثنا خواں نبی کا دکھائی دے

درود ان پہ بھیجیں خدا اور فرشتے
عظیم اتنا رتبہ ہے پیارے نبیؐ کا

ہے فخر کہ امت ہم اک ایسے نبی کی ہیں
جو شمع رسالت ہے جو شاہ رسولاں ہے

کام آئیں مناظر کو یہ توشے قیامت میں
دامن جو ہیں تر اپنے اور دیدۂ گریاں ہے

چلا ہوں لے کے نذرانہ بس اتنا
کہ آنکھیں نم ہیں کچھ دامن بھی تر ہے

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں کے مطالعہ سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ مکہ و مدینہ کی زیارت کی پختہ نیت کر چکے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ کی نعتیں لکھتے وقت انہیں ہر وقت مدینہ کی یاد آتی رہی۔ وہ خوابوں میں بھی مدینہ کی گلیوں کو دیکھتے تھے اور شہر نبیؐ کے تصور میں بعض اوقات وہ جذباتی بھی ہوئے ہیں اور ان کی آنکھوں سے اشکوں کے قطرے بھی ٹپکے ہیں۔ اپنے سفر مدینہ کے عزم و ارادے پر انہیں ایسی خوشی ہے کہ وہ بسا اوقات جذبات سے مغلوب ہوئے ہیں۔ ان کی ان کیفیتوں کا اظہار ان کے اشعار میں دیکھنے کو ملتا ہے :

ہر دن ہے نگاہوں میں مدینہ کا تصور
ہر رات ہے خوابوں میں مدینہ کا تصور

روضے پہ حاضری ہو، کروں پیش میں سلام
دل میں یہی ہے آرزو، ارمان مصطفیٰ

سبحان اللہ سبحان اللہ مدینہ کا سفر ہے
تصور میں شہ طیبہ کا گھر ہے

چلا ہوں لے کے نذرانہ بس اتنا
کہ آنکھیں نم ہیں کچھ دامن بھی تر ہے

پیشِ نگاہ گنبد خضریٰ دکھائی دے
دل بیقرار نعت ہی پڑھتا دکھائی دے

اللہ مناظر کو دکھا شہر نبیؐ تو
ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور

پڑھیں روضے پہ نعت ان کے مناظر
خدا جلدی ہمیں وہ دن دکھائے

اک آپؐ کا سہارا مناظر کو ہے فقط
کچھ مغفرت کا ہے نہیں سامان مصطفیٰؐ

روز جزا یقیں ہے مناظر نجات کا
عاصی کی جو کریں گے شفاعت حضور میں

کیجئے اپنے مناظر پہ بھی کچھ لطف و کرم
میرے آقا میرے سرکار مدینے والے

مختصر یہ کہ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں کا یہ مجموعہ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' ان کی ادبی زندگی کا ایک اہم واقعہ ہے۔ موصوف کتاب کے پیش لفظ ''گفتنی'' میں رقمطراز ہیں :

''میں نے ازل سے ابد تک محیط رسولؐ کے حرف و صوت کی حکایت کو متاع قرار

دیا ہے۔ میری نعت گوئی میں جذب دروں ہے، مرتعش بصیرت ہے اور سوز دروں
بھی ہے۔ شاید گناہ معاف ہو سکے اور بارگاہ الٰہی میں محبوبیت کا مقام مل سکے۔"

(ص:۴۰)

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے جس دلدوزی کے ساتھ اور عشق رسولؐ میں سرشار ہو کر نعتیں کہی ہیں، یقیناً وہ قبول بارگاہ ہوں گی اور یہ نعتیں ان کے لئے توشۂ آخرت بنیں گی۔ امید قوی ہے کہ اس نعتیہ مجموعے کے مطالعہ سے اس کے پڑھنے اور گنگنانے والوں کے دلوں اور دماغوں میں رسول اکرم ﷺ کی شریعت مطہرہ سے ضرور محبت پیدا ہوگی اور یہ مجموعہ صاحبانِ ذوق کے درمیان ضرور قبولیت حاصل کرے گا اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ انشاءاللہ۔

◆◆◆

Hasan Manzil, Ashiana Colony
Road No-6, Hajipur, Vai Shali - 844101 (Bihar)

ایم نصر اللہ نصر

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتیہ شاعری: ایک تجزیہ

بیسویں اور اکیسویں صدی کے مایہ ناز اردو ادب نگاروں اور قلمکاروں میں پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کا نام نمایاں ہے۔ انھوں نے اردو شعر و ادب کو اپنی گرانقدر تخلیقات سے مالا مال کیا ہے۔ اس کے دامنِ زرنگار کو اپنے افکار و خیالات کے لعل و جواہر سے بھر دیا ہے۔ ان کی شاعری اور نثر نگاری قابلِ تحسین و تکریم ہے۔ غزل گوئی، نظم نگاری، قطعہ نگاری، تنقیدی شعور، تحقیقی علمیت، شعری وزن، ترتیب و تالیف کا ہنر، زبان و بیان پر قدرت، اظہارِ نقد و نظر میں بصیرت افروزی کیا نہیں ہے ان کی تحاریر و تصانیف میں۔ موصوف کو اردو ادب سے دلچسپی ہی نہیں بلکہ انھوں نے اس سے عشق کیا ہے۔ ادب نگاری کا انھیں جنون ہے۔ ان کا بولنا ادب، ان کا لکھنا ادب اور ان کا سوچنا بھی ادبی رشحات سے کم نہیں۔ ان کی تخلیقات میں حیات و کائنات کی تفہیم و ترسیل کا خاص اہتمام ہے۔ فنی کاریگری، تخلیقی ہنر مندی، ذات و کائنات کا محاسبہ اور عصری آگہی کے ماہ و انجم بکھرے پڑے ہیں۔ وہ اتنے فعال اور لکھارو ہیں کہ اب تک ان کی ایک سو ننانوے (۱۹۹) سے زائد کتابیں منظرِ عام پر آکر داد و تحسین کے ڈونگرے حاصل کر چکی ہیں۔ اس سے ان کی تخلیقی سمت اور رفتار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ نیز خود ان کے فن اور ان کی شخصیت پر بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں نظام صدیقی، عبد المنان طرزی، ڈاکٹر نذیر فتح پوری (تین کتابیں) ڈاکٹر محمد محفوظ الحسن، ڈاکٹر مظفر مہدی، افروز عالم، ڈاکٹر شمس تبریز خاں، ڈاکٹر نیر حسن نیر، ڈاکٹر سید جمشید حسن، ڈاکٹر نوشاد عالم اور فردوس خاں رومی کے علاوہ ڈاکٹر امام اعظم، منزل لوہا ٹھیری، احمد معراج، ترنم جمال، شبانہ خاتون، محمد افضل خاں، عذرا مناظ، عرشِ منیر، صفی الرحمٰن راعین، یوگل کشور پرساد (ہندی میں دو کتابیں) اور فراز حامدی

کی بھی ان پر کتابیں ہیں۔فراز صاحب نے تو ان کو اپنا پیش رو بھی تسلیم کیا ہے۔ڈاکٹر غضنفر اقبال اور منزل لوہاٹھیری نے بھی ان پر کتابیں لکھی ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ موصوف کی ادبی و ذاتی شخصیت کافی مقبول و قابلِ قدر رہی ہے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے اردو ادب کی بیشتر اصناف نگارش پر طبع آزمائی کی ہے اور بہترین و معلوماتی تخلیقات کا خزانہ پیش کیا ہے۔چاہے وہ تحقیق و تنقید ہو، تصنیف و تالیف ہو، روایتی غزل ہو یا آزاد غزل یا پھر غزل نما ہر گزرگاہ کی خاک چھانی ہے۔ادب کی ہر گلی سے گزرے ہیں اور تجربات و محسوسات کے عکس ریزے پیش کئے ہیں۔ساختیات، فکشن نگاری اور ادبِ اطفال پر بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ان کے ادبی ترکش کے اضافی تیر کی شمار بندی ممکن نہیں۔ہر دو ماہ میں ان کی کوئی نہ کوئی نئی کتاب منصۂ شہود پر ضرور آتی ہے۔سر دست موصوف کا تازہ تر نعتوں کا مجموعہ ''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' زیر مطالعہ ہے۔

نعت گوئی دراصل ایک نازک صنف سخن ہے۔اس میں حضور اقدس کی تعریف و توصیف مقصود ہوتی ہے وہ بھی ایک حصار الفت میں۔اس صنف میں اس کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے کہ توصیف محمدی میں شاعر جذبات کی لہروں میں اس قدر نہ آگے نکل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات برتر کو خراشیں لگ جائیں۔اللہ کی عظمت سے رسول کی عظمت تجاوز کر جائے اور شاعر گمرہی کا شکار ہو جائے۔یا اس پر کفر کا فتویٰ لگ جائے۔ذرا سی بے احتیاطی اور لغزش سرزد ہو جائے تو خارج ایمان ہو جائے۔نعت گوئی دراصل پُل صراط سے ہوشمندی کے ساتھ گزرنے کا عمل ہے۔یہ تلوار کی دھار پر چلنے کا مشق بھی ہے۔اس عمل میں خدا اور اس کے رسول کے امتیازی مرتبے کا خیال رکھنا لازمی ہوتا ہے۔اللہ کی توصیف میں شاعر جس قدر چاہے اپنے علم و ہنر کا مظاہرہ کرے مگر توصیف محمدی میں اس کے پرواز کی سرحدیں محدود ہیں۔یہاں اس کا حد سے گزرنا اس کی معتوبیت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔اللہ کا فرمان ہے کہ :

''اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔''

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی۔''

''اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔''

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے رسولؐ اللہ کو خود کتنے عزیز ہیں۔ لیکن خالق پھر بھی خالق ہوتا ہے۔ مخلوق اس کا ہم سری کبھی نہیں کر سکتا۔ ہاں مخلوقات میں وہ یکتا اور بے مثال ضرور ہو سکتا ہے اور ہمارے رسولؐ بیشک اس لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کا نہ کوئی ہم سر ہے، نہ ہم صفت اور نہ ہم رتبہ۔ مناظر صاحب نے اس منظر نامے کو نیز رسول سے اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار اس کتاب میں کیا ہے۔ چونکہ وہ سفرِ حج پر بھی جانے والے تھے اس لئے ان کا یہ ایمانی جذبہ بصورت نعت منظرِ عام پر آیا ہے۔ ان کی نعت گوئی ہر لحاظ سے قابلِ تحسین ہے۔ انھوں نے جس انداز سے حضور اکرم کی تعریف و توصیف بیان کی ہے نیز رسول پاکؐ سے اپنی محبت، انسیت اور قلبی لگاؤ کا ذکر بصورت اشعار کیا ہے وہ بے شک قابلِ ستائش ہے۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں :

جب بھی کبھی پڑھا ہے صلے علیٰ محمدؐ — ہر درد مٹ گیا ہے صلے علیٰ محمدؐ
اپنا تو تجربہ ہے اب تک کا یہ مناظر — اک نسخہ کیمیا ہے صلے علیٰ محمدؐ

محمدؐ سرِ لفظ کُن، محمدؐ رازِ یزدانی — بنائے بزمِ دو عالم، بقائے نظمِ حقانی
محمدؐ شوکتِ صبر و شکیب و عزم و دانائی — محمدؐ پیکرِ نوری، شکوہِ روحِ عرفانی
محمدؐ مصحفِ پیغمبری فرمان اللہ کا — محمدؐ آیہٗ وہبی، محمدؐ فیض ربانی
محمدؐ رحمتِ عالم، شفیعِ عرصۂ محشر — محمدؐ ذوقِ فقرانہ، محمدؐ شوقِ سلطانی

بقول شاعر موصوف :

''شاعری اسلوب، طہارت اور جذبے کی بنیادی ہمکاری سے اور مختلف تخلیقاتی مراحل سے گذر کر ایک ایسے نقطۂ ارتکاز تک پہنچاتی ہے جہاں حسن اور وجدان کی آمیزش سے صوتی ڈھانچے ماورائی معانی سے ارتباط پیدا کر کے نغمات سرمدی بن جاتے ہیں اور انسانی حیات کے مختلف مراحل کو اپنے اندر اس طور پر سمیٹے رہتے ہیں کہ مادی محرکات کی جھنکاریں روحانی و وجدانی جھنکاروں سے مل کر بغیر اپنی واقفیت کھوئے ہوئے آفاقی نغمہ بن جاتی ہے۔''

مذکورہ دلیل و بیان سے سرِ مو بھی انحراف ممکن نہیں۔ یہ شاعر کے دل کی آواز اور عمر بھر کے مطالعے، محاسبے اور تجربے کا نچوڑ ہے۔ ایک تو یہ ان کی نعتیہ شاعری اور دوسرے ان کا شعری تجربہ اور تخلیقی شعور نیز ان کے وجدانی عشقِ رسول نے اس کتاب کو تقدس کا شرف عطا کر دیا ہے۔ اپنے شعری اوصافِ کمال کو اس طرح برتا ہے اور اپنے ہنرِ سخن کا مظاہرہ کیا ہے جس کی تعریف کرتے جی نہیں تھکتا۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ شاید میری رائے سے اتفاق کریں :

قد ہے بلند ، مرتبہ اعلیٰ حضورؐ کا　　ثانی کوئی ہوا ہے نہ ہوگا حضورؐ کا
روشن تھا چہرا چاند سے زیادہ حضور کا　　ماں مومنوں کی عائشہ صدیقہ کہتی ہیں

☆

وہ ہادیِ کل ہیں، بڑے رہنما ہیں　　سراپا ہیں رحمت، رسولِ خدا ہیں
وہی ابتدا ہیں وہی انتہا ہیں　　جہاں تک ہے رب کی رضا کا تعلق

☆

بے شک شفیع روزِ قیامت حضورؐ ہیں　　کیا پوچھنا ہے ساقیِ کوثر بھی ہیں وہی
رکھتے وہ جن کے پاس امانت حضورؐ ہیں　　صادق، امیں کہتے تھے کفار و مشرکین

مذکورہ تمثیلات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مناظر صاحب کو سیرتِ محمدی کا گہرا مطالعہ ہے۔ حضورؐ کے اوصافِ حسنہ سے وہ بخوبی واقف ہیں۔ حضور کی حیات اقدس، واقعاتِ حیات و حادثات زندگی سے وہ پوری طرح آشنا ہیں۔ ایک ایک منظر کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ان کی سخن گستری کی داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ ملاحظہ کریں :

لگتا گلوں کی خوشبو ، لطافت حضورؐ ہیں　　جس راہ سے گزرتے وہ ہو جاتی مشک بار
بے شک ہمارے درد کے درماں رسول ہیں　　اہلِ جہاں کے واسطے ہیں رحمتیں تمام
خدا نہیں ہے مگر نا خدا ہے انساں کا　　وہ خضرِ راہ ہے وہ رہنما ہے انساں کا

نظمیہ انداز میں بھی نعت گوئی کی ہے جو واقعی قابلِ رشک ہے۔ اس طرز بیان سے شاعر کی سخندانی اور علمیت کا اندازہ خوب ہوتا ہے۔ شاعر نے کس کس انداز اور ہنرمندی سے اشعار کی نوک

پلک کوسنوارااور سجایا ہے۔اس کی مرصع سازی اور نغمہ نگاری کا قایل ہوناہی پڑتا ہے۔مثال دیکھیں:

نورِ خدا/ ماہِ مبیں/ختمِ رسل/ حاکمِ کل/سرورِ دیں/حسن کی دنیا میں/ وہ محبوبِ حسیں/
خلوتِ قوسیں کے/ اورنگ نشیں/ امتِ عاصی سے/کہیں دور نہیں/ نورِ ازل/ نورِ
مبیں!!

اس مختصر بحر کی چھوٹی سی نظم میں شاعر نے حضورؐ اقدس کی اتنی ساری صفات کا تذکرہ کردیا ہے جس کی مثال شاید ہی ملے۔ جیسے انھوں نے دریا کو کوزے میں بھر دیا ہے۔ کس قدر خوبصورت انداز، شیریں لہجہ اور حقیقت نگاری کا مظاہرہ، بے شک ان کے خامۂ گہر بار کو چوم لینے کا من کرتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ عہد حاضر میں پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کا شمار موقر قلمکاروں میں ہوتا ہے۔ وہ استاد الشعرا بھی ہیں اور رہنمائے ادب بھی۔ادب نگاری کی وہ کون سی صنف ہے جس میں انھوں نے طبع آزمائی نہ کی ہو۔"ہر فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا" کے مصداق ان کی علمیت، ہنر مندی اور واقفیت کا میں دل سے اعتراف کرتا ہوں اور داد بھی دیتا ہوں کہ اردو کی ایک ایسی شخصیت ہمارے درمیان ہے۔اللہ ان کا حج قبول فرمائے۔آمین۔

اک آپ کا سہارا مناظر کو ہے فقط　　کچھ مغفرت کا ہے نہیں سامان مصطفیٰ
فضلِ خدا ہو تجھ پہ مناظر بہ روزِ حشر　　بگڑی تری بنادے شفاعت رسول کی
اللہ مناظر کو دکھا شہرِ نبیؐ تو　　ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور

◆◆◆

Shalimar Apartment
3/A, Satyen Bose Road, Block-C, Bakulata,
Howrah - 711109 (West Bengal)

ڈاکٹر ایم صلاح الدین

مناظر عاشق نے مدحت کو بھی نو رنگ سے باندھا

نعت، مدحتِ رسول اکرمؐ پر مبنی موضوعاتی شاعری کی ایک صنف ہے جسے کچھ لوگوں نے تبرکاً کہا ہے تو بعضوں نے مستقلاً اس صنف پر طبع آزمائی کی ہے۔ اس کے لئے کوئی ہیئت مخصوص نہیں۔ البتہ مترنم بحروں کا استعمال بکثرت ملتا ہے۔ لیکن جب لوگوں نے موضوعاتی تکرار سے گریز اور فکر کو انگیز کیا تو وجد آگیں سُر ٹوٹ سا گیا ہے۔ ہاں! فکر وفن کے موزوں امتزاج سے نعتوں نے رفعت ضرور پائی ہے اور اپنی اثر آفرینی سے قلب ونظر کو ملتفت کرنے میں کامیاب بھی رہی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی کے یہاں یہ اسلوب حاوی نظر آتا ہے۔ البتہ یہ دیگر اصناف سخن کے مقابلے اس صنف پر مائلِ مشقِ سخن کم نظر آتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ جب جب جذبے کے وفور نے مجبور کیا ہے تو ان سے نعت صادر ہوئی ہے اور توشۂ عاقبت بنی ہے۔ اس رویہ کا مظہر خود ان کا کلام ہے، کہا ہے :

جب نعت نبی کی ہوتی ہے ☆ وہ داغ گنہ کے دھوتی ہے

کام آئیں مناظر کو یہ توشے قیامت میں ☆ دامن جو ہیں تر اپنے اور دیدۂ گریاں ہے

ظاہر ہے تضرّع آمیز مدحت ہی گنہ دھونے والی ہوگی اور تضرّع وزاری، جذب وسوزِ عشق کے بغیر نہیں اُمڈتے۔ پھر یہ کہ ایسی کیفیتیں گاہے گاہے ہی طاری ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے مناظر عاشق کی شعری کائنات میں نعتوں کی کہکشاں محدود نظر آتی ہے۔ پھر بھی ان میں جو اسلوبیاتی و موضوعاتی تنوع ہے، جذب وکیف کی فراوانی ہے اور فکر وفن کی تازگی ہے وہ دیدنی ہے اور مناظر کو دیکھ کر ان کی بابت جو تصور قائم ہوتا ہے وہ بکھرتا ہے کہ جذبہ تو شاعری کا لازمہ ہے مگر ایسی نعت گوئی کے لئے بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے۔

مناظر عاشق آزاد شاعری کے رجحان کو توسع اور ترفع دینے والوں میں سے ہیں۔ سو اس اسلوب میں بھی نعت گوئی کی ہے اور خوب کہی ہے۔ مثلاً یہ نعت دیکھیں :

نسل آدم کا انوکھا شاہکار/ سارے انساں میں حسیں/ قد میانہ، ہر طرح موزوں بدن/ منفرد بے مثل اور کامل تریں!/ چوڑی پیشانی پہ رقصاں آفتاب/ دونوں آنکھیں خوبصورت اور ہرنوں سے بڑی/ خود بہ خود کا جل لگی/ دانت جب آئیں نظر/ قطرۂ شبنم سے بھی افزوں چمک/ ہونٹ جیسے برگِ گل/ بات سے موتی جھڑے/ دل سبھوں کا موہ لے/ پیکر صدق وصفا/ نیک خصلت، نرم خو اور پارسا/ اس کی سیرت، سیرتِ افضل تریں/ رحمت اللعالمین/ جان کر اس کو امیں/ لوگ رکھیں مال وزر بھی اس کے پاس/ بے ہراس/ دیکھ کر مظلوم انسانوں کا حال/ دل نڈھال/ دوسروں کے درد کے احساس سے/ دل گھٹے/ کلبلاتے چپکے چپکے انقلاب/ سارے انساں کی بھلائی کے لئے/ نسل آدم کا انوکھا شاہکار/ منفرد بے مثل اور کامل تریں/ سارے انساں سے حسیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس میں سرورِ کائنات کی صورت وسیرت کو اتنی طہارت، نفاست اور تازگی سے نظم کیا ہے کہ انبساط اور روح کو سرور ملتا ہے اور آقاؐ کی رفعت وعظمت دل میں جاگزیں ہوتی ہے۔ ایسی متعدد آزاد نعتوں کے علاوہ مسدس کی ہیئت میں ایک نعت ہے۔ جس کا مطلع ہے۔

عرب ایک مرکز تھا گمراہیوں کا ☆ ہوس کاریوں اور بدکاریوں کا

اس میں وجہ بعثتِ نبویؐ یعنی بوقت بعثت حالاتِ عرب اور اعجازات نبوی کو محض چھ بندوں میں اتنی لطافت سے سمویا ہے کہ نہ صرف قبل اسلام کا پورا عہد آنکھوں میں پھرنے لگتا ہے بلکہ خاتم النبیینؐ کی بعثت کی لازمیت فہم میں سما جاتی ہے۔

پابند نظم کی ہیئت میں سے ایک نعت ایسی ہے۔ جس کا مطلع ہے۔

وہ جس کے نور نے بخشا ہے نور آنکھوں میں ☆ شرابِ شوق کی مستی سرور آنکھوں میں

اس کا ہر بیت اپنا الگ جہانِ معنی بسائے ہوئے ہے جس میں درد ہے اور سوز بھی، کیف ہے

اور وجد بھی، عظمت انساں ہے اور رفعتِ نبوی بھی، ہر شعر فکر انگیز اور خیال مہمیز ہے۔ اس کا فنی رچاؤ ایسا کہ خیال کی رَو بھٹکتی ہے۔ نہ تلازموں کی لے ٹوٹتی ہے۔ ہر بیت ایک دوسرے سے ایسا گوندھا، تاثر اور مرکزی خیال کا ایسا ارتکاز کہ نعت ختم کرتے کرتے وجدانی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے۔ دلیلاً صرف اس کے دو اشعار پر اکتفا کرتا ہوں، دیکھیں :

وہ جس نے درد دیا دل کو درد کو عظمت ☆ جگر کو سوز دیا اور سوز کو راحت

وہ خضرِ راہ ہے وہ رہنما ہے انساں کا ☆ خدا نہیں ہے مگر نا خدا ہے انساں کا

ختم الرسل کی محبوبیت، عظمت، رفعت، رحمت اور معجزات و تصرفات نعتیہ شاعری کے موضوعات رہے ہیں۔ مناظر عاشق نے بھی انہیں تمام و کمال برتا ہے مگر کہیں کہیں فکر و فن کی لالہ کاری میں یہ منفرد نظر آتے ہیں۔ مثلاً یہ دیکھیں۔

محمدؐ سرِّ لفظ کن، محمدؐ رازِ یزدانی ☆ بنائے بزمِ دو عالم بقائے نظمِ حقانی

مقامِ احمدِؐ مرسل سمجھنا غیر ممکن ہے ☆ ملائک ششدر و حیراں، ہراساں فہمِ انسانی

دراصل ہستیِ پاک، کائنات کے ایسے عجائبات میں سے ہے جن کی ایک ایک جنبشِ نگاہ و لب اور حرکت و عمل کی بوقلمونی لامتناہی درہائے ناسفتہ کی حامل ہیں۔ لہٰذا چودہ صدیوں سے ان کی مدحت و سیرت نگاری کا سلسلہ جاری ہے مگر عاشقین کی سیری نہیں ہو سکی اور جب تک دنیا میں ان کے عاشقین کا وجود رہے گا ہر عاشق ان جنبش و عمل کو اپنی اپنی نظر سے دیکھتا اور اپنے انداز سے آئینہ کاری کرتا رہے گا۔ مناظرؔ نے یہاں اسی خیال کو فنی پیکر عطا کیا ہے۔ جس میں تازگی ہے، ندرت ہے اور گہرائی ہے۔ صرف اک جنبش نگاہ احمدؐ کو مناظر نے کیا پایا اور اسے کیسے برتا ملاحظہ ہو۔

- قاتل سے کوئی پوچھے، بسمل وہ بنا کیسے ☆ شمشیر بدست آیا اور شاہؐ پہ قرباں ہے
- کیسی حیات آفریں تھی آپ کی نگاہ ☆ اصحافؓ اک اشارے پہ دیں جان مصطفیؐ

شعر اول حضرت عمرؓ بن الخطاب کے کردار کی لالہ کاری کرتا ہے، قبل اسلام جن کی طبعی سخت گیری اور جلالی کردار کی دھاک قبائل عرب میں بیٹھی تھی وہ جب نگاہ احمدؐ کے بسمل ہوئے تو اپنے ہی نفس کے ایسے قاتل بن گئے کہ شاہِ دیںؐ کے غلام و جاں نثار ہی نہیں نمونۂ حلم و فروتنی بن گئے۔ آقا کی

ایک ایک سنت کو حرزِ جاں بنایا۔ ان سے ملی وراثت کو اتنا استحکام وفروغ دیا کہ عمر بن الخطاب سے فاروقِ اعظم بن کر تاریخ انسانی میں نمایاں ہو گئے اور خلافت کا رول ماڈل بن گئے۔ ان ہی کے فیض سے ریگ عرب، بنا خورشید، ایسی تھی مناظر کی نظر میں حیات آفریں نگاہِ احمد مرسل، اس لئے کہا :

- بخشا ہر ایک ذرّے کو خورشید کا فروغ ☆ اعجاز یہ دکھا گئی صحبت رسول کی
- جہاں تک ہے رب کی رضا کا تعلق ☆ وہی ابتدا ہیں وہی انتہا ہیں

یہ تو سب پر عیاں ہے کہ خواہ یہ دنیا ہو یا وہ دنیا رب کی رضا کے بغیر کامرانی کا کوئی تصور ممکن نہیں اور رب ذوالجلال نے اپنی رضا، اپنے حبیب کی ہر ہر اداؤں پر فریفتگی اور وارفتگی سے متعلق کر رکھی ہے۔ لہذا وہی رضائے الٰہی کے حصول کی ابتدا ہیں اور وہی انتہا بھی ہیں جن کی حلیمی، فروتنی اور درمندی کا بقول مناظر یہ عالم تھا کہ۔

- کبھی پیٹ بھر جَو کی روٹی نہ کھائی ☆ ہیں مختار عالم، چٹائی ہے بستر
- مناظر وہ سلطانِ عالم تھے لیکن ☆ کھدائی میں خندق کی ڈھوتے تھے پتھر

جو مختار عالم ایسے تھے کہ اپنے رب کی طرف اک نگاہِ ترحم اٹھاتے تو انواع نعمت فرشتے لے کر حاضر ہو جاتے، ان کا صرف اک اشارہ ہوتا تو مخلوقات خندقیں کھود دیتیں۔ پھر بھی آپؐ نے وہ سب کچھ کیا جو طبع حسنہ گوارہ کر سکتی تھی اور کوئی انسان کر سکتا ہے لیکن جو جری سے جری وقوی تر انسان برداشت نہیں کر سکتا وہ سب انتہائی صبر وشکر سے جھیلا ہے اور ہر کسی وناکس کے درد کا مداوا ہمدرد بن کر کیا ہے۔ ایسے تھے شعارِ مجتبیٰ جو بنی نوع انساں کے لئے سدا اسوہ یعنی رول ماڈل بنے رہیں گے۔

مناظر کے اسوۂ حسنہ کو فنی پیکر دینے کی منشا بھی یہی ہے کہ لوگوں کے دل میں یہ اتر سکیں تاکہ ہماری زبوں حالی کا مداوا ہو سکے۔ اس لئے مرکزِ نور وایماں سے حقیقی ناوابستگی کے سبب ملتِ اسلامیہ پر چھائی زبوں حالی پر دل سوزی ودردمندی نعتِ مناظر میں خوب ملتی ہیں لیکن ان کے برتاؤ میں ''کہیں کہیں شعریت کا حریری آنچل ان کے ہاتھ سے پھسل گیا ہے۔'' اپنے عجز کو انہوں نے چھپایا بھی نہیں ہے کہتے ہیں۔

مناظر، نعت، محبوبِ خدا لکھے بھی کیسے ☆ نہ اس کا علم ہے ایسا، نہ وہ زورِ بیاں ہے

یہ ضرور ہے کہ اس نوع کے شاعرانہ عجز سے مبرا کوئی نہیں ہے کہ تخلیقی مرحلہ اتنا سہل کہاں ہوتا ہے۔البتہ شعریت کا پھبن وہاں خوب ہے جہاں حبّ احمدؐ کا سوز جلوہ فگن ہوا ہے۔ مثلاً یہ دیکھیں :

- جو یادِ نبیؐ میں ٹپکا ہو☆ وہ قطرہ مناظرؔ موتی ہے
- لبوں پہ اپنے حلاوت سی پھیل جاتی ہے☆ کہ جیسے شیریں ثمر ہے رسولؐ پاک کا نام
- آپ کو تو چاہنے والوں کی اپنے ہے خبر☆ خواب ہی میں آئے دل پاکیزہ پیدا کیجئے
- اللہ! مناظرؔ کو دکھا شہرِ نبیؐ تو☆ ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور
- چلا ہوں لے کے نذرانہ بس اتنا☆ کہ آنکھیں نم ہیں، کچھ دامن بھی تر ہے

اس طور مناظر عاشق ہرگانوی کی نعتوں میں جو اسلوبیاتی و موضوعاتی تنوع، عقیدت کی خوشبو، خلوص کی حلاوت، جذبے کی صداقت، سوزِ عشق کی حرارت، فکر کی ندرت اور زبان و بیان کی طہارت و نفاست ملتی ہیں وہ سرسری نظر ڈال کر گزرنے نہیں دیتیں بلکہ دل کی دھڑکنوں میں یہ فکر سما ہی جاتی ہیں کہ۔

اسے آباد کر دے اے خدا حبّ نبیؐ سے
کہ اب تک دیدہ و دل کا مرے خالی مکان ہے

(مناظر عاشق)

◆◆◆

Ram Nagar, Nahra, Darbhanga - 847233 (Bihar)

ڈاکٹر مجیر احمد آزاد

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی میں صدائے رحمتؐ

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کی شخصیت مختلف الجہات ہے۔ان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں میں سب سے زیادہ متاثر کرنے والی خوبی محبت ورواداری ہے۔ یہ محبت ''سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانہ'' کے مصداق ہے۔وہ ایک کثیر التصانیف ادیب وفنکار ہیں۔اب تک تقریباً دوسو تصنیفات و تالیفات ان کے ادبی اعمال نامے کا حصہ بن چکی ہیں۔ادب کی شاید ہی کوئی صنف ان کے ذوق و شوق کا نمائندہ نہ بن سکی ہو بلکہ بیشتر اصناف میں انہوں نے طبع آزمائی کی ہے۔اور اردو کو نئی نئی کتابیں دی ہیں۔ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔

ثنائے جلیل کے بعد اگر کوئی گفتگو مقدس ہو سکتی ہے تو وہ ہمارے پیارے نبی محمدؐ کی توصیف میں زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ، ہر صدا باعث رحمت اور اطمینان وسکون قلب ہے۔ نبیؐ کی تعریف میں جتنا گنگنایا جائے کم ہے۔ نبیؐ پاک کی ذات بابرکت کے تمام لمحے قابل تقلید ہیں اور ان سے انسانی زندگی کی فلاح یقینی ہے۔ گفتنی کے عنوان سے انہوں نے اس مجموعے کے پیش لفظ میں قرآن مجید میں رسولؐ کی اطاعت وفرماں برداری کے احکام وبیان کو سلیقے سے قارئین کے روبرو کیا ہے۔سورۃ آل عمران، سورۃ النساء، سورۃ الاعراف، سورۃ الحدید، سورۃ التحریم وغیرہ میں رسول عربی محمدﷺ سے محبت، اطاعت، پیروی اور وابستگی کے تعلق سے موجود آیات کا مفہومی ترجمہ کرتے ہوئے پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ اس کائنات میں ایک ہی ذات ہے جس کی تعریف وتوصیف سے دلوں کو روشن کیا جاسکتا ہے۔اسی نثری تحریر میں وہ اپنی نعت خوانی کے بارے میں لکھتے ہیں :

''میں نے ازل سے ابد تک محیط رسولؐ کے حرف وصوت کی حکایت کو متاع قرار دیا ہے۔

میری نعت گوئی میں جذب دروں ہے، مرتعش بصیرت ہے اور سوز دروں بھی ہے۔ شاید گناہ معاف ہو سکے اور بارگاہ الٰہی میں محبوبیت کا مقام مل سکے۔" (ص:۴)

اس مجموعے کی باضابطہ ابتدا حمد سے ہوتی ہے۔ حمد میں سورہ مریم اور سورہ کہف کے اقوال سے بصیرت حاصل کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا انسان کے لئے مکمل نہیں، جیسے ابدی حقیقت لئے خیالات موزوں کئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہوں پہلی حمد کے آخری چند اشعار :

انسان کا علم معتبر   یا رب شناسی کے گہر
سب مل کے بھی کردیں ادا   تعریف و توصیف خدا
وصف و ثنائے کبریا   ممکن نہیں ممکن نہیں

مشمولہ چاروں حمد پاک کا لفظ لفظ اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف سے مزین ہے۔ پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی نے اللہ تعالیٰ کی توصیف کا جو لہجہ اختیار کیا ہوا ہے اس میں بندگی کا حسن ہے۔ اطاعت اور معبودیت سے لبریز جذبات شعر کے پیکر میں باادب سر بہ سجود ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

- یہ کائنات یہ رنگ بہار تیرا ہے   فلک کا روپ زمیں کا نکھار تیرا ہے
- صبا میں رقص گلوں میں خمار تیرا ہے   چمن چمن میں شجر نغمہ بار تیرا ہے
- غنچہ غنچہ ڈالی ڈالی حمد ربانی کرے   گل، گلستاں، پھول مالی حمد ربانی کرے

حمد پاک کے بعد نعتیہ شاعری کا رنگ اطاعت رسول اور سیرت پاک کے محبت سے لبریز ہے۔ اس مجموعہ میں نعت پاک کا آغاز اس طرح سے ہوا ہے :

جب بھی کبھی پڑھا ہے صلے علیٰ محمدؐ   ہر درد مٹ گیا ہے صلے علیٰ محمدؐ
اپنا تو تجربہ ہے اب تک کا یہ مناظر   اک نسخہ کیمیا ہے صلے علیٰ محمد

نعت کی تخلیق بڑی ہی احتیاط کی متقاضی ہوتی ہے۔ فکر میں ذرا سی لغزش ثواب کے بجائے ایمان اور مذہب پر سوال کھڑے کر دیتی ہے۔ جذبات میں ذرا سی بداحتیاطی شرک وکفر کی سرحد کے قریب پہنچا دیتی ہے۔ رسول کا مرتبہ ان کے شایان شان بیان نہ ہونے سے ہتکی ہو جاتی ہے اور حق رسول ادا نہیں ہو پاتا ہے۔ صرف الفاظ کی بندش سے محبت رسول کا عظیم ومعتبر جذبہ پورا نہیں ہوتا ہے

بلکہ اس میں طہارت خیال، دل کی پاکیزگی اور سب سے بڑھ کر سیرت پاک کا مطالعہ اور ایمانی جذبہ درکار ہے۔ نعتیہ شاعری کرنے والوں میں مذکورہ خیالات کی پاسداری کرنے والے شاعر نہ صرف پسند کئے جاتے ہیں بلکہ ان کا دل ان نغموں سے مسرت حاصل کر لیتا ہے اور قرب الٰہی کے ساتھ ساتھ حب رسول کا شیدائی کہلانے کا حقدار بن جاتا ہے۔ شاعر مناظر عاشق ہرگانوی نے ان تمام باتوں کا خیال رکھا ہے جن میں عظمت رسول اور سیرت پاک سے انس کا جذبہ موجود ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری سے چند اشعار ملاحظہ کیجئے :

- محمدؐ سر لفظ کن ، محمدؐ راز یزدانی — بنائے بزم دو عالم بقائے نظم حقانی
- جہان فکر پر چھائی ہوئی ہیں ظلمتیں ہر سو — محمدؐ عالم افکار میں قندیل نورانی
- شاہد قرآن پاک ہے خلق عظیم کا — اسلام کے فروغ کا امکاں رسولؐ ہیں
- امام الانبیاء، فخر رسل ہے ذات ان کی — کہ ان کے جیسا محبوب خدا کوئی کہاں ہے
- جن کو عرب کے کافر و مشرک صادق اور امیں کہتے ہیں — ان کا امانت دار بھی جو تھا صلی اللہ علیہ وسلم
- محمدؐ کی محبت شرط ٹھہری دین و ایماں کی — بجز اس کے نہیں کوئی بھی صورت کام آئے گی
- لبوں پہ اپنے حلاوت سی پھیل جاتی ہے — کہ جیسے شیریں ثمر ہے رسول پاک کا نام

اس نعتیہ مجموعہ کے آخر میں ایک اہم نکتہ کا انکشاف شاعر نے کیا ہے۔ کبیر کی ایک چوپائی پیش کرتے ہوئے انہوں نے یہ بتایا ہے کہ کبیر کے فارمولے کے مطابق ”کسی بھی لفظ کا عدد نکالنے کے لئے اسے چار سے ضرب دیجئے۔ دو عدد اس میں جوڑ کر پانچ سے ضرب دیجئے اور بیس سے تقسیم کیجئے۔ باقی جو بچے اسے نو سے ضرب دیجئے اور دو جوڑ دیجئے۔ ماحصل جب بھی آئے گا ۹۲ ہوگا جو لفظ محمد کا عدد ہے۔“ کا عملی تجربہ کر کے مثالیں دی ہیں۔ میں یہ ذکر پہلے بھی کر چکا ہوں کہ مناظر عاشق ہرگانوی کا ذہن ہر دم کچھ نیا سوچتا رہتا ہے اور وہ صرف سوچنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے ہیں بلکہ اس کو عملی طور پر بھی اپناتے ہیں۔

شاعر کا دل محبوب خداؐ کی محبت سے سرشار ہے۔ سیرت پاک کے مطالعے سے ان کی تخلیقی خو کو نیا باب حاصل ہوا ہے۔ چند اشعار پیش کرتا ہوں :

● اسلام کے فروغ کا وہ بھی ہے اک سبب　　خلق عظیم ہو کہ ہو سیرت رسولؐ کی

● اثر تھا دعوتِ توحید میں ہی　　بدل ڈالا تھا جس نے رخ ہوا کا

● انگلی کا مصطفیٰ کی اشارا جو اک ہوا　　دو ٹکڑے پھر تو چاند بھی ہوتا دکھائی دے

● زباں پر سدا ہے محمدؐ کا نام　　وظیفہ بڑا ہے یہی لا کلام

''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' کا شاعر صرف شاعر نہیں ہے بلکہ نقد ادب کا ایک معتبر دستخط بھی ہے۔ اس لئے تعریف رسولؐ کے اپنے جذبے کو شاعری سے ہم آہنگ کرنے کی تخلیقی بنت کو اس طرح دیکھتے ہیں :

''شاعری اسلوب، طہارت اور جذبے کی بنیادی ہمکاری سے اور مختلف تخلیقاتی مراحل سے گذر کر ایک ایسے نقطۂ ارتکاز تک پہنچاتی ہے جہاں حسن اور وجدان کی آمیزش سے صوتی ڈھانچے ماورائی معانی سے ارتباط پیدا کر کے نغمات سرمدی بن جاتے ہیں اور انسانی حیات کے مختلف مراحل کو اپنے اندر اس طور پر سمیٹے رہتے ہیں کہ مادی محرکات کی جھنکاریں روحانی و وجدانی جھنکاروں سے مل کر بغیر اپنی واقفیت کھوئے ہوئے آفاقی نغمہ بن جاتی ہیں۔'' (ص: ۴-۳)

انہوں نے گفتنی میں لکھا ہے کہ ''میری نعتیہ شاعری میں تازگی فکر، شدت احساس، دل کشی، دل دوزی اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ضرور ہے۔ ساتھ ہی واقعاتی حقائق بھی ہیں۔'' اور اس قول کی روشنی میں شاعر کا تخلیقی سفر پوری طرح کامیاب و کامران ہے۔ اللہ تعالیٰ پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کی تمام نعت پاک کو قبول کرے، ان کی نعت گوئی کو استناد حاصل ہو اور اسے پڑھنے والوں کو بھی خدا اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

یا نبی احساں دل عاشق پہ اتنا کیجئے　　جذبہ اپنے عشق کا کچھ اس میں پیدا کیجئے

جب بھی لکھنے کو بیٹھوں آپ کی میں نعت پاک　　چپکے سے میرے تصور میں سمایا کیجئے

◆◆◆

Mohalla-Faizullah Khan, Khan Saheb Ki Deorhi,
Darbhanga - 846004 (Bihar)

امتیاز احمد راشدؔ

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں سوچ آگییں طہارت

دنیائے اُردو ادب میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہیں جن کے پاس ہیرے جواہرات یا شاہی محلات تو نہیں ہوتے مگر ان کے پاس حسن اخلاق، پاکیزہ کردار، معلّمانہ اطوار اور اعلیٰ اقدار کا بیش بہا اثاثہ ہوتا ہے، جس کی بدولت وہ اپنی ادبی خدمت، علمی صحبتوں اور اخلاقی کاوشوں سے نہ جانے کتنے ہی لوگوں کو پستی وگمنامی اور احساس کمتری کے غار سے نکال کر میدانِ علم وعمل کا شہسوار بنا دیتے ہیں۔ خواہ وہ منصب کے اعتبار سے ہو یا قلم اور زبان و بیان کے لحاظ سے یا درس و تدریس کے ذریعے سے۔ ان ہی عظیم وہمہ جہت شخصیتوں میں ایک نام الحاج ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کا ہے جو عصرِ حاضر میں صفِ اول کے نادر الوجود قلمکار، بلند عزائم اور حوصلوں کے ترجمان، سوز و یقین کی دولت سے مالا مال، نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُر سوز شخصیت کے حامل ہیں۔ جن کے علمی، صحافتی، تخلیقی، تحقیقی اور اختراعی ذہن وخدمات کا اعتراف عالمی سطح پر دنیائے اُردو زبان وادب کے ہر معلم ومتکلم کو ہے کہ ان جیسی ہی روشن وتابناک شخصیتوں کے دم قدم سے اردو زبان وادب میں ہنوز رونق، رنگ، نمو، آن اور شان باقی ہے۔

ملک کی یونیورسٹیوں، بڑے وچھوٹے کالجوں نیز اسکولوں میں درس وتدریس کے منصب جلیلہ پر فائز ہزاروں اساتذہ کرام، ڈاکٹر ہرگانوی صاحب کے رہین منت ہیں۔ جن خوش نصیب طلبہ کو موصوف کے حلقۂ شاگردی میں نشست کا موقع ملا انہوں نے اپنے مضامین پر نہ صرف مہارت نامہ حاصل کر لیا بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے انھوں نے اپنے مضامین کی تیاری میں کسی معیاری عالمی

ادارے سے رجوع کیا ہو۔ یہی نہیں، دوسری ریاست کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور پی ایچ ڈی اسکالرز بھی ان سے اپنے تحقیقی کام کے لئے رہنمائی لینے ان کے پاس آتے ہیں، استفادہ کرتے ہیں اور فیضیاب ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علم کے نور سے جہالت کی تاریکیاں مٹانے والے ڈاکٹر صاحب نے اپنی بے پناہ محنت ومشقت، ذہانت وفطانت، بصیرت اور تدریسی وتحقیقی مہارت سے ثابت کردیا کہ وہ ۸رسال تا ۸۰رسالہ قارئین کے لئے جتنے پایہ کے ادیب وصحافی ہیں، اُسی کمال کے ناقد ومحقق اور اُسی رُتبے کے شاعر ومبصر اور ساتھ ہی ایک منفرد ومتاثر کن اسلوب کے مالک بھی ہیں۔ اب چونکہ وہ سرکاری ملازمت سے وظیفہ یاب ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اپنی دوسری اعلیٰ صلاحیتوں کو آزادی کے ساتھ بروئے کار لانے کا سلسلہ عملی طور پر شروع کردیا ہے۔ موصوف زود گوئی اور بسیار نویسی کیساتھ ساتھ کثیر التصانیف بھی ہیں۔ اُن کی تقریباً ۱۹۸رکتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ مزید تین کتابیں اُن کی شخصیت وفن پر زیر طبع ہیں۔ جو اپنے آپ میں ایک ریکارڈ ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز وہ دن اب دور نہیں جب Guinness Book of World Record میں آپ کا نام درج ہو۔ میری جانکاری کے مطابق دنیائے اردو زبان وادب کا شائد ہی کوئی رسالہ یا جریدہ ہے جس میں موصوف کے قلمی شہہ پاروں کی موجودگی نہ ہو۔ علاوہ ازیں اُردو زبان وادب میں وہ کون سی اصناف ہیں جن پر موصوف نے طبع آزمائی نہ کی ہو!......اور پھر بہ قول شخصے یہ سوچ کر کہ :

یہ جانتے ہیں ہم ہیں چراغِ آخرِ شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں اُجالا ہے

اردو ادب میں نئی نسل کی پرورش بھی کررہے ہیں۔ ان کی ہمہ تن وہمہ وقت تندہی، تو جہی اور برق رفتار عملی صورت دیدنی ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر ہرگانوی صاحب کی فطرت میں اخلاص و مروّت، فہم وفراست، تدبر وتفکر، جرأت وشجاعت، مقصدیت وتعمیریت، مربوط ومدلل گفتگو اور عمدہ منصوبہ بندی جیسے عناصر خاصہ موجود ہیں۔ لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود منکسر المزاج ہیں۔ بلندیوں پر پہنچ کر بھی زمینی رشتوں کی سچائیوں کو ہاتھ سے کبھی نہیں جانے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج

.کروڑوں اردوداں کے دلوں کی دھڑکن اور ملت کا روشن ستارہ تصور کیے جاتے ہیں۔

یہ بات میرے لئے سرمایۂ افتخار سے کم نہیں کہ ایسی پُر وقار، فقید المثال، نکتہ رس، سخن شناس اور خلاّقانہ قوت رکھنے والی ہمالہ صفت شخصیت کی کتاب ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے۔'' پر چند سطور قلم و قرطاس کے حوالے کرنے کی سعادت مندانہ جرأت کروں۔ اس وقت میرے سامنے موصوف کے علم وعرفان کا مظہر، محبتِ رسول کی خوشبوؤں سے لبریز، معطر وملکوتی الفاظ سے مزین نعتیہ شعری مجموعہ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' زیرِ مطالعہ ہے۔ اسّی (۸۰) صفحات پر مشتمل یہ کتاب جس میں گفتنی، چار حمدیاتِ باری تعالیٰ اور ۳۷ نعوتِ پاک ہیں۔ حمد ونعت کو موصوف نے غزل کے پیرائے میں پیش کیا ہے، نیز پابند اور آزاد منظومات اور دوبیتی بھی ہیں۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل عرب کی کیا حالت تھی؟ اس تناظر میں ۶ بند پر مشتمل ایک مربوط وجامع نظم مسدس کی شکل میں ہے۔ جو ''مسدسِ حالیؔ'' کی یاد دلاتی ہے۔ صفحہ ۷۹: پر کبیر داس کی چوپائی سے انہوں نے جو شعر تراشا ہے اور مثالیں دی ہیں وہ حیرت انگیز ہے۔ یعنی کبیر کے فارمولا کے مطابق ابجد کی رو سے ہر لفظ میں نام ''محمد ﷺ'' مضمر ہے۔

ہر ایک لفظ کو ابجد کی رو سے دیکھیں گر ☆ نہیں کچھ اور مگر ہے رسول پاک کا نام

(تفصیل کے لئے ان کی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے)

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے اس نعتیہ شعری مجموعہ کے متعلق ''گفتنی'' میں اجمالاً جو باتیں کہی ہیں وہ حقیقتِ احساسات وجذبات کا اظہاریہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں :

''اس مجموعہ میں چند حمد بھی شامل ہیں۔ جن سے مادّی، حیاتی، نفسیاتی، درکی، فکری اور اُسلوبیاتی سچائی سے ہم آہنگ ہو کر عرفان عشق ذات، عرفان تعلیقات معاشرہ اور عرفانِ تجربۂ انا کی گونج پیدا ہوتی ہے۔ لیکن ذات باری کی اثر آفرینی اور عشق رسول کی سوچ آگیں طہارت بھی دل کی آواز بنتی ہے۔ میری نعتیہ شاعری میں تازگیِ فکر، شدتِ احساس، دل کشی، دل دوزی اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ضرور ہے۔ ساتھ ہی واقعاتی حقائق بھی ہیں۔ میں نے ازل سے ابد تک محیط رسولؐ کے حرف وصوت کی حکایت کو متاع قرار دیا ہے۔ میری نعت گوئی میں جذب دروں ہے،

مرتعشِ بصیرت ہے اور سوزِ دروں بھی ہے۔"

موصوف نے نعتیہ اشعار میں ندرتِ خیال اور معنی آفرینی کے جو خوبصورت جلوے بکھیرے ہیں، لائقِ تحسین ہے۔ لفظوں کا مخلصانہ انتخاب، ان کے فنکارانہ استعمال سے نعت پاک کو اتنا پُر تاثیر بنا دیا ہے کہ آسمانی راستوں سے قلب وروح کو براہ راست متاثر کرتے ہیں۔ آپ بھی سرشار ہوں ۔

جب بھی، کبھی پڑھا ہے صلے علیٰ محمدؐ ☆ ہر درد مٹ گیا ہے صلے علیٰ محمدؐ

اپنا تو تجربہ ہے اب تک کا یہ مناظرؔ ☆ اک نسخہ کیمیا ہے صلے علیٰ محمدؐ

ویسے تو سرکارِ مدینہ حضورِ اکرم ﷺ کی صفات وکمالات کی مدح سرائی خواہ کیسے ہی الفاظ میں کیا جائے، نارسائی کا اعتراف نامہ معلوم ہوتا ہے ۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب ☆ ہنوز نام تو گفتن، کمال بے ادبی است

الحاج ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کی کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث سے براہ راست استفادہ کیا ہے۔ اُنہیں قرآن وحدیث پر درک بھی حاصل ہے۔ میری نظر میں ان کا یہ شعری مجموعہ غلو اور سقم سے پاک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی نعتیہ شاعری میں اُسوۂ محمدی کی خوشبو سے معطر، ان کی طائرِ فکر کی پرواز نہایت بلند نظر آتی ہے۔ دیکھئے نہ، معراج کے مشہور واقعہ کو نت نئے انداز میں شعر کا جامہ پہنایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ۔

- معراجِ مصطفیٰ سے صداقت ہے یہ عیاں — کی جس نے انبیا کی امامت حضورؐ ہیں
- محبوبِ کبریا ہیں اسی کا ہے یہ ثبوت — معراج میں جو عرش پہ مہماں رسولؐ ہیں
- ہمارے لئے لائے معراج سے جو — نماز ایسا تحفہ ہے پیارے نبیؐ کا
- ہے نبیوں، رسولوں میں کوئی بھی نہیں ایسا — محبوبِ خدا کا ہے جو عرش پہ مہماں ہے

آپ ﷺ شفیع المذنبین، شفیع الامم اور شفیع محشر کے القاب سے ملقب ہیں۔ الحاج ڈاکٹر مناظر صاحب نے اس موضوع پر الگ الگ انداز میں کتنے عمدہ اشعار پیش کئے ہیں! آپ بھی محظوظ ہوں ۔

- کسی کو شفاعت کا یارا نہ ہوگا — مگر ہوں گے وہ شافعِ روزِ محشر

- کیا پوچھنا ہے ساقیِ کوثر بھی ہیں وہی ۔۔۔ بے شک شفیعِ روزِ قیامت حضورؐ ہیں
- وسیلہ شفاعت کا ہیں وہ مناظر ۔۔۔ گنہگار بندوں کا وہ آسرا ہیں
- روزِ جزا یقیں ہے مناظر نجات کا ۔۔۔ عاصی کی جو کریں گے شفاعت حضورؐ ہیں
- فضلِ خدا ہو تجھ پہ مناظر بہ روزِ محشر ۔۔۔ بگڑی تری بنا دے شفاعت رسولؐ کی
- ہم امت ان کی ہیں جن کو ملا ہے ۔۔۔ لقب بھی شافعِ روزِ جزا کا
- مقام ایسا ہے پیارے مصطفیٰ کا ۔۔۔ جسے چاہے خدا سے بخشوا دے
- محمدؐ رحمتِ عالم، شفیعِ عرصۂ محشر ۔۔۔ محمدؐ ذوق فقرانہ، محمد شوقِ سلطانی

ہمارے آقائے نامدار، مدنیؐ تاجدار، احمد مصطفیٰ، محمد مجتبیٰ ﷺ کی عظمت و رفعت اور قدر و منزلت کا کیا کہنا! خود اللہ جلّ شانہ، اور فرشتے اپنے محبوب نورِ مجسم رحمتِ عالم ﷺ پر درود پاک بھیجتے ہیں۔

- درود ان پہ بھیجیں خدا اور فرشتے ۔۔۔ عظیم اتنا رُتبہ ہے پیارے نبیؐ کا
- انسان کیا بیاں کرے عظمت رسولؐ کی ۔۔۔ قرآن سے آشکارا ہے رفعت رسولؐ کی
- اہلِ جہاں کے واسطے ہیں رحمتیں تمام ۔۔۔ بے شک ہمارے درد کے درماں رسولؐ ہیں
- خدا لاریب سارے جہاں کا ۔۔۔ نبی اس کے بے شک ہیں رحمت سراسر

حق و باطل میں فرق کرنے والے، دوئم خلیفۃ المسلمین حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام کے واقعہ کو موصوف نے اپنے تلمیحی اشعار میں اتنی خوبصورتی سے پیش کیا ہے کہ طبیعت مچل جاتی ہے۔ زبان سے خود سبحان اللہ کے الفاظ نکل پڑتے ہیں۔ آپ بھی مشک بار ہوں۔

- نبی کے قتل کو تلوار لے کر تھے عمر نکلے ۔۔۔ قاتل سے کوئی پوچھے، بسمل وہ بنا کیسے
- نہیں معلوم تھا اُن کو خدا کا فیصلہ کیا ہے ۔۔۔ شمشیر بدست آیا اور شاہؐ پر قربان ہے

اس طرح کے بے شمار اشعار موصوف کی شعری زنبیل میں ہیں۔ آخر میں یہ کہوں گا جو سچے عاشقِ رسول ہیں، شمعِ رسالت کے حقیقی پروانے ہیں، اپنے کردار و فعل سے رسالت مآب ﷺ کے سچ مچ شیدائی ہیں، سفر میں ہوں یا حضر میں، رزم میں ہوں یا بزم میں، پیدل ہوں یا سوار، نیند میں ہوں یا

بیدار، رسول گرامی پر وقار ﷺ کی محبت پر جان نچھاور کرنے والے ہیں، مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کے پرستار ہیں، بے شک ایسے ہی نیک صفت شخصیتوں کی ہر سانس محمد ﷺ کی مدحت سرائی کرتی نظر آتی ہے۔ غرض یہ کہ اِس شعری مجموعے کے فنی و فکری اور جمالیاتی اسرار کے اور بھی کئی پہلو ہیں جن پر گفتگو ہو سکتی ہے۔ طوالت کے خوف سے مضمون کو سمیٹ رہا ہوں۔ مختصراً یہ کہ انہوں نے تجربات سے بصیرت کے چراغ روشن کئے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں، ان کی نعتیہ شاعری ہم سبھوں کے لئے آبِ حیات سے کم نہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں صدقِ دل سے دعا گو ہوں کہ محترم و معظم الحاج ڈاکٹر (پروفیسر) مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کو صحت و تندرستی کے ساتھ طول عمر عطا فرمائیں اور یہ شعری مجموعہ اُن کے لئے توشۂ آخرت ثابت ہو۔ آمین۔ ثم آمین۔ بجاہِ سید المرسلین۔

◆◆◆

Rahmat Nagar Urdu High School
Burnpur, Burdwan - 713325 (WB)

ڈاکٹر احسان عالم

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں عقیدت کا اظہار

(''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' اور ''انکو میم ٹو ہولی پروفٹ'' کے حوالے سے)

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی ایسے قلم کار، ادیب اور تخلیقی صلاحیتوں کے مالک ہیں جن کی شہرت بہت دور دراز تک پھیلی ہوئی ہے۔ صوبائی، ملکی اور بین الاقوامی سطح تک آج وہ جانے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ صرف ایک شاعر اور نثر نگار ہی نہیں بلکہ ایک تمثیل نگار بھی ہیں۔ ان کی نثر نگاری کا دائرہ بھی کافی وسیع ہے۔ ایسا دائرہ جو افسانہ نگاری، تنقید نگاری، تحقیق نگاری، مقالہ نگاری، ناول نگاری، بچوں کا ادب وغیرہ پر محیط ہے۔ اردو زبان وادب میں تخلیقیت پسند ادب کے علمبردار ہیں۔ وہ کافی حساس صحافی اور معتبر ادیب ہیں۔ جب میں ان کے ادبی لگن، ذوق وشوق، ان کا تنقیدی و تخلیقی جوش وخروش دیکھتا ہوں تو یہ خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہے کہ میں بھی ان کے راستے کا ایک مسافر بننے کی کوشش کروں۔ حالانکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ اس سفر میں تنہائی ہے، خاردار جھاڑیاں ہیں اور طرح طرح کی صعوبتیں ہیں۔ ایک کانٹا چبھنے پر لوگ اسے نکالنے کے بجائے تالی بجانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ لیکن اتنے پر پیچ سفر میں ساتھ دینے والا ایک شخص مجھے دور دراز بیٹھا نظر آتا ہے اور وہ شخص ہے ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی۔ میرے مراسم ان سے بہت پرانے نہیں ہیں۔ چند ملاقاتیں اور چند باتیں موبائیل سے ہوئی ہیں، بس اتنا مختصر تعارف ہے لیکن میں ان کا معترف ہوں۔ مجھے یہ پختہ یقین ہو گیا ہے کہ وہ صاف دل انسان اور گہری نظر کے مالک ہیں۔

مناظر عاشق ہرگانوی تقریباً دو سو کتابوں کے مصنف ہیں لیکن فی الحال ان کی جو کتاب میرے سامنے ہے وہ ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' اور ساتھ میں سید محمود احمد کریمی صاحب کا انگریزی ترجمہ

"Encomium to Holy Prophet" ہے۔ایم اے کریمی صاحب نے نعت کے اس مجموعہ کا انگریزی میں ترجمہ کر کے ترجمہ نگاری کی ایک نئی روایت قائم کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق کی ہے۔زمین، آسمان، پہاڑ، پتھار، ہوا، پانی، پیڑ پودے، چرند، پرند اور انسانوں کو پیدا کیا۔باقی چیزیں انسانوں کے آرام وآسائش کے لئے بنائیں۔انسانوں کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا۔پھر ان کی ہدایت کے لئے بہت سے رسولوں اور پیغمبروں کو اس سر زمین پر بھیجا۔آخری نبی کی شکل میں انسان کے درمیان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو بھیجا گیا۔حضرت محمد ﷺ کے بعد قیامت تک اس روئے زمین پر کوئی نبی نہیں آئے گا۔وہ نبی جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمت العالمین بنایا۔اس کے ساتھ ہی دین مکمل ہوگیا۔حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی تعریف میں بے شمار شاعروں نے نعت شریف تحریر کی ہے۔ان ہی شاعروں میں ایک نام پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کا بھی ہے۔''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کے عنوان سے نعتوں کا ایک مجموعہ تخلیق کیا ہے۔کتاب کی شروعات حمد سے ہوتی ہے اور پھر شروع ہوتا ہے نبی کے عشق میں ڈوبتے ہوئے نعتوں کا سلسلہ۔

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی مدینہ کے تصور میں اس طرح غرق ہیں کہ وہ سوتے جاگتے وہاں کی گلیوں میں گھومتے نظر آتے ہیں۔پیش ہیں ان کے چند نعتیہ اشعار :

ہر دن ہے نگاہوں میں مدینے کا تصور
ہر رات ہے خوابوں میں مدینے کا تصور

مصرعوں میں بسی ہوتی زیارت کی تمنا
جھلکے میرے شعروں میں مدینے کا تصور

افکار مرے چومتے روضے کو نبیؐ کے
تابندہ ہے لفظوں میں مدینے کا تصور

لبیک کا منظر بھی تو میں دیکھ لوں یارب
ہے سانس کے تاروں میں مدینے کا تصور

مناظر عاشق ہرگانوی کے اس مجموعے کا عنوان ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' بڑا ہی دلچسپ ہے۔

نام سے رسول ﷺ سے ان کی عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ہر لمحہ یادرسول اللہ ﷺ میں گزر رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر عشق رسول سے وابستگی اور وارفتگی کیا ہوگی۔ لیکن اتنی عقیدت کے باوجود حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کرنے میں جھجھک محسوس کرتے ہیں اور اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں :

انسان کیا بیان کرے عظمت رسولؐ کی
قرآن سے آشکارا ہے رفعت رسولؐ کی

''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کے شاعر کا علم روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اردو ادب کے کسی بھی میدان میں وہ اپنے ہم عصروں سے پیچھے نہیں ہیں لیکن جہاں انکسار کا جذبہ ہوتا ہے وہاں وہ موم کی طرح ملائم نظر آتے ہیں اور ایسا ہو بھی کیوں نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کبر وغرور پسند نہیں ہے۔ چاند، سورج یہاں تک کہ ایک وسیع اور عریض خطے میں پھیلا ہوا ہمالہ بھی اپنی یہ اوقات اللہ کے سامنے ظاہر نہیں کرسکتا۔ بڑائی تو صرف اللہ کے لئے ہے۔ اللہ ایسے انسان کو سربلندی عطا کرتا ہے جو اپنے آپ کو عجز کی چادر تلے ڈھک کر رکھتے ہیں۔ انسان لاکھ جتن کرے لیکن ہوتا وہی جو خدا چاہتا ہے۔ اس کی ترجمانی شاعر نے بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے :

مشرّف ہوں فیوض کعبہ سے ہم بھی خدا چاہے
چلیں لبیک پڑھتے سوئے مکہ ہی خدا چاہے
حرم ہی میں عبادت رات بھر کرتے رہیں یارب
کہ ایسا موقع لائے اپنی خوش بختی خدا چاہے
طواف کعبہ کی کثرت میسر ہو، ہمیں یارب
سعادت پائیں اسود چوم لینے کی خدا چاہے

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کے ایک ایک شعر سے محمد ﷺ کے کردار کی خوشبو پھوٹتی ہوئی معلوم پڑتی ہے۔ شاعر نے پہلے عرب کی گمراہیوں کا منظر کھینچا ہے پھر حبیب خداؐ نے ان گمراہیوں اور برائیوں کو کس طرح دور کیا اسے اپنے اشعار کے خوبصورت رنگ میں ڈھالا ہے۔ پیش ہے نعت

شریف کادوبند :

عرب ایک مرکز تھا گمراہیوں کا
ہوس کاریوں اور بدکاریوں کا
جدھر دیکھو منظر تھا رسوائیوں کا
تشدد، مظالم کا، سفاکیوں کا
ہر اک گھر میں تھا شیوۂ بت پرستی
شراب اور جوئے کے سارے تھے عادی

....

خدا کا پیام آپ نے جب سنایا
ہر اک بات اچھی انہیں جب بتایا
رہِ نیک پر ان کو چلنا سکھایا
انہیں فرق بھی خیر و شر کا دکھایا
مہِ دہر بننے لگے رہ کے ذرّے
دکھایا وہ اعجاز امّی لقب نے

مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کے یہ وہ نعتیہ اشعار ہیں جو ہر خواص و عام کو متاثر کرتے ہیں۔ ان کے دلوں کو منور کرنے کے لئے یہ اشعار کافی ہیں۔ اب میں ''انکومیم ٹو ہولی پروفیٹ'' کا ذکر کرتا ہوں جسے سید محمود احمد کریمی صاحب نے ٹرانسلیٹ کیا ہے۔ سید محمود احمد کریمی صاحب بھی دل و ذہن میں ایک اثر چھوڑنے والے شخص ہیں۔ اردو کے ساتھ ساتھ وہ انگریزی کے ماہر ہیں۔ اسی لئے ان کے ترجموں میں بڑی معنویت ہوتی ہے۔ جن اشعار کا وہ ترجمہ پیش کرتے ہیں ان میں منفرد رنگ بھر دیتے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی کی کتاب کے ترجمہ میں Translator's Note کے عنوان سے انگریزی میں وہ بڑی کارآمد باتیں پیش کرتے ہیں۔ پیش ہے ایک مختصر اقتباس :

"Poetry is the amalgam of spontaneous

outflow of emotion and overwhelmingness caused by environmental stimuli. A poet's heart vibrates to express what passes over his heart. He tries to unbosom his feelings and share them with others. Here we find that the poet has paid great respect and rich encomium to the holy prophet Hazrat Mohammad (Peace to upon him) before his departure to Mecca for performing Hajj pilgrimage along with his wife. The poet appears to be over-emotional while depicting his feeling during composition of eulogistic verses."

مناظر عاشق ہرگانوی صاحب نے اردو زبان میں حضورﷺ کے مرتبہ کو بیان کیا ہے۔ان کے اشعار کو سید محمود احمد کریمی نے انگریزی زبان کی دلکشی عطا کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار بڑے خوبصورت جملوں میں کیا ہے۔پیش ہیں دو اشعار :

ثانی کوئی ہوا ہے نہ ہوگا حضورؐ کا
قد ہے بلند، مرتبہ اعلیٰ حضورؐ کا

There is none and could never be equal to the sublime highness
The height is lofty and stature is most dignified of the sublime highness

ہر شئے میں اُن کا نام ہے اس کائنات کی
خلقِ خدا سے رشتہ ہے کیسا حضورؐ کا

The exalted name finds place in each and every object of this universe
What a relation does exist between the creation of God with the sublime highness

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے دین، معراج کے موقع پر تحفے میں لائی گئی نماز کا تذکرہ خوبصورت اشعار میں کیا۔ ان اشعار کا ترجمہ کریمی صاحب نے پروفیٹ محمد ﷺ کی محبت میں ڈوبتے ہوئے یوں کیا ہے :

دو عالم میں جلوہ ہے پیارے نبیؐ کا
کہ دیں ایسا سچا ہے پیارے نبیؐ کا

The two world is effulgent by our dearest holy prophet
Because of true religion of our dearest holy prophet

ہمارے لئے لائے معراج سے جو
نماز ایسے تحفہ ہے پیارے نبیؐ کا

During the ascension the prayer was bestowed on him
Which was brought by our dearest holy prophet

حضرت مصطفےٰ ﷺ کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں اللہ کے بتائے راستہ پر چلنا سکھایا۔ آپ کے ذریعہ قرآن نازل ہوا جو تا قیامت انسانوں کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ ایک گمراہ قوم کو آپ نے عزت و وقار بخشا۔ ان سارے خیالات کی ترجمانی پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی نے اپنے نعتیہ اشعار کے ذریعہ نہایت خوبصورتی سے کیا ہے۔ پھر اسے انگریزی زبان کا جامہ سید محمد د احمد کریمی نے پہنایا ہے۔ پیش ہیں دو اشعار انگریزی ترجمہ کے ساتھ :

ہے دو جہاں پہ آپ کا احسان مصطفےٰ
لائے ہیں دین آپ ہی قرآن مصطفےٰ

The two worlds stand obliged to the sublime Mustafa
The religion and the holy Quran has been brought by sublime Mustafa

حق آشنا بھی ہو گئی گمراہ تھی جو قوم
بخشا خدا کا آپ نے عرفان مصطفےٰ

The misguided nation could turn to righteousness
Intimate knowledge of God was conveyed to them by sublime Mustafa

مختصر طور پر یہ کہنا مناسب معلوم پڑتا ہے کہ اس کتاب میں موجود تمام نعتیہ اشعار پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کے دل کی دھڑکنوں کو بیان کرتے ہیں۔ یہ عقیدت اور محبت کا ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ نعتیہ اشعار رسول اکرم ﷺ کی صفات اور کردار و عمل پر مکمل روشنی ڈالتے ہیں۔ سید محمود احمد کریمی صاحب نے اس کا انگریزی ترجمہ "Encomium to Holy Prophet" کے نام سے بڑے مؤثر انداز میں کیا ہے۔

◆◆◆

Raham Khan, Darbhanga - 846004 (Bihar)

ڈاکٹر ترنم

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں عجز وانکسار

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی اردو ادب کے فلک پر ایک درخشاں ستارہ ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کی تقریباً 198 کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ کتابیں ان کی اردو سے محبت کا مبینہ ثبوت ہیں۔ اس ذخیرے سے قارئین مستفیض ہو رہے ہیں۔ اسی خزانے کا ایک نگینہ حمد ونعت کا مجموعہ ''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' میرے پیش نگاہ ہے۔ یہ مجموعہ 2015ء میں شائع ہوا جبکہ وہ اپنی شریک حیات فرزانہ پروین صاحبہ کے ہمراہ سفر حج کے لئے گئے۔ مناظر صاحب نے تقریباً سبھی شعری اصناف کے ساتھ ساتھ حمد ونعت گوئی میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔

پروفیسر مناظر گفتنی کے تحت اپنے خیالات قارئین کی نذر کرتے ہیں اور حمد ونعت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ آپ نے قرآنی آیات وواقعات کو نہایت خوبصورتی سے اشعار میں ڈھالا ہے۔ بطور مثال ایک حمد ملاحظہ کریں۔

ذروں سے مہر و ماہ سے
محتاج و شاہنشاہ سے
آشفتگانِ آہ سے
شیدائیانِ واہ سے
وہ پاسبانِ خانقہ
یا مے کشانِ مے کدہ
کچھ صاحبِ ایقان بھی

آسودۂ عرفان بھی
دلدادۂ ایمان بھی
یا دیدۂ حیران بھی
ساری متاعِ آگہی
ہر دولتِ دانشوری
گنجینۂ علم و ہنر
یا دفترِ فکر و نظر
انساں کا علمِ معتبر
یا رب شناسی کے گہر
سب مل کے بھی کردیں ادا
تعریف و توصیفِ خدا
وصف و ثنائے کبریا
ممکن نہیں ممکن نہیں

سائنس کا دعوہ ہے کہ پوری کائنات کشش کے زور سے قائم ہے۔اس کے برعکس خدا قادرِ مطلق ہے۔اس کی مرضی کے خلاف دنیا کا نظام چلنا ممکن نہیں۔یہ پوری کائنات اسی کے حکم سے قائم ہے۔اس خیال کو مناظر صاحب یوں بیان کرتے ہیں۔

کشش کے زور سے دنیا فضا میں قائم ہے
اسی اصول کا عالم ہوا میں قائم ہے
مگر یہ راز سمجھ میں مجھے نہیں آتا
دلیل دے کے بھی کوئی نہیں یہ سمجھاتا
نہیں ہے ناظمِ فطرت کوئی تو پھر کیا ہے
نہیں ہے صانعِ قدرت کوئی تو پھر کیا ہے

جو ذرہ ذرہ کا معبود وہ خدا ہے مرا
ہر ایک شئے میں ہے موجود وہ خدا ہے مرا

انسان کا وجود خدا کے کرم سے قائم ہے۔ آج انسان نے جتنی بھی ترقی کی منازل طئے کئے ہیں وہ سب خدا کی مہربانی ہے۔ اس خیال کو مناظر عاشق یوں پیش کرتے ہیں۔

مری غزل، مرا نغمہ، مری نوا تو ہے
مرے وجود کا یہ لالہ زار تیرا ہے

ڈاکٹر مناظر، عاشقِ رسول ہیں۔ اور اسی عشق میں سرشار ہو کر پیارے نبی کی صفات اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

محمدؐ سرّ لفظِ کُن محمدؐ رازِ یزدانی
بنائے بزمِ دو عالم بقائے نظمِ حقانی

محمدؐ شوکتِ صبر و شکیب و عزم و دانائی
محمدؐ پیکرِ نوری، شکوہِ روح عرفانی

محمدؐ مصحفِ پیغمبری فرمان اللہ کا
محمد آبروئے وہبی، محمدؐ فیض ربانی

پیارے نبی سے اسی والہانہ محبت کے تحت ڈاکٹر مناظر نے یہ تمنا کی کہ۔

نظر عاشق کی ہو اور روضۂ اقدس کی جالی ہو
تمنا مضمحل سی ہے مگر گفتار طولانی

ان کی یہ تمنا اللہ نے قبول فرمائی اور انہیں دربارِ مدینہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور روضہ رسول پر بھی حاضری دی۔ اس مبارک موقع پر مناظر صاحب درود و سلام کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔

محمدؐ نام ہے جس کا، درود اس پر سلام اس پر
پیامِ حق جو لایا تھا، درود اس پر سلام اس پر

جہاں میں ہر طرف تھی کفر و شرک و گمرہی چھائی

جو لایا دین اک سچا، درود اس پر سلام اس پر

عرب سے تا عجم انسانیت پر جس کا احساں ہے

جو مثلِ مہرِ حق چھایا، درود اس پر سلام اس پر

ڈاکٹر مناظر نے اپنی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں الفاظ کی تکرار سے نغمگی پیدا کی ہے۔اس مجموعہ کی ایک حمد جو صفحہ نمبر۔۷ پر شامل ہے غزل کی شکل میں لکھی ہوئی ہے۔اسے پڑھتے وقت الفاظ کی تکرار سے جو ترنم پیدا ہوتا ہے وہ قارئین کو مسرور کر دیتا ہے۔حمد ملاحظہ ہو۔

غنچہ غنچہ ڈالی ڈالی حمد ربانی کرے

گل، گلستاں، پھول مالی حمد ربانی کرے

صبحدم کوئل پپیہے عندلیب دلفگار

اپنی آوازوں میں خالی حمد ربانی کرے

رات کی تاریکیوں نے جاتے جاتے دی صدا

ہر شفق کی شوخ لالی حمد ربانی کرے

میکشانِ جامِ وحدت جھومتے پیتے رہے

میکدے میں پیالی پیالی حمد ربانی کرے

ڈاکٹر مناظر اپنی نعتیہ شاعری کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"میری نعتیہ شاعری میں تازگیِ فکر، شدتِ احساس، دلکشی، دل دوزی اور جاگتے ہوئے احساس کی چبھن ضرور ہے۔ ساتھ ہی واقعاتی حقائق بھی ہیں۔" (ہر سانس محمد پڑھتی ہے۔ص۔۴)

اس کتاب کا ٹائٹل بھی بہت خوبصورت ہے جس کے متعلق نذیر فتح پوری اپنی تصنیف "مناظر عاشق ہرگانوی کی ہر سانس محمد پڑھتی ہے" میں فرماتے ہیں :

"مناظر عاشق ہرگانوی کے زیرِ تبصرہ مجموعۂ کا عنوان بھی کتنا دالہانہ ہے۔" ہر

سانس محمد پڑھتی ہے۔'' یعنی اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ہر لمحہ یادِ رسولِ خدا میں بسر ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر عاشقِ رسول میں اور کیا وارفتگی ہوگی۔ ایسا انہماک، ایسی وابستگی، ایسی پیوستگی جب ہوگی تو ہر سانس بے شک اسمِ محمدؐ کا ورد کرے گی۔ لیکن بندہ پوری طرح ان کی مدح سرائی کا فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔ مدحتِ رسول میں انسانی فہم اور قلم دونوں کوتاہ نظر آتے ہیں۔ مناظر عاشق ہرگانوی اس کا اعتراف کرنے میں جھجکتے نہیں۔''

(مناظر عاشق ہرگانوی کی ہر سانس محمد پڑھتی ہے۔ ص۔۹)

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مجموعہ کا ہر شعر پیارے رسول کی محبت میں سرشار ہو کر تحریر کیا گیا ہے۔ اس تصنیف کے ہر لفظ سے اللہ اور اس کے رسول سے محبت عیاں ہے۔ آخر میں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

- انسان کیا بیاں کرے عظمت رسولؐ کی
  قرآں سے آشکارا ہے رفعت رسولؐ کی
- عرفانِ حق بھی ، دین بھی، قرآن بھی ملا
  ہم پہ ہے کیسی کیسی عنایت رسولؐ کی
- وہ جس کے نور کے سانچہ میں مجھ کو ڈھالا ہے
  جہاں کو کفر کے ظلمات سے نکالا ہے
- شام و سحر ہو اپنا وظیفہ صلی اللہ علیہ وسلم
  پیشِ خدمت ہو نذرانہ صلی اللہ علیہ وسلم

مناظر عاشق ہرگانوی نے نعت میں منظر، کیفیت، تمنا، عقیدہ، عقیدت، وابستگی، پیوستگی اور عجز و انکسار سے اعتراف و اظہار کیا ہے۔

◆◆◆

D/o Abdul Hameed, Opp. Dilip Bidi Shop
Maqbara Bazar, kota, Rajasthan- 324006

شاھد اقبال

مناظر عاشق ہرگانوی اور اردو میں نعت گوئی کی روایت

اردو شاعری میں نعت گوئی کی روایت بہت قدیم ہے۔ اردو جب اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہی تھی تب سے ہی اردو شعرا نے نبی کریم ﷺ کی ثنا خوانی کا آغاز کر دیا تھا۔ حالاں کہ اردو سے قبل عربی اور فارسی میں سینکڑوں شعرائے عظام نے نبیِ رحمت ﷺ کی شانِ اقدس میں اپنے اشعار نچھاور کئے تھے۔ شیخ سعدی شیرازیؒ اپنی مشہور زمانہ رباعی میں فرماتے ہیں :

بلغ العلیٰ بکمالہٖ　　کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ　　صلّو علیہ و آلہٖ

(ترجمہ: آپ ﷺ اپنے کمال کی وجہ سے بلندیوں پر پہنچے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے جمال سے (کفر و ضلالت کی) تاریکیوں کو دور کیا۔ آپ ﷺ کی تمام خصلتیں اچھی ہیں۔ پس آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے خاندان پر درود بھیجو۔)

تبرکاً طوطیِ ہند حضرت امیر خسرو دہلویؒ کی نعت کے دو اشعار بشمول مقطع بھی ملاحظہ فرماتے چلیں :

پری پیکر نگارے، سرو قدے، لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بود، شب جائے کہ من بودم
خدا خود میرِ مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمعِ محفل بود ، شب جائے من بودم

(ترجمہ: پری کے جسم جیسا ایک محبوب تھا، اس کا قد سرو کی طرح تھا اور رخسار

لالہ کی طرح...... وہ سراپا آفتِ دل تھا کل رات جہاں میں تھا۔ اے خسرو،
لامکاں میں خدا خود میر مجلس تھا...... اور حضرت محمد اس محفل کی شمع تھے، کل
رات کہ جہاں میں تھا)

بہر کیف جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، اردو شعراء نے ابتدائی دور سے ہی نعت پر طبع آزمائی شروع کر دی تھی۔ ابتدائی زمانے میں اردو کی ترویج واشاعت میں صوفیائے کرام کے کردار سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ان کی شاعری میں بھی نعتیہ اشعار کا حصہ لازمی ہوگا۔ آج سے تقریباً 500 برس قبل اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر محمد قطب شاہ معانؔی کے کلام میں نعت کے اشعار ہمیں جگہ بہ جگہ ملتے ہیں۔ اس کی ایک مشہور نعت کا مطلع اور مقطع ملاحظہ کریں :

چاند سورج روشنی پایا تمہارے نور تھے
آب کوثر شرف تھڈی کے پانی پور تھے
اے معانؔی رات دن نام محمد ورد کر
تج دعا بادعا ہے رتبۂ منصور تھے

اس کے بعد سے لے کر آج تک اردو کے سینکڑوں شعرا نے بارگاہ رسالت مآب میں اپنی عقیدت کے نذرانے بصورت اشعار پیش کئے جن کی فہرست یہاں پیش کرنا ناممکن ہے۔ زیر مطالعہ کتاب ''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' اسی مقدس زنجیر کی ایک کڑی ہے جو مناظر عاشق ہرگانوی کا نتیجہ فکر ہے۔

عام طور پر اردو شعرا نبی کریم ﷺ کی ثنا خوانی دو طرح سے کرتے ہیں۔ ایک وہ کلام جس میں رسول پاک ﷺ کے پیکر، سراپا اور دیگر جسمانی خد و خال کا بیان ہوتا ہے۔ ان کی عادات وخصائل کو قلم بند کیا جاتا ہے۔ دوسری وہ نعت گوئی جس میں نبی کریم کو بحیثیت محسنِ انسانیت پیش کیا جاتا ہے۔ بلکتی، سسکتی اور تڑپتی انسانیت کے زخموں پر ان کی مرہم پاشی کا ذکر ہوتا ہے۔ ان کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ہوتا ہے۔ مناظر صاحب نے اپنی نعتوں میں ان دونوں طرح کے اشعار پیش کئے ہیں۔

نعت گوئی کا دائرہ محدود ہے جب کہ اس کے برخلاف حمد گوئی حدود سے بالاتر ہے۔ یہی سبب

ہے کہ بہت سے شعراء جو حمد کہنے میں کامیاب رہے، نعت کے دو چار اشعار کہنا بھی ان کے لئے محال رہا۔ مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کی زیرِ نظر کتاب میں کل ۳۵ نعتیں ہیں جب کہ دو نعتیہ قطعات اور ۴ حمدیہ کلام بھی شاملِ کتاب ہیں۔

اردو میں نعت گوئی کی نئی طرح خواجہ الطاف حسین حالی نے ڈالی۔ حالی سرسید کی علی گڑھ تحریک سے بھی وابستہ تھے اور ان ہی کے ایما پر حالی نے اپنی شہرہ آفاق نظم ''مدوجزر اسلام'' المعروف بہ ''مسدسِ حالی''، لکھی جس کو سرسید اپنے لئے روزِ محشر نجات کا سبب تسلیم کرتے تھے۔ حالی نے رسول پاک کی تعریف وتوصیف کا ایک نیا انداز اردو شاعری میں پیش کیا جس میں حضور ﷺ کے جسمانی خدوخال کی ثناخوانی کو بڑی حد تک چھوڑتے ہوئے بنی نوع انسانیت پر آپ ﷺ کے عظیم احسانات کا بیان سہل ممتنع کی صورت میں کیا گیا۔ ''مدوجزرِ اسلام'' سے ہی مسدس کے دو بند ملاحظہ ہوں:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی ، غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے در گزر کرنے والا بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

حالی کی مسدس کے پہلے ہی شعر میں نبی کریم ﷺ کی ایک اہم ترین صفت کا بیان ملتا ہے۔ آپ ﷺ سرتاپا رحمت تھے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے :

وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (سورۃ الانبیاء آیت۔۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔

رحمت آپ ﷺ کا لقب تھا۔ ساتھ ہی آپ غریبوں کی خواہشوں کو پورا کرتے تھے۔ مصیبت

پڑنے پر اپنوں کا ساتھ تو سب ہی دیتے ہیں مگر آپ ﷺ غیروں کے بھی کام آتے تھے۔ شناساؤں کے علاوہ اجنبیوں کے ساتھ ہمدردی روا رکھتے تھے۔ فقیروں، ضعیفوں کی پناہ گاہ تھے۔ یتیموں کے سرپرست تھے۔ غلاموں کے آقا تھے۔ خطا کار کی خطاؤں کو درگزر کرتے تھے۔ جو آپ کے لئے برا سوچتا تھا اپنے حسنِ سلوک سے اس کے دل میں بھی گھر کر لیتے تھے۔ جھگڑوں، فسادوں کو ختم فرما کر مختلف قبائل کے درمیان میل ملاپ کراتے تھے۔ یہ تمام خوبیاں اللہ نے اپنے رسول کو ودیعت فرمائی تھیں۔ اور ان سب سے بڑھ کر آپ کلام اللہ کو عباد اللہ تک پہنچانے کے ذمہ دار بھی تھے۔ اس طرح قرآن مقدس کی پیغام بری بنی نوع انسانیت پر آپ کا عظیم ترین احسان ہے۔ آپ ﷺ کے ان ہی اوصاف کے سبب لوگ جوق در جوق مشرف بہ اسلام ہونے لگے۔ حالی کے پیش نظر یہ نکتہ تھا کہ رسولِ پاک ﷺ کے سراپا سے آپ کے امتیوں کو عاشق ہو سکتا ہے تاہم انسانیت پر کئے گئے آپ کے احسانات کو قلم بند کر کے غیر مسلموں کے سامنے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی ایک بہتر اور وسیع ترشبیہ پیش کی جاسکتی ہے۔ اس لئے حالی نے اردو نعت گوئی میں ایک انقلاب برپا کیا اور آج بھی شعرائے کرام اس مداحِ خیر الانام کے نقشِ قدم پر چلنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' میں مناظر عاشق ہرگانوی نے بھی اس قبیل کے اشعار بارگاہ رسالت مآب میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ آپ کے اشعار میں بھی نبی کریم ﷺ کو رحمتِ عالم، شافعِ محشر، فقیرانہ ذوق میں شہنشاہی شوق، نورانی قندیل، دشمنوں سے درگزری، محتاج و ناداروں کی دولت، بابِ کرم، بحرِ عطا، امتیوں کا ہمدرد، کمزوروں، بے کسوں کا سہارا، امین آپ ہی تھے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں :

- محمد رحمتِ عالم ، شفیعِ عرصۂ محشر — محمد ذوقِ فقرانہ، محمد شوقِ سلطانی
- سراپا ہیں رحمت، رسولِ خدا ہیں — وہ ہادیِ کل ہیں، بڑے رہنما ہیں
- جہانِ فکر پر چھائی ہوئی ہیں ظلمتیں ہر سو — محمد عالمِ افکار میں قندیلِ نورانی
- دنیا کے پاس اس کی مناظر کہاں مثال — برتاؤ دشمنوں سے تھا کیسا حضور کا
- ہیں محتاج و نادار و بے کس کی دولت — وہ بابِ کرم بھی تو بحرِ عطا ہیں
- ہم انسانوں پہ احساں بھی بڑا جس کا مناظر ہے — خدا کو جس سے پہچانا، درود اس پر سلام اس پر

- اہل جہاں کے واسطے ہیں رحمتیں تمام — بے شک ہمارے درد کا درماں رسول ہیں
- کم زور و ناتواں کا سہارا بھی ہے یہی — غم خوار، بے کسوں کا، محمد کا نام ہے
- ہے دو جہاں پہ آپ کا احسان مصطفیٰ — لائے ہیں دین آپ ہی قرآن مصطفیٰ
- عرفانِ حق بھی، دین بھی، قرآن بھی ملا — ہم پہ ہے کیسی کیسی عنایت رسول کی
- مثال ایسی نہیں تاریخ میں کوئی ہے اب تک — کہ بخشی دشمنوں کو آپ نے جیسی اماں ہے
- تھے مناظر سراپا ہی رحمت بھی آپ — اپنے دشمن کو اپنی قبا دے گئے
- اپنے سارے دشمن کو بھی جس نے بخشی عام معافی — فتح کیا تھا جس دن مکہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے بعد جب آپ ﷺ کے عادات وخصائل اور چہرہ وسراپا والے اشعار کی بات کی جاتی ہے تو ہمارے سامنے سب سے پہلے اس مداح رسول کے اشعار سامنے آتے ہیں جنھیں سرورِ کائنات کی موجودگی میں نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوا کرتی تھی۔ میری مراد صحابی رسول حضرت حسانؓ بن ثابت سے ہے۔ آپؓ کے نعتیہ اشعار میں حضور کے جسمانی خدوخال کو کس قدر خوب صورت انداز میں اشعار کا جامہ پہنایا گیا ہے، ملاحظہ ہو :

واحسن منك لم ترقط عيني — واجمل منك لم تلدالنساء
خلقت مبرء آمن كل عيب — كانك قد خلقت كما تشاء

(ترجمہ : آپ سے حسین تر کوئی دیکھا نہیں گیا۔ آپ سا خوب صورت کسی ماں نے نہیں جنا۔ ہر عیب سے بری آپ کو پیدا کیا گیا۔ گویا آپ کو ویسا ہی تخلیق کیا گیا جیسا آپ نے چاہا۔)

اور نورالدین جامی فرماتے ہیں :

باصاحب الجمال و يا سيّد البشر — من و جهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كمال كانَ حقه — بعد از خدا بزرگ توئى قصد مختصر

(ترجمہ: اے صاحب الجمال اور اے انسانوں کے سردار! آپ کی روشن پیشانی سے چاند چمک اٹھا۔ آپ کی توصیف کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔)

علامہ اقبال کا وہ مشہور شعر جس میں آپ ﷺ کے خصائل کو حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ اور

حضرت عیسیٰ پر ترجیح دی، دیکھیں :

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، ید بیضا داری ☆ آنچ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس ضمن میں مناظر عاشق ہرگانوی کے اشعار دیکھیں۔ آپ ﷺ کو سراجِ منیر یعنی روشن چراغ بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ محض عقیدت نہیں، دنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے کہ آپ کا نہ صرف چہرۂ مبارک چمکتا تھا بلکہ آپ کے ورود سے دنیا سے شرک والحاد کی ظلمتیں ختم ہوئیں اور نور لم یزل سے سارا جہاں روشن ہو اٹھا :

- ماں مومنوں کی عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں
  روشن تھا چہرا چاند سے زیادہ حضور کا
- جہانِ فکر پر چھائی ہوئی ہیں ظلمتیں ہر سو
  محمد عالم افکار میں قندیل نورانی
- ضیا گر چہ ہے سارے عالم میں پھیلی
  وہ ماہِ عرب، مہرِ غارِ حرا ہیں

پیارے نبی ﷺ کے جسمِ اطہر کی خوشبو ایک طرف اور دنیا کی تمام عطریات ایک طرف۔ شعرا نے آپ ﷺ کے پسینے کو گلاب، مشک، عنبر، عود سے زیادہ خوشبودار بتایا ہے۔ فارسی شاعر عرفی نے کیا خوب کہا ہے :

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبیت

احمد رضا خاں بریلوی کا شعر ہے :

سر تا بقدم سلطانِ زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

مناظر عاشق ہرگانوی نے بھی اس بے بہا خوشبو کو اپنے تصور میں سونگھا ہے، ان کے مشامِ جاں معطر ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں :

جس راہ سے گزرتے وہ ہو جاتی مشک بار
لگتا گلوں کی خوشبو، لطافت حضور میں

اور شرابِ عشقِ نبی سے یوں سرشار ہوتے جاتے ہیں :

- وہ جس کے نور نے بخشا ہے نور آنکھوں میں
شرابِ شوق کی مستی سرور آنکھوں میں
- اسی کے جلوے سے عاشق ہے روشنی ساری
اسی کے نام سے دنیا میں زندگی ساری

نبی آخرالزماں ﷺ کے لئے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ رزم و بزم کائنات سجائی۔آپ ﷺ ہی وجہِ تخلیقِ عالم ہیں، سب کے آقا ہیں، اللہ کے محبوب ہیں، دو عالم کے سردار ہیں۔دیکھئے بحیثیت عاشقِ رسول علامہ اقبال کے قلم سے نبی پاک ﷺ کے لئے کس قدر پرشکوہ اور عظیم الشان اشعار نکلتے ہیں :

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل ، وہی آخر
وہی قرآں ، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰحٰہ

حفیظ جالندھری کہتے ہیں :

وہ نورِلم یزل جو باعثِ تخلیقِ عالم ہے ☆ خدا کے بعد جس کا اسمِ اعظم، اسمِ اعظم ہے

اور مناظر عاشق ہرگانوی اس طرح گویا ہیں :

- محمد سرِ لفظِ کن، محمد رازِ یزدانی ☆ بنائے بزمِ دو عالم، بقائے نظمِ حقانی
- تخلیقِ کائنات کی غایت حضور ہیں ☆ سر پر ہے جن کے تاجِ رسالت حضور ہیں

مگر قربان جایئے اس نامِ نامی، ذاتِ گرامی کی قناعت کا کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کا وہ نمونہ پیش کیا جو ہم جیسے گناہ گاروں کے لئے نہ صرف قابلِ تقلید ہے بلکہ دنیا اور عقبیٰ دونوں میں

کامیابی کا ضامن بھی۔ ان کی ایک خواہش پر خالقِ کائنات ہفت اقلیم کے خزانے ان کے قدموں پر ڈھیر کر دیتا مگر انھوں نے کبھی اللہ سے اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں مانگا۔ فقر، قناعت، صبر، توکل الیٰ اللہ وغیرہ بھی نبی اکرم ﷺ کے نمایاں خصائل میں شامل تھے۔ غزوۂ خندق میں اپنے جاں نثاروں کے ساتھ آپ ﷺ نے بھی پیٹ پر پتھر باندھ کر جہاد کیا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ سید سلیمان ندوی کی تحریر "سیرت کا ایک روشن پہلو" میں سے چند سطور ضمناً پیش کروں :

"نبی اکرم ﷺ نے زہد و قناعت کی تعلیم دی لیکن اس راہ میں آپ کا طرزِ عمل کیا تھا؟...... عرب کے گوشہ گوشہ سے جزیہ، خراج، عشر اور زکوٰۃ و صدقات کے خزانے لدے چلے آتے تھے مگر امیر عرب کے گھر میں وہی فقر تھا اور وہی فاقہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ عائشہ کہا کرتی تھیں کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے مگر دو وقت بھی سیر ہو کر کھانا نصیب نہ ہوا۔...... جب آپ نے وفات پائی تو گھر میں اس دن کے کھانے کے لئے تھوڑے سے جو کے سوا کچھ موجود نہ تھا اور چند سیر جو کے بدلہ میں آپ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں رہن تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا کسی چیز کا حق نہیں، رہنے کو ایک جھونپڑا، تن ڈھانپنے کو ایک کپڑا، پیٹ بھرنے کو روکھی سوکھی روٹی اور پانی۔"

نعت گو شعراءِ کرام نے ان موضوعات پر بھی درجنوں اشعار قلم بند کئے۔ نموتاً چند مشہور اشعار ملاحظہ فرمائیں :

دو جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا ☆ اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(احمد رضا خاں بریلوی)

ہر عسر و یسر میں راضی رہا تو اپنے مولا سے ☆ اے عالی مرتبت، صبر و قناعت ختم ہے تجھ پر

(عرشی ملک)

اور اس موضوع پر مناظر عاشق ہرگانوی کے دو اشعار پیش خدمت ہیں :

کبھی پیٹ بھر جو کی روٹی نہ کھائی
ہیں مختارِ عالم ، چٹائی ہے بستر
مناظر وہ سلطانِ عالم تھے لیکن
کھدائی میں خندق کی ڈھوتے تھے پتھر

الغرض ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے اپنی نعتوں کے اشعار میں بنی نوع انسانیت پر احساناتِ نبی ﷺ اور سراپائے نبی ﷺ کا بیان نہایت روانی اور موزونیِ طبع کے ساتھ کیا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ اللہ نے انھیں توفیق بخشی کہ مداحِ خیر الانام کا شرف حاصل کرسکیں اور اپنی عاقبت سنوار سکیں ورنہ ہر کس و ناکس کو یہ سعادت کہاں نصیب۔ اس موضوع پر خود ان کے شعر سے اپنی بات ختم کرتا ہوں :

مناظرؔ نعتِ محبوبِ خدا لکھے بھی کیسے
نہ اس کا علم ہے ایسا نہ وہ زورِ بیاں ہے

◆◆◆

Maulana Azad National Urdu University
71G, Tiljala Road, Kolkata - 700046

ہمدم نعمانی

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی : توشۂ آخرت

مناظر عاشق ہرگانوی کا تعارف کرانا سورج کو چراغ دکھانے جیسا ہے۔ موصوف نہ صرف بسیار نویس قلم کار ہیں بلکہ ان کی شخصیت ایک کثیر الجہات فن کار کی ہے۔ تقریباً ۱۹۵ ایک سو پنچانوے کتابوں کے مصنف ہیں۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ بہت ساری قدیم و متروک شعری اصناف کو حیات نو بخشا ہے۔ اور دیگر زبانوں کی اصناف سخن کو اردو میں تجرباتی طور پر ترویج و اشاعت کا بیڑا بھی اٹھا رکھا ہے۔ اپنے خلاقانہ مزاج کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں جو مسرت سے بصیرت کا جواز فراہم کرتا نظر آتا ہے۔ موصوف کی شخصیت اور کارنامے پر ستائیس کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائقین ادب کے لئے سرمۂ نظر بن چکی ہیں۔ دو شعرا نے منظوم کتابیں اور کم از کم نصف درجن ادبی رسالوں نے ان پر خصوصی گوشہ شائع کیا ہے۔ ہندوستان کی تین یونیورسٹیوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے لکھے جا چکے ہیں۔ ''کوہسار جرنل'' جیسے ادبی رسالہ بھی شائع کرتے ہیں۔ متعدد ادبی جرائد کی مجلس ادارت اور مجلس مشاورت میں شمولیت انہیں ممتاز و منفرد بناتی ہے۔ رخش عمر کی اڑسٹھویں ہم رکابی ابھی بھی ان کے تازہ دم اور تازہ کاری کا مژدہ جاں فزائی کا پیغام سناتی ہے۔

نعت پاک کا نورانی سلسلہ از آدم تا ایں دم جاری ہے۔ امید ہی نہیں ایقان کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا (انشاء اللہ) اس لئے کہ اللہ عز و جل خود ہی الم نشرح لک صدرک اور رفعنا لک ذکرک کے اسلوب میں رطب اللسان ہے۔ کیوں کہ اللہ نے سب سے پہلے اپنے محبوب کے نور کو پیدا کیا۔ پھر دعائے خلیل اور نوید مسیحا کی بشارتیں بھی دی جا رہی تھیں۔

آپؐ کے درودِ مسعود نے قبائل کو شیرِ وشکر کر دیا اور مس خام کو کندن بنا دیا۔

مداحِ سرورِ کونین کی روایت صحابہ اکرام، خلفائے راشدین، تبع و تابعین، ائمہ مجتہدین، علمائے ربانین اور شعراء معززین کے یہاں بدرجہ اتم موجود ہے۔ بحیثیت مسلمان ہر مومن اور عاشق کا ایمان اسی وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ بحرِ عشق رسول کا شناور نہ ہو جائے۔ مگر! باخدا دیوانہ باش وبا محمد ہوشیار۔ مگر کمال تو یہ ہے کہ عشق کی ایک جست سے سارے قصے تمام ہو جائیں اور زمین و آسمان کی بے کرانی کی تسخیر ہو جائے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن گمان بے ادبی ست

ہر شاعر نے اپنے دیوان یا شعری مجموعوں میں حمد و نعت کی شمولیت کو باعث سعادت سمجھا۔ ہرگانوی صاحب گفتنی میں رقم طراز ہیں۔ ''میں نے نعتیہ شاعری بھی کی ہے۔ مجموعہ چھپوانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس سال ۲۰۱۵ء میں اپنی بیگم فرزانہ پروین کے ساتھ حج پر جا رہا ہوں۔ خدا قبول کرے۔''

ماشاءاللہ! اس مجموعے کی اشاعت کے طفیل میں بفضلِ تعالیٰ حج مبرور سے مشرف ہو گئے ہیں۔

ایں سعادت بہ زورِ بازو نیست

''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' کے مشمولات میں چار حمد، ایک مناجات، دو قطعات، اکیس مکمل نعت غزل کے فارم میں ایک مثنوی کی ہیئت میں دو آزاد نظم اور ایک مسدس کے فارم میں شامل ہے۔ آزاد حمد یہ نظم کے یہ ٹکرے ملاحظہ کریں۔

ساری متاعِ آگہی / ہر دولت دانشوری / گنجینہ علم و ہنر / یا دفتر فکر و نظر / انسان کا علم معتبر / یا رب شناسی کے گہر / سب مل کے بھی کر دیں ادا / تعریف و توصیف خدا / ممکن نہیں ممکن نہیں

شاعر نے خلاق لم یزل کی معبودیت سے متاثر ہو کر ایک حامد خوش نوا کی طرح اس کی کبریائی کا اعتراف وارفتگی اور شیفتگی کے ساتھ کیا ہے۔ یہ حمد یہ اشعار عرفان حق کے گوہر آبدار کی طرح جگمگ جگمگ کرتے نظر آتے ہیں۔ پھر بھی بندۂ عاجز معترف ہے کہ وصف ثنائے کبریا ادا نہیں ہو سکتا۔

یوں تو نعت پاک کا ہر شعر جان نعت ہوتا ہے۔جس میں رحمت عالم کے اُسوہ حسنہ، ارشادات و نوازشات کے علاوہ سیرت طیبہ کے ہزاروں موضوعات کو احاطہ تحریر میں لایا جاتا ہے۔ مگر جو جذبہ نعت کو معراج عطا کرتا ہے اور اسے اعلیٰ و ارفع بناتا ہے وہ سرشاری عشق اور عقیدت و محبت اور انکساری کا فلسفہ ہے۔جس کے ذریعہ ممدوح کا حق ادا ہوتا ہے۔اس عمل سے مناظر عاشق ایک عاشق صادق کی طرح کشاں کشاں گزرتے ہیں۔مندرجہ ذیل اشعار میرے جواز کی گواہی دیں گے۔

- محمد سّرِ رازِ کن، محمد رازِ یزدانی — بنائے بزم دو عالم ، بنائے نظم حقانی
- مقام احمدؐ مرسل سمجھنا غیر ممکن ہے — ملائک ششدر و حیراں، ہراساں فہم انسانی
- عبادت کام آئے گی نہ طاعت کام آئے گی — قیامت میں محمدؐ کی محبت کام آئے گی
- مدحت کا ان کا کیسے بشر سے ہو حق ادا — خود جب خدا نبی کا ثناخواں دکھائی دے
- اللہ، مناظرؔ کو دکھا شہر نبی تو — ڈھلنے لگا اشکوں میں مدینے کا تصور
- جو یادِ نبی میں ٹپکا ہو — وہ قطرہ مناظرؔ موتی ہے

محولہ بالا اشعار وارفتگی شوق کو مہمیز کرتے ہیں اور اوصاف حمیدہ کی ترجمانی بھی کرتے ہیں ساتھ ہی آتش عشق کی لو کو تیز کرتے نظر آتے ہیں۔جس کے ذریعہ ایمان کی پختگی آشکار ہوتی نظر آتی ہے۔

رسول اکرم اور محسنِ انسانیت کے خُلق عظیم کی ترجمانی کے یہ اشعار امن عالم کا بلیغ اشاریہ ہیں۔

- نبوت کی شہادت بھی کیا کیا — ہے کنکر کلمہ خواں ٹکڑے قمر ہے
- دعا دشمنوں کیلئے بھی کرے جو — نہ آیا کوئی آج تک دیں کا رہبر
- مناظر وہ سلطان عالم تھے لیکن — کھدائی میں خندق کی ڈھوتے تھے پتھر

مناجات کے باب میں شاعر نے مناسک حج کی تکمیلیت کی دعا صمیم قلب سے کی ہے۔لبیک پڑھتے ہوئے سوئے مکہ پہنچنا اور فیوض کعبہ سے مشرف ہونا، طواف و سعی کی کثرت، سنگ اسود کا چومنا، باب ابراہیم اور حطیم پر سر بہ سجود ہونا، زمزم سے سیرابی، صفا و مروہ کی سعی کا حکم خداوندی سے پورے کرنا اور قبولیت کی دعا کرنا وغیرہ ایسی آرزوئیں ہیں۔جس کی تڑپ ہر کلمہ گو کے سینے میں موجزن

رہتی ہے۔ اگر اس میں قیام منیٰ، مزدلفہ اور رمی جمار کا اضافہ ہو جاتا تو اور بہتر ہوتا۔ ماشاء اللہ! فضل خداوندی سے ان کی یہ ساری تمنائیں پوری ہوئیں۔

مسدس کی ہیئت والی نظم خواجہ الطاف حسین حالی کے مدو جزر اسلام کی توسیع سے محمول کیا جا سکتا ہے۔ توسیع اس لئے کہ اس مسدس کی بحر بھی وہی ہے۔ جس میں موصوف نے اس نظم میں بعثتؐ نبی کے قبل اور آمد سرورِ کونین کے احوال و کوائف کے اجمال پیش کئے ہیں۔

جب انسانیت مٹ گئی ان کی یکسر نبی آئے تب مصلحِ قوم بن کر

مہ دہر بننے لگے ذرے سارے دکھایا وہ اعجاز امی لقب نے

ایسے سیکڑوں اشعار مجموعے میں شامل ہیں جو دامن دل کو کھینچتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے اجتناب لازمی ہے۔

ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے کی آخری نعت کے ایک شعر میں ریاضی کے فارمولے سے ہر شعر میں محمدؐ کے نام کی موجودگی کی وضاحت کبیر کی ایک چوپائی سے کی گئی ہے۔ گویا انہوں نے کبیر کی از سرِ نو دریافت کی ہے۔

کبیر کا فارمولا یوں ہے کہ کسی بھی لفظ کے مجموعی عدد کو چار سے ضرب دیجئے پھر دو جوڑ کر پانچ سے ضرب کریں اور بیس سے تقسیم کرلیں جو باقی بچے اسے نو سے ضرب کرنے کے بعد دو جوڑ دیں ما حصل ۹۲ آئے گا جو لفظ محمد کا عدد ہے۔ (عدد×۴+۲×۵÷۲۰=باقی×۹+۲)=۹۲

ہر ایک لفظ کو ابجد کی رو سے دیکھیں گر ☆ نہیں کچھ اور مگر ہے رسولؐ پاک کا نام

''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' کا تعلق ایک ایسی کتاب سے ہے جس کا لکھنا، پڑھنا اور سننا کارِ ثواب اور عبادت میں داخل ہے اور یہ توشۂ آخرت بھی ہے۔

◆◆◆

1/42, Anwar Bagan, Kamarhatti,
Kolkata - 700058 (W.B.)

Mahmood Ahmad Karimi

Eulogium of M.A.Harganvi

Poetry is the amalgam of spontaneous outflow of emotion and overwhelmingness caused by environmental stimuli. A poet's heart vibrates to express what passes over his heart. He tries to unbosom his feelings and share them with others. Here we find that the poet has paid great respect and rich encomium to the holy prophet Hazrat Mohammad (Peace to upon him) before his departure to Mecca for performing Hajj pilgrimage along with his wife. The poet appears to be over emotional while depicting his feeling during composition of eulogistic verses.

This is expected readers could feel enamoured having perused the original text in Urdu as well as it's English rendering.

Dr. Manazir Ashiq Harganvi has all along been acknowledged as a literary genius internationally. He is a high ranking poet and litterateur. He is a vorатious writer and studies books and journals vastly. He is a good critic and edits his own journal "Kohsaar". He has authored

nearly 200 books.

Nevertheless he is simple, courteous and affable. Concludingly I have to say that the translation in hand is to be judged by our esteemed readers and they could say how far I have been successful in my endeavour.

This is recorded for general readability that previous to this treatise English rendering of "Uzwayati Ghazlen" known as "Organwise Ghazlen" was published in 2016. The aforesaid translated book has been widely acclaimed and the quotations of the review of intelligentsia.

He occupies a healthy mind to express his inner feelings in the form of poetic style to paint or portray intense living and immortal ideas and doctrines in the various couplets with a view to depict the beauty and glamour.

Dr. Manazir Ashiq Harganvi is a bright star radiating on the horizon of Urdu Poetry and literature. His devotion to Holy Prophet is Proverbial. His book "Har Sans Mohammad Parhti Hai" is a treatise on Prophet encomium in Urdu.

◆◆◆

Senapath colony, P.o.- Lalbagh
Darbhanga - 846004 (Bihar)

ایڈوکیٹ صفی الرحمٰن راعین

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت میں روحانیت کی ترجمانی

پروفیسر ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی مقبول اور پسندیدہ تخلیق ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' نعتیہ مجموعہ ہے۔ اس میں شاعر کے روحانی احساسات اور نورانی نظریات کا عکس نمایاں طور سے دیکھنے کو ملتا ہے۔ اقرار، اطاعت اور افکار کے بعد روحانیت کی ایک ایسی منزل آتی ہے کہ ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے۔ روحانیت کی اس منزل کا مقام بہت بلند ہے۔ لیکن تصوف کا یہ پہلا انعام ہے جو ذاکر کو ملتا ہے اور جس کے بعد ذاکر فنافی اللہ کے لئے عبادت و ریاضت میں ہر وقت مشغول ہو جاتا ہے۔ اسی روحانی احساسات اور نورانی نظریات کی وجہ سے یہ نعتیہ مجموعہ مقبول اور پسندیدہ تخلیق بن سکا۔ اہل علم، اہل تصوف، دانشوران دین اور اہل ذوق کے درمیان یہ بہت جلد مشہور و مقبول ہوا۔

پروفیسر ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی شہرۂ آفاق ادیب، شاعر اور مفکر ہیں۔ آپ کی گراں قدر ادبی خدمات سے ایک طرف اردو ادب میں تخلیقات کا اضافہ ہوا تو دوسری طرف اردو کے قارئین کو پختہ نظریات کے ایک ادیب کے علمی عروج سے بھی معلومات حاصل ہوئیں۔ آپ کی تصانیف کے علاوہ اہل ذوق کی ادبی رہنمائی آپ کی امتیازی خوبی ہے جس سے اردو ادب کے سرمایہ میں اضافہ ہوا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی نئی اور اہم تخلیق ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' ایک روحانی شاہکار ہے جو بندگی کے شمیم سے معطر ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے :

عشق نبی کا ہے اس میں سندیش
دے رہا ہے مانو کلیان اپدیش

عشق و بندگی کا ہے جہاں سماویش
صراط مستقیم کا ہے انوپم سندیش

(بحوالہ پروفیسر ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی۔ایک عہد ساز ادیب، مقالہ نگار ایڈوکیٹ صفی الرحمٰن راعین، پندار۔03.01.2016)
میں نے لکھا ہے :

Holy Encomium gives eternal pleasantness;
Its impact is full of lusciousness,
The expression is full of melodiousness;
Faiths are presented in vicaciousness,

میری رائے میں اس نعتیہ مجموعہ "ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے" کی مرکزی فکر یہ ہے :

ملتا ہے ذکر محمدؐ سے دولت ایماں
بڑھتا ہے فکر محمدؐ سے ثروت ایماں

(بحوالہ محمدؐ استوتی، مقالہ نگار، ایڈوکیٹ صفی الرحمٰن راعین، جی ٹائمس ,25.04.2016 صفحہ۔6)

ہماری روز مرہ زندگی میں اس کی حقیقت اور اہمیت پر غور کریں :

Materalistic inclination is malady;
Encomium recitation is its remedy,
When all routes have ceased;
Recite encomium and have eased.

(Encomium to Holy Prophet" - Mile stone in English literature article, by Advocate Safiur Rahman)

"ہر سانس محمد پڑھتی ہے" میں چار حمد پاک، ۳۵ نعت شریف اور ایک سلام مبارکہ کا نذرانہ عقیدت شامل ہے۔اس میں سورہ آل عمران، سورہ نساء، سورہ حدید اور سورہ تحریم کے حوالہ جات شامل ہیں۔قرآن پاک کے سورہ نمبر ۳، ۴، ۵۷، اور ۶۶ کی مبارک آیتوں کی روشنی میں اس کی اہمیت اور فضیلت لامحدود ہو جاتی ہے۔

محمدؐ استوتی میں ملا روحانی احساسات
ہر چھند کا آدھار ہے قرآنی تعلیمات

حمد پاک و نعت شریف میں ملا
مفکر ہرگانوی کے نورانی نظریات

سورہ کہف کی فکر کی ترجمانی میں شاعر نے لکھا ہے :

وصف وثنائے کبریا
ممکن نہیں ممکن نہیں

شاعر کی روحانیت کی بلند پرواز اور عشق حقیقی کے نور کا جلوہ دیکھیں :

میری غزل، میرا نغمہ، میری نوا تو ہے
میرے وجود کا یہ لالہ زار تیرا ہے

عشق حقیقی کی لگن کے ساتھ یہ عجز وانکساری دیکھیں جس میں ویژن نظر آتا ہے :

میرے خدا دلِ عاشق کو آئینہ کر دے
یہ فکر ، یہ سخن شعلہ بار تیرا ہے

معبود حقیقی کو بہت ہی آسان زبان میں شاعر نے پیش کیا تا کہ عام آدمی بھی معبود حقیقی کو سمجھ سکے :

جو ذرہ ذرہ کا معبود وہ خدا ہے میرا
ہر ایک شئے میں ہے موجود وہ خدا ہے میرا

میری رائے میں اس نعتیہ مجموعہ میں درج ذیل افکار کا عکس دیکھنے کو ملتا ہے جو روحانیت کے اہم ستون ہیں جن سے نورانیت کا فیض حاصل ہو سکتا ہے :

(۱) ذکر محمدؐ: اقرار کے بعد ذکر محمد بے حد ضروری ہے۔اس سے طاعت اور بندگی میں تقویت ملتی ہے اور روح کو آسودگی حاصل ہوتی ہے۔یہی روحانیت کا تقاضہ بھی ہے۔شاعر نے لکھا ہے :

اپنا تو تجربہ ہے اب تک کا یہ مناظر
ایک نسخۂ کیمیا ہے صلے علیٰ محمدؐ

(۲) مقام محمدؐ: محمدؐ پیکر نوری ہیں، راز یزدانی ہیں، فیض ربانی ہیں، بقائے نظم حقانی ہیں اور

رحمت عالم ہیں۔اس لئے شاعر نے لکھا ہے :

ثانی کوئی ہوا ہے نہ ہوگا حضور کا
قد ہے بلند، مرتبہ اعلیٰ حضور کا

(۳) **محمد قندیل نورانی :** مادیت اور گمراہی کے اندھیرے سے نکلنے کے لئے محمد کی رہنمائی ضروری ہے کیونکہ آپ قندیل نورانی ہیں۔شاعر نے لکھا ہے :

جہاں فکر پر چھائی ہوئی ہے ظلمتیں ہر سو
محمدؐ عالم افکار میں قندیل نورانی

(۴) **تاریخی واقعات :** شاعر نے اپنے نعتیہ مجموعہ میں محمدؐ سے وابستہ عرب کے تاریخی واقعات کو بھی پیش کیا ہے۔غار حرا میں وحی کے نازل ہونے کے واقعہ پر لکھا ہے :

حرا جو عبادت گہہ مصطفےٰ تھا
جہاں آئی ان پر وحی سب سے پہلے

شاعر نے عظمت معراج کو قلم بند کرتے ہوئے لکھا ہے :

محبوب کبریا ہیں اسی کا ہے یہ ثبوت
معراج میں جو عرش پہ مہماں رسولؐ ہیں

شاعر نے شق القمر پر لکھا ہے :

انگلی کا مصطفےٰ کی اشارا جو ایک ہوا
دو ٹکڑے پھر تو چاند بھی ہوتا دکھائی دے

شاعر نے محمد کی ہجرت کے واقعہ کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے :

فریضہ نبوت کا پیش نظر تھا
تو مکے سے ہجرت بھی کی تھی مدینے

(۵) **محمد کی آمد سے آئی تبدیلی:** محمد کی آمد، نبوت کا ظاہر ہونا اور اسلامی تعلیمات سے عرب و عجم کے باشندگان میں نمایاں تبدیلی آئی۔شاعر نے لکھا ہے :

● کیا تھا قلعہ کفر وشرک کا یوں منہدم اُس نے

ہو جیسے زلزلہ برپا، درود اُس پر سلام اس پر

● گمراہ جو تھے اُن کو بھی منزل نشیں کیا

جس پہ مناظر اترا ہے قرآں رسول ہیں

(۶) ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کے سفر مدینہ کی کیفیت دیکھیں :

چلا ہوں لے کے نذرانہ بس اتنا

کہ آنکھیں نم ہیں، کچھ دامن بھی تر ہے

(۷) نعتیہ مجموعہ کا مرکزی پیغام: شاعر تمام نعتوں کو لکھنے کے بعد جو پیغام دنیا کے لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے :

● سکون قلب ونظر ہے رسولؐ پاک کا نام

دوائے درد جگر ہے رسول پاک کا نام

● مدام ان پر درود پاک بھیجیں

یہی سرمایۂ فتح وظفر ہے

(۸) عشق نبی: نعتیہ مجموعہ کے شاعر کا نام مناظر عاشق ہرگانوی ہے۔ جو عاشق اردو ادب اور عاشق نبی بھی ہیں۔ عشق نبی سے وابستہ ان الفاظ پر غور کریں :

جو یاد نبی میں ٹپکا ہو ☆ وہ قطرہ مناظر موتی ہے

اس نعتیہ مجموعہ کے بارے میں میں نے لکھا ہے :

Reflection of faith is strong
Elaborately nothing is wrong,
Manazir has spiritual vision;
Strong faith is its reason,

◆◆◆

Milan Chowk, Darbhanga- 846004 (Bihar)

ڈاکٹر تبسم فرحانہ

مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی میں زندگی کی تابانی

ہر انسان کی اپنی فکر اور اسکے اندر کچھ کر دکھانے کا جذبہ الگ الگ ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح، جیسے محمود احمد کریمی نے مناظر عاشق ہرگانوی کے نعتیہ کلام کو English میں Translate کرکے اپنے بہترین فن کا ثبوت دیا ہے۔ نعت لکھنا ایک مشکل ترین کام ہے۔ جس سے ہر کوئی استفادہ نہیں کرسکتا ہے۔ مناظر صاحب کا نعتیہ مجموعہ کلام اُن کے علم ولیاقت کی گہرائی کا بہترین ثبوت ہے۔ جس کا ترجمہ محمود احمد کریمی صاحب نے بہت ہی فنکارانہ انداز میں کیا ہے۔ دونوں فنکار نے اپنے اپنے فرائض کو انجام دینے کی بخوبی کوشش کی ہے۔ مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کو تو میں زمانے سے پڑھ رہی ہوں۔ لیکن محمود احمد کریمی صاحب سے میرا غائبانہ تعارف وملاقات بہ ذریعہ فون قریب دو ڈھائی سال سے ہے۔ لیکن اس کم عرصے کے تعلقات نے چھاپ اس طرح چھوڑی کہ جیسے بہت پرانی آشنائی ہو۔ اردو ادب کو تجدید کا رنگ دنیا انگریزی کلچر سے ہم آہنگ کرنا اُسکا لفظ بہ لفظ انگریزی میں ترجمہ کرنا۔ یہ محمود احمد کریمی جیسے ادیب ہی کرسکتے ہیں۔

مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کی نعت گوئی پر اتنا ضرور کہنا چاہونگی کہ اُنہوں نے اپنے اندر کا سچا فنکار جو ذہن کے کسی گوشے میں چھپ کر بیٹھا تھا۔ اُسے قاری کے روبہ رو کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ میں نے اُنکا اور بھی کلام پڑھا ہے۔ اُن کے یہاں ترسیل کا المیہ نہیں ہے۔ سادہ لفظوں میں زبان وبیان کی قدروں کو اسلوب کی وسعت میں ڈھالنا انکا اپنا الگ ہی مزاج ہے۔ انہوں نے اپنے نعتیہ مجموعہ کلام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اور صلاحیتوں کو اپنے اشعار کے گلدان میں اس

طرح سجایا ہے کہ اسکی منظر کشی میں قاری جھومے بغیر نہ رہ جائے۔ان کے افکار کی خوشبونعت کے ہر شعر میں ملتی ہے۔شروع کے ہی کچھ اشعار نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا ہے :

جب بھی کبھی پڑھا ہے صلے علیٰ محمدؐ — ہر درد مٹ گیا ہے صلے علیٰ محمدؐ
اپنا تو تجربہ ہے اب تک کا یہ مناظر — اک نسخہ کیمیا ہے صلے علیٰ محمدؐ
جب ورد کر لیا ہے صلے علیٰ محمد — ہر کام بن گیا ہے صلے علیٰ محمدؐ
ملتا درود خواں کو فوراً ہی اس کا بدلہ — کیا دافع بلا ہے صلے علیٰ محمدؐ

واقعی درود شریف کی خوبیاں ہمارے ہر مشکل کام کو آسان کر دیتی ہیں۔اسکا ورد سیدھے آسمان پر جاتی ہے۔جو ہمیں حشر میں کام آنے والی ہے۔اس لئے درود شریف کا ورد ہر مسلمان کو ہر وقت کرتے رہنا چاہئے۔

یہ اشعار دیکھیں :

سراپا ہیں رحمت، رسولِ خدا ہیں — وہ ہادیٔ کُل ہیں بڑے رہنما ہیں
ہیں بے شک مسیحا بھی سارے جہاں کے — وہ آزاد قلب و نظر کی دوا ہیں
ہیں محتاج و نادار و بیکس کی دولت — وہ بابِ کرم ہیں تو بحرِ عطا ہیں
ہے عرفانِ حق بھی جو بندے کو حاصل — وہی ایسے رشتے کی محکم بنا ہیں

بے شک ہمارے نبیؐ صاحب ہم سب کے لئے سراپا رحمت ہیں۔مسیحا ہیں، ہمارے قلب کی ٹھنڈک ہیں، دل کا سکون ہیں۔۔بیکسؔ ومحتاج کے مددگار ہیں۔اللہ پاک ہم سب کو ان کے بتائے ہوئے رستے پر چلنے کی توفیق عطا کریں......آمین!

چند اشعار یہ بھی ہیں :

دو عالم میں جلوہ ہے پیارے نبی کا — کہ دیں ایسا سچا ہے پیارے نبیؐ کا
ہمارے لئے لائے معراج سے جو — نماز ایسا تحفہ ہے پیارے نبی کا
درود اُن پہ بھیجیں خدا اور فرشتے — عظم اتنا رتبہ ہے پیارے نبیؐ کا
عمل پر بھروسہ تو اپنے نہیں ہے — مناظرؔ سہارا ہے پیارے نبی کا

مقطع کا یہ شعر جو انکی بالیدگی کو واضح کرتی ہے، بہت خوب ہے۔

نعت پاک کا آخری شعر اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ واقعی اُنہیں، ہم سب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے کی دین و دنیا دونوں میں ضرورت ہے۔ دنیا کے پیچ وخم سے گذرتے ہوئے قیامت کے دن پُل صراط کے راستے سے بھی گذرنا ہے۔ یہ تو ہمارا عمل ہی بتائے گا۔ وہاں ہم سب کی قلعی کُھل جائے گی۔ پھر بھی مناظر صاحب نا اُمید نہیں ہیں بلکہ ہم سب بھی نا اُمید نہیں ہیں کہ ہمارے پیغمبر بنیؐ حشر کے دن خدا سے ہماری بخشش کی شفاعت ضرور کریں گے۔ واقعی ہمیں خدا اور اُن کے نبیؐ پر بیحد بھروسہ ہے۔ کامل یقین ہے۔

نعت پاک لکھنا اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ ہمیں جہاں تک علم ہے کہ اللہ پاک اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک فاصلہ ہے اور اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ہمارے ہاتھ کی شہادت اور بیچ کی اُنگلیوں کے درمیان میں فاصلہ ہے۔ اس لئے نعت پاک لکھتے وقت یہ خیال ضرور رہتا ہے کہ توحید سے ٹکراؤ نہ ہو جائے۔ دل و دماغ کو حاضر و ناظر رکھتے ہوئے نبیؐ کی شان میں تحریر رقم کرنی پڑتی ہے۔

مناظر صاحب کی نعت کے اشعار ان کے افکار کی بالیدگی کو واضح کر رہے ہیں۔ ان میں کئی دریافتیں ہیں جو منزہ و معفیٰ ہیں۔

◆◆◆

Road No.7, New karimganj, Gaya - 8232001 (Bihar)

نقد پارے

ڈاکٹر جمال اویسی :

میں نے بصد شوق کتاب ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے۔'' پڑھی۔ گفتنی میں آپ کی باتوں سے صد فی صد اتفاق ہے۔ رسول اکرمؐ کے احترام اور محبت میں آپ نے یہ کتاب رقم کی ہے اور آپ کا جذبہ خالص اور سچا ہے۔ آپ نے بہت سے تاریخی واقعات کو نظم کر کے بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔

آپ کو اتنی اچھی کتاب لانے کے لئے دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

Moh : Faizullah Khan, Khan Saheb Ki Deorhi, Lalbagh, Darbhanga-841004 (Bihar)

سہیل ارشد :

ہر شاعر کی طرح ڈاکٹر مناظر بھی سرورِ کونین سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار نعت گوئی کے وسیلے سے کرتے رہے ہیں۔ مگر ان نعتوں کو یکجا کر کے کتابی شکل دینے کا خیال گزشتہ سال آیا جب وہ فریضۂ حج کی ادائیگی کی تیاری کرنے لگے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی ایک کثیر جہات قلمکار ہیں۔ وہ ادب کی تقریباً تمام اصناف میں اپنی فکری بصیرت اور تخلیقی وجدان کی روشنی بکھیرتے رہے ہیں۔ ان کی نعتوں کے مجموعے ''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے'' میں انہوں نے سرورِ کونینؐ سے والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ان کے اشعار میں کعبہ میں حاضری اور روضہ رسولؐ کے دیدار کی بیتابی کا اظہار بھی ملتا ہے۔ اور ان میں فکری و فنی گہرائی کا عکس بھی ملتا ہے۔

◆◆◆

Mirza Ghalib Street, Raja Bandh, Raniganj- 713347 (W.B.)

منظوم تاثرات

(رباعیاں)

اصنافِ ادب میں اُن کا درجہ فائق
ہیں پیشِ نظر نعوت کے وہ خالق
انگریزی میں ترجمہ کریمی کا کمال
مشکور ہوئی سعئِ مناظر عاشق

....

شاعر کی عقیدت کے ہیں اطوار سِوا
پھر اُس پہ مترجم کا ہے معیار سوا
مصرعوں کی درد بست، معانی کی گرفت
پابندی میں آزادیٔ اظہار سِوا

....

شاعر کی یہ پُر خلوص کاوش کا ثمر
آیات و احادیث کے شعری محضر
توصیف مترجم کی بھی لازم جس نے
لفظوں کے تراشے مُتبادل پیکر

....

ارشد مینا نگری

”ہر سانس محمد پڑھتی ہے“

مثل ماں مہکی مہکی ہے   ہر دم یہ سلجھی سلجھی ہے
سانسوں کی شکرگذاری ہے   بنیاد کو اپنی سمجھی ہے
”ہر سانس محمد پڑھتی ہے“
ہر دھڑکن کیف سے لپٹی ہے   ہر جانب خوشبو بکھری ہے
ہر آنکھ میں نور افشانی ہے   ہر دل میں مستی مہکی ہے
”ہر سانس محمد پڑھتی ہے“
غنچہ ہر غنچہ جھوم اٹھا   جلوہ ہر جلوہ جھوم اٹھا
نغمہ ہر نغمہ جھوم اٹھا   بھنورا ہر بھنورا جھوم اٹھا
بلبل کی نغمہ باری ہے
”ہر سانس محمد پڑھتی ہے“
کہساری تنکے تنکے میں   ضوباری ذرے ذرے میں
سرشاری جلوے جلوے میں   پرکاری غنچے غنچے میں
ہر منظر رنگا رنگی ہے
”ہر سانس محمد پڑھتی ہے“

اقوال خدا اقوال نبیؐ افعال خدا افعال نبیؐ
امثال خدا امثال نبیؐ اقبال ِ خدا اقبالِ نبیؐ
احمدؐ میں بات احد کی ہے
"ہر سانس محمد پڑھتی ہے"

طوفاں طوفاں پتوار ہوا دامن دامن سرشار ہوا
منظر منظر دلدار ہوا چہرہ چہرہ گلزار ہوا
آنکھوں سے عقیدت جھلکی ہے
"ہر سانس محمد پڑھتی ہے"

ہرلب سے سلام ہو اجاری لہکی لہکی ہے فضا ساری
لہرانے لگی ہے صدا پیاری دھڑکن دھڑکن ہے دلداری
آواز درود کی گونجی ہے
"ہر سانس محمد پڑھتی ہے"

◆◆◆

Mominpura - 51, Malegaon, Dist.- Nasik - 423203

حیدر وارثی

انکومیم ٹو ہولی پروفیٹ

''ہر سانس محمد پڑھتی ہے'' مجموعہ کئی نعتوں کا
''انکومیم ٹو ہولی پروفیٹ'' ترجمہ کئی نعتوں کا
لکھی عاشقؔ نے جب مدحت رسولؐ کی
سمائی قلب کریمیؔ میں تب عفت رسولؐ کی
آساں نہیں ہے اردو کو انگلش میں ڈھالنا
ممکن نہیں ہے قارئیں کو اپنے حق میں لانا
منظور ہو خدا کو تو ہو جائے مقام بھی نمایاں
پائی جو شہرت مناظرؔ نے تو جڑا ہر گانواں
یہ سب توفیقِ الٰہی کا ادنیٰ کرشمہ ہے دوستو
الہامِ نعت و منقبت عفو کا ذریعہ ہے دوستو
عطا کر وارثیؔ کو خدا وندا تو ایسی سعادت
کہ پائے وہ بھی حمد و نعت سے تیری عنایت

◆◆◆

Talim Nagar, B.B.Pakar, Darbhanga - 842004 (Bihar)

ڈاکٹر فرحت جہاں ملی

عقیدت کا آسماں

خیالوں کے طوفاں کو
رازجنوں تم بناتے ہوئے
لا انتہا پھیلے سمندر سے آگے
عقیدت عبادت کی ساری مسرت
سمیٹے ہوئے لوٹ بھی آئے ہو
ہاں مگر، نعت کا جو خزینہ
جذبہ احساس روح اور دل میں
سمائے ہوئے موجزن ہیں بنے
چمکتی دمکتی یہ رعنائی تخلیق کی
آہٹیں، دستکیں اور سماعت بھری
ہیں سبھی کے لئے!

◆◆◆

C/o Md. Saleem, State Govt. Polytecnic Quarters
Kanchangarh - 812001 (Bihar)

اسماء پروین

نعت نبیؐ کے سچے عاشق

عشق نبیؐ کے سچے عاشق
اپنی نعت کی سانسوں میں
کیسے کیسے پھول کھلائے
وحدت معنی
نورِ محمد
سرتاپا ہے دل کی گنبد
ذکر نبیؐ ہے
ذات نبیؐ ہے
منبع ہے یہ روشنی کا بھی
رحمت، خوشبو کی بھی عظمت
روح لطافت منظر منظر
نکہت ہے اور زیست کا حاصل
سب مصرعوں میں رنگ صداقت

C/o Md. Mozammil Hassan
At & P.o.- Samastipur - 813108 (Bihar)

حکیم شاھد حسن قاسمی ، تابش

نذر

''ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے''* ارواح میں تابش ہوتی ہے
انوار کے بادل اٹھتے ہیں ، عرفان کی بارش ہوتی ہے
''محمود کریمی'' کے دم سے ، مغرب میں اجالا پھیل گیا
صدیوں کا اندھیرا چاک ہوا، مردوں میں بھی جنبش ہوتی ہے
یہ ان کے قلم کی صنعت ہے، کہ اہلِ قلم ہیں حیرت میں
افلاک سے آتی ہے یہ صدا'' شاباش یوں کاوش ہوتی ہے''
ہاں نعت نبیؐ کا پرچم یوں، باطل کی زمیں پر لہرائے
کفار کے سر بھی جھک جائیں، ایماں کی یہ خواہش ہوتی ہے
اے نکہت گل تھم تھم کے چلو، یہ نعت نبیؐ کی محفل ہے
خوشبوئے جناں کی موجوں میں، طوفاں سی خیزش ہوتی ہے
اس شمع رسالت کے ضو کو، سینوں میں تم اپنے جذب کرو!
انوار حرم کے لشکر پر ظلمت کی بھی یورش ہوتی ہے
ترسیل خیالی اے تابشؔ! کچھ سہل نہیں بس یوں سمجھو
جب مغز پگھلتا ہے پیہم، تب فکر کی بندش ہوتی ہے

Phc, Kurtha, Arwal (Bihar)

* مناظر عاشق ہرگانوی کا نعتیہ مجموعہ

نام	:	ڈاکٹر زہرہ شمائل
پیدائش	:	۱۴؍فروری ۱۹۶۵ء
تعلیم	:	بی ایڈ، ایم اے (اردو) پی ایچ ڈی
ملازمت	:	سرکاری اسکول میں
ادارت	:	جریدہ ''تمثیل نو'' کی مدیرہ
رابطہ	:	گنگوارہ، سارا موہن پور، دربھنگہ، 846007 (بہار)

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی 2017ء میں نئی کتابیں

- نریش کمار شاد — ساہتیہ اکیڈمی، دہلی — (پریس میں)
- کلیم عاجز — اتر پردیش اردو اکیڈمی، لکھنؤ — ''
- اکیسویں صدی کی خواتین تنقید نگار — قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی — ''
- سہیل عظیم آبادی بنام مناظر عاشق ہرگانوی — ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی — ''
- عبدالحق امام کی رباعی کی نئی معنویت — ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی — ''
- مامون ایمن کی خوشہ چینی — ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی — ''
- عبدالمنان طرزی کی طرز بیانی — ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی — ''
- امام اعظم کی نئی جہتیں — ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی — ''
- مغربی بنگال کی ہم عصر نظمیہ شاعری — ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی — ''
- डा० श्रीनिवास शर्मा : सवालों के घेरे में — ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی — ''
- रंजन : सवालों के घेरे में — ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی — ''

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی پر 2017ء میں نئی کتابیں

- عذرا مناظ، عرشِ منیر، ایڈوکیٹ صفی الرحمٰن راعین، منصور خوشتر، احسان عالم، زہرہ شمائل، غضنفر اقبال، فراز حامدی، محمد حسنین، عبدالمنان طرزی اور دو دوسرے قلم کاروں کی تصنیفات۔

MANAZIR ASHIQ HARGANVI KI NAT GOI MEIN NUDRAT-E-FUN

By

Dr. Zohra Shamail

ڈاکٹر زہرہ شمائل

DARUL ESHAAT-E-MUSTAFAI
3191, Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan
Delhi - 110006 (INDIA) , Ph: 011-23211540

ISBN 81-88891-62-2